Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

867 UP

حامداً و مصلیاً و مسلماً

زلافِ حمد و نعت اولیٰ ست بر خاکِ ادب خفتن   سجودے میتواں کردن درودے میتواں گفتن

مثنوی کی مفصّل و مختصر بے شمار شرحیں ہیں۔ مگر ان میں سے بعض تو عربی ہیں اور اکثر فارسی میں ہیں اور چند ایک اردو میں بھی ہیں۔ اردو شرحوں میں مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کی شرح نہایت عمدہ ہے جو صرف پہلے دفتر کی ہی ہے۔ یہ شرحیں اپنے اپنے مذاق کے موافق بہت عمدہ ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس سے خواص و عوام یکساں مستفید ہو سکیں۔

بنا بریں مدت سے آرزو تھی کہ مثنوی مولانا روم کی ایسی شرح لکھی جائے جسے معمولی اردو خواں بھی سمجھ لے اور اس کے مضامین سے فائدہ حاصل کر سکے۔ چنانچہ مولوی محمد نور الحق و محمد حسین صاحبان کی استدعا سے میں نے یہ شرح لکھی ہے کہ خدا تعالیٰ اسے ویسا ہی مقبول عام کرے جیسے اس کے متن کو کیا۔ آمین وما توفیقی الا باللہ وھو نعم المولیٰ و نعم النصیر ؕ

محمد بشیر الصدیقی علی پوری

867;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مصنف کتاب مولانا محمد جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی

نام و نسب نام آپ کا محمد، جلال الدین لقب اور عرف مولانائے روم ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ جواہر مضیۃ میں سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے محمد بن محمد بن محمد بن حسین بن احمد بن قاسم بن مسیّب بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم۔ اس روایت کی رو سے حسین بلخی مولانا کے پردادا ہوتے ہیں۔ لیکن سپہ سالار نے ان کو دادا لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ حسین مذکور بہت بڑے صوفی اور صاحب حال تھے۔ سلاطین وقت ان کی اس قدر عزت کرتے تھے کہ محمد خوارزم شاہ نے جو بہت بڑا اقتدار فرماں روا تھا اور خراسان سے لیکر تمام ایران، ماوراء النہر کاشغر تک کا ملک اُس کے زیر نگین تھا۔ اپنی بیٹی کی ان سے شادی کر دی تھی مولانا کے والد بہاؤ الدین اسی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

سن ولادت و تعلیم و تربیت مولانا کی ولادت ۶۰۴ھ ہجری میں بمقام بلخ ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد شیخ بہاؤ الدین سے حاصل کی۔ شیخ بہاؤ الدین کے مریدوں میں سید برہان الدین محقق بڑے پائے کے فاضل تھے۔ مولانا کے والد نے مولانا کو ان کے آغوش تربیت میں دیا۔ وہ مولانا کے اتالیق بھی تھے اور اُستاد بھی۔ مولانا نے اکثر علوم اُنہی سے حاصل کئے۔ اٹھارہ ۱۸ یا اُنیس ۱۹ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ساتھ قونیہ آئے۔ اور پھر اپنے والد کے انتقال کے دوسرے سال یعنی ۶۲۹ھ ۲۵ برس کی عمر میں تکمیل فن کے لئے شام کا قصد کیا۔ اور حلب پہنچکر مدرسہ حلاویہ کے بورڈنگ میں قیام کیا۔ اور تحصیل علم میں مشغول ہوئے مدرسہ حلاویہ کے علاوہ حلب کے اور مدرسوں میں بھی پڑھتے رہے۔ طالب علمی ہی کے زمانے میں عربیت، فقہ، حدیث اور تفسیر و معقول میں وہ کمال حاصل کر لیا تھا۔ کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا اور کسی سے حل نہ ہوتا تو لوگ ان کی طرف رجوع کرتے۔ مناقب العارفین میں لکھا ہے کہ مولانا نے سات برس تک دمشق میں رہ کر علوم کی تحصیل کی اور اُس وقت مولانا کی عمر ۴۰ برس کی تھی۔ الغرض مولانا نے تمام علوم درسیہ میں نہایت اعلےٰ درجہ کی مہارت پیدا کر لی تھی چنانچہ جواہر المضیۃ میں لکھا ہے کہ آپ تمام مذاہب سے واقف۔ علوم کی تمام قسموں پر حاوی اور اعلیٰ درجے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

867.U

کے فقیہ اور عالم تھے

علوم باطنی کی تحصیل مولانا کے والد کے [illegible] پایا تو سید برہان الدین اپنے وطن ترمذ میں تھے یہ خبر سُن کر ترمذ سے روانہ ہوئے اور قونیہ میں آئے مولانا اس وقت لارند میں تھے۔ سید برہان الدین نے مولانا کو خط لکھا اور اپنے آنے کی اطلاع دی۔ مولانا اسی وقت روانہ ہوئے۔ قونیہ میں شاگرد و استاد کی ملاقات ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ اور دیر تک دونوں پر بے خودی کی کیفیت طاری رہی افاقہ کے بعد سید نے مولانا کا امتحان لیا۔ اور جب تمام علوم میں کامل پایا تو کہا کہ صرف علم باطنی رہ گیا ہے اور یہ تمہارے والد کی امانت ہے۔ جو میں تم کو دیتا ہوں۔ چنانچہ نو برس تک طریقت اور سلوک کی تعلیم دی۔ بعضوں کا بیان ہے کہ اسی زمانہ میں مولانا ان کے مرید بھی ہو گئے تھے۔ چنانچہ مناقب العارفین میں ان تمام واقعات کو بہ تفصیل لکھا ہے۔ مگر باوجود اس بات کے مولانا پر اب تک ظاہری علوم کا ہی رنگ غالب تھا۔ علوم دینیہ کا درس دیتے تھے۔ وعظ کہتے تھے۔ فتوے لکھتے تھے۔ اور سماع وغیرہ سے سخت احتراز کرتے تھے۔ اور ان کی زندگی کا دوسرا دور درحقیقت شمس تبریز کی ملاقات سے شروع ہوتا ہے۔

شمس تبریز سے بیعت شمس تبریز کی ملاقات کا واقعہ مختلف طریق سے منقول ہے ہم یہاں صرف جواہر المضیئہ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دن مولانا گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ تلامذہ اس پاس بیٹھے تھے۔ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اتفاقاً شمس تبریز کسی طرف سے آ نکلے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ مولانا کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ (کتابوں کی طرف اشارہ کر کے) کیا چیز ہے۔ مولانا نے کہا یہ وہ چیز ہے جس کو تم نہیں جانتے۔ یہ کہنا تھا کہ دفعۃً تمام کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے کہا یہ کیا ہے۔ شمس نے کہا یہ وہ چیز ہے جسے تم نہیں جانتے۔ شمس تو یہ کہہ کر چل دیئے۔ اور مولانا کا یہ حال ہوا کہ گھر بار مال اولاد سب چھوڑ چھاڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور ملک بہ ملک چھانتے پھرے لیکن شمس کا کہیں پتا نہ لگا۔ کہتے ہیں کہ مولانا کے مریدوں سے کسی نے شمس کو قتل کر ڈالا۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مولانا حوض کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے سامنے کچھ کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ شمس نے پوچھا کہ یہ کیا کتابیں ہیں۔ مولانا نے کہا یہ قیل و قال ہے تم اس سے کیا غرض۔ شمس نے کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ اسپر مولانا کو کمال رنج ہوا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور کہا میاں درویش تم نے یہ کیا کیا ایسی نادر چیزیں ضائع کر دیں جن کا نعم البدل نہیں مل سکے گا۔ شمس رح نے حوض میں ہاتھ ڈال کر تمام کتابیں نکال کر کنارہ پر رکھ دیں۔ اور لطف یہ کہ وہ کتابیں ویسی ہی خشک کی خشک تھیں نمی کا نام نہ تھا۔ مولانا پر سخت حیرت طاری ہوئی۔ اور پوچھا میاں یہ کیا۔ شمس نے کہا یہ عالم حال کی باتیں ہیں تم ان کو کیا جانو۔ اس کے بعد مولانا اُن کے ارادتمندوں میں داخل ہو گئے۔ اور برابر چھ ماہ تک دونوں بزرگ صلاح الدین زرکوب کے حجرے میں چلّہ کش رہے۔ جب چلّہ سے برآمد ہوئے تو مولانا کی طبیعت میں ایک نمایاں تغیر پیدا ہو گیا تھا۔ پہلے سماع سے مُحترز تھے مگر اب اُس کے بغیر چین نہ آتا تھا۔ چونکہ مولانا نے درس و تدریس اور وعظ و پند کے اشغال بالکل چھوڑ دئے تھے۔ اور حضرت شمس کی خدمت سے دم بھر جدا نہیں ہوتے تھے اِس لئے تمام شہر میں شور مچ گیا کہ ایک دیوانہ بے سرو پا نے مولانا پر ایسا سحر کر دیا کہ وہ کسی کام کے نہیں رہے۔ یہ برہمی یہاں تک پھیلی کہ خود مریدان خاص بھی اُس کی شکایت کرنے لگے۔ شمس کو ڈر ہوا کہ یہ شورش فتنہ انگیزی کی حد تک پہنچ جائے چُپکے گھر سے نکل کر دمشق کو چل دیئے۔ اور پھر اُن کا پتہ نہیں لگا۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ مولانا کے بعض مریدوں نے حسد کی وجہ سے انھیں قتل کر دیا تھا۔ یہ واقعہ ۶۴۴ھ اور ۶۴۵ھ کے بیچ بیچ میں ہوا۔

شمس کی شہادت یا غیبوبت کے بعد مولانا کی طبیعت میں جو شاعرانہ جذبات پنہاں تھے وہ جوش زن ہو کر باہر نکل آئے۔ مثنوی کی ابتدا اسی دن سے ہوئی۔ شمس کے بعد مولانا نے شیخ صلاح الدین زرکوب کو اپنا ہم راز بنایا اور ۹ برس تک متصل ان سے صحبت گرم رہی۔ جس بات کے لئے مولانا شمس تبریز کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اُن سے حاصل ہوئی اور بالآخر جب ۶۶۴ھ میں اُن کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو مولانا نے مولانا حسام الدین چلپی کو جو معتقدان خاص سے تھے اپنا ہمدم و ہمراز بنایا اور جب تک زندہ رہے اُنہی سے دل کو تسکین دیتے رہے۔ مولانا ان کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے کہ لوگوں کو گمان ہوتا تھا کہ شائد اُن کے مُرید ہیں۔ وہ بھی مولانا کا اِس قدر ادب کرتے تھے کہ پُورے دس برس کی مدت میں ایک دن بھی مولانا کے وضو خانہ میں وضو نہیں کیا۔ شدت کے جاڑے پڑتے ہوتے اور برف گرتی ہوتی لیکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھر جا کر وضو کر آتے۔ ان ہی کی استدعا پر مولانا نے مثنوی لکھنی شروع کی۔

وفات مولانا ۶۷۲ھ میں بڑے زور کا زلزلہ آیا اور برابر چالیس دن قائم رہا۔ تمام لوگ سراسیمہ وحیران پھرتے تھے۔ آخر مولانا کے پاس آئے کہ یہ کیا بلائے آسمانی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے لقمہ تر چاہتی ہے اور انشاء اللہ کامیاب ہوگی۔

چند روز کے بعد مولانا کا مزاج ناساز ہوا۔ اکمل الدین اور غضنفر جو اپنے زمانے کے جالینوس تھے علاج میں مشغول ہوئے۔ لیکن نبض کا یہ حال تھا ابھی کچھ ہے اور ابھی کچھ آخر تشخیص سے عاجز آئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ خود مزاج کی کیفیت سے مطلع فرمادیں۔ مولانا مطلق متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ لوگوں نے سمجھا کہ بس اب کوئی دن کے مہمان ہیں۔

بیماری کی خبر عام ہوئی تو تمام شہر عبادت کے لئے ٹوٹ پڑا۔ شیخ صدر الدین جو شیخ محی الدین اکبر کے تربیت یافتہ اور روم وشام میں مرجع عام تھے۔ تمام مریدوں کو ساتھ لے کر آئے۔ مولانا کی حالت دیکھ کر بے قرار ہوئے۔ اور دعا کی کہ خدا تعالیٰ آپ کو جلد شفا دے۔ مولانا نے فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو۔ عاشق ومعشوق میں بس ایک پیرہن کا پردہ رہ گیا ہے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ بھی اٹھ جائے اور نور نور میں مل جائے شیخ روتے ہوئے اٹھ کر چلے آئے۔

تمام شہر کے امراء وعلماء ومشائخ اور ہر طبقے اور درجے کے لوگ آتے تھے اور بے اختیار چیخیں مار مار کر روتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا آپ کا جانشین کون ہوگا۔ مولانا نے حسام الدین چلپی کا نام لیا۔ لوگوں نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا۔ پھر بھی یہی جواب ملا۔ الغرض کئی ایک وصیتیں فرما کر جمادی الاخری ۶۷۲ھ کی پانچویں تاریخ یکشنبہ کے دن غروب آفتاب کے وقت انتقال فرمایا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

رات کو تجہیز وتکفین کا سامان مہیا کیا گیا۔ صبح کو جنازہ اٹھا۔ بچے۔ جوان۔ بوڑھے امیر وغریب۔ عالم وجاہل غرض ہر طبقے اور فرقے کے لوگ جنازے کے ساتھ تھے اور چیخیں مار کر روتے جاتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ عیسائیوں اور یہودیوں تک جنازے کے آگے انجیل اور توریت پڑھتے اور نوحہ کرتے جاتے تھے۔ بادشاہ وقت جنازے کے ساتھ تھا۔ اس نے ان کو بلا کر کہا تم کو مولانا سے کیا تعلق ہے وہ بولے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ شخص اگر تمھارا محمدؐ تھا تو ہمارا موسیٰ اور عیسیٰ تھا۔ صندوق جس میں تابوت رکھا تھا۔ راہ میں چند دفعہ بدلا گیا۔ اور اُس کے تختے توڑ کر تبرک کے طور پر تقسیم کیئے گئے۔ شام ہوتے ہوتے جنازہ قبرستان میں پہنچا۔ بموجب وصیت مولٰنا شیخ صدرالدین نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لیکن چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ آخر قاضی سراج الدین نے نماز پڑھائی چالیس دن تک لوگ مزار کی زیارت کو آتے رہے۔ مزار مبارک قونیہ میں ہے اور آج تک بوسہ گاہِ خلائق ہے۔

اولاد مولانا کے دو فرزند تھے علاؤالدین محمد اور سلطان ولد۔ علاؤالدین محمد کا نام صرف اس کارنامے سے زندہ ہے کہ انھوں نے شمس تبریز کو شہید کیا تھا۔ جیساکہ بعض روایات میں ہے (واللہ اعلم بحقیقۃ حالہ) اور سلطان ولد جو فرزند اکبر تھے خلف الرشید تھے گو مولانا کی شہرت کے آگے اُن کا نام روشن نہ ہو سکا۔ لیکن علوم ظاہری و باطنی میں وہ یگانۂ روزگار تھے۔ مولانا کی وفات پر سب کی رائے تھی کہ انھیں کو مسند پر بٹھایا جائے مگر انکی نیک نفسی نے گوارا نہ کیا۔ بلکہ اپنے والد ماجد کی وصیت کے موافق حسام الدین چلپی کو ہی مسند نشین کیا۔ اور جب اُنھوں نے سنہ ۶۸۳ھ میں انتقال کیا تو بہ اتفاق عوام سلطان مسندِ خلافت پر بیٹھے۔ ان کے زمانہ میں بڑے بڑے علما و فضلا موجود تھے۔ لیکن جب وہ حقائق و اسرار پر تقریر کرتے تو سب دنگ رہ جاتے۔ انہوں سنہ ۷۱۲ھ میں ۵۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کے چار صاحبزادے تھے۔ چلپی عارف۔ چلپی عابد۔ چلپی زاہد۔ چلپی واجد۔

مولانا کے معاصرین اکثر تذکروں میں لکھا ہے کہ مولانا اپنے زمانے کے مشاہیر میں سے جن کے نام ہم ذیل میں لکھینگے اکثر سے ملے تھے۔ مگر تفصیلی حالات نہیں ملتے۔ اور نہ ہی اس مختصر میں اتنی گنجائش ہے۔ اس لیے ہم صرف ان کے نام لکھنے پر ہی کفایت کرتے ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی۔ خواجہ فریدالدین عطار۔ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ محی الدین ابن عربی۔ صدرالدین قونوی۔ یاقوت حموی۔ شاذلی ابن الاثیر۔ ابن الفارض نجم الدین رازی۔ سکاکی۔ ابن حاجب۔ سیف الدین آمدی۔ شاہ بوعلی قلندر پانی پتی۔ وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

تصنیفات مولانا کی تصنیفات حسب ذیل ہیں:۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فیہ مافیہ - یہ اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا نے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ کے نام لکھے ہیں - یہ کتاب بالکل نایاب ہے -

دیوان - اس میں قریباً پچاس ہزار شعر ہیں چونکہ غزلوں کے مقطع میں عموماً شمس تبریز کا نام ہے - اس لئے عوام میں یہ شمس تبریزی کے دیوان سے مشہور ہے - مگر یہ نہایت فاش غلطی ہے - کیونکہ شمس تبریز کا نام ان غزلوں میں اس حیثیت سے آیا ہے کہ مرید اپنے پیر سے خطاب کر رہا ہے - یا غائبانہ اُس کے اوصاف بیان کرتا ہے - نیز ریاض العارفین وغیرہ کتب میں تصریح کی ہے کہ مولانا نے شمس تبریز کے نام سے یہ دیوان لکھا ہے

مثنوی - یہ وہ کتاب ہے جس نے مولانا کے نام کو آج تک زندہ رکھا ہے اور جس کی شہرت اور مقبولیت نے ایران کی تمام تصنیفات کو مات کر دیا - اس کے اشعار کی مجموعی تعداد جیسا کہ کشف الظنون میں ہے ۲۶۶۶۶ ہے -

مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر ناتمام چھوڑا تھا - مگر حقیقت یہ ہے کہ مولانا نے خود اس حصے کو پورا کیا تھا - اور ساتواں دفتر بھی لکھا تھا جس کا مطلع یہ ہے -

اے ضیاء الحق حسام الدین سعید　　دولتت پاینده عمرت بر مزید

شیخ اسمٰعیل قیصری نے جنھوں نے مثنوی کی بڑی ضخیم شرح لکھی ہے - ان کو اس دفتر کا ایک نسخہ سنہ ۸۱۴ھ کا لکھا ہوا ہاتھ آیا اور انھوں نے تحقیق اور تنقید کے بعد یہ ثابت کیا کہ یہ خود مولانا ہی کی تصنیف ہے ۞

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشنو از نے چوں حکایت میکند | وز جدائیہا شکایت میکند

لغات - نے اصل میں تو اس کے معنی بانسری کے ہیں۔ مگر یہاں اس سے مراد روح انسانی ہے۔ چوں بمعنی چگونہ (کس طرح) ہے وز اصل میں واز تھا ضرورتِ شعری کے باعث الف گر گیا جدائیہا جدائی کی جمع ہے۔ فارسی زبان میں بے جان اسماء کی جمع آخر میں ہا زیادہ کرنے سے بناتے ہیں۔

معنی (ذرا) بانسری یعنی روحِ انسانی کی آواز کو سنو کس طرح (اپنے حال کی) حکایت کر رہی ہے اور کس درد سے جدائیوں کی شکایت کرتی ہے۔

مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ روح انسانی عالمِ ارواح میں خدا کی محبت و معرفت میں مشغول تھی مگر جب سے اُس کا تعلق عالمِ اجسام سے ہوا اور صفاتِ جسمانیہ یعنی شہوت و غضب وغیرہ نے اُس پر غلبہ پایا تو اُن روحانی صفات میں کمی واقع ہوئی جو اُسے عالمِ ارواح میں حاصل تھیں تو اب جذبۂ غیبی یا کسی مرشدِ کامل یا کسی اور طریقہ سے اپنی اصلی حالت و صفات کو یاد کر کے افسوس کرتی ہے اور آہ و نالہ کر کے بانسری کی سی آواز نکالتی ہے۔ اور اپنی صفاتِ حمیدہ میں کمی پا کر ہر ایک کو سوچکر پریشان ہوتی اور اُن کی جدائیوں کی شکایت کرتی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نے کے اصلی معنے بانسری ہی یہاں مراد ہوں کیونکہ مولانا اصحاب سماع سے تھے۔ اور قاعدہ ہے کہ جس شخص کو جس کی دُھن ہوتی ہے وہ ہر چیز میں اُسی کو خیال کرتا ہے۔ مولانا بھی چونکہ نشہ عشق میں مست تھے بانسری کی آواز کو یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ بھی ہماری طرح اپنی جدائیوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی ہی شکایت کر رہی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں مولوی احمد حسن صاحب بزبانی شاہ امداد اللہ
صاحب یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا جلال
الدین رومی علیہ الرحمۃ کے پیر طریقت تھے جب اُن کو محبت الٰہی کا مزا چکھا کر روپوش ہوئے
تو مولانا موصوف نے اُن کی جُدائی میں پریشان و سرگردان ہو کر اُنھیں شہر بشہر ڈھونڈا حتےٰ کہ
ایک گروہ میں آپ کو پایا جو بانسلی بجانے میں مشغول تھے جوں ہی مولانا نے دیکھا فوراً پابوس ہوئے
اور اپنے پریشان دل کو ان کے دیدار فیض آثار سے تسکین دی۔ جب مولانا شمس تبریزی
کے حال سے آگاہ ہوئے تو بانسلی اُن کے کان سے لگائی اور بجانے لگے۔ کہتے ہیں کہ یہ
اشعار جو آپنے بیان کیے اُسی بانسلی سے سُنے ہوئے تھے۔

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

لغات۔ کاف بیانیہ ہے جو شکایت و حکایت کا بیان ہے۔ تا توقیت کے لیے ہے
نفیر۔ فریاد و آواز کو کہتے ہیں۔ نیستان کے اصلی معنے تو جنگل کے ہیں مگر یہاں مراد عالمِ ارواح ہے
جو روحوں کا وطن اصلی ہے جیسے کہ نے کا وطن اصلی نیستان ہے۔ مرد و زن سے مراد ابنائے زمان ہیں
معنی۔ جب سے مجھے نیستان یعنے عالم ارواح سے جو میرا اصل و نژاد ہے جدا کیا ہے
اُس کی یاد میں اس سوز و درد سے نالاں ہوں جس کو سُن کر سب ابنائے زمان دو رہے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ جب سے میں اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر اس عالم اجسام میں آئی ہوں
اور علائق شہوانیہ کے باعث میری اصلی صفات جدا ہو گئی ہیں تب سے میں اس طرح زار و
قطار رو رہی ہوں جس کے سننے سے ابنائے زمان کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں۔ کیونکہ قاعدہ کی بات
ہے کہ دردمندِ صادق کا اثر دوسروں پر ضرور پڑتا ہے۔

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق	تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق

لغات۔ شرحہ شرحہ۔ پارہ پارہ۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ فراق۔ جدائی۔ شرح۔ کسی بات کو
واضح طور سے بیان کرنا تاکہ اُس میں پیچیدگی نہ رہے۔
معنی۔ مجھے ایسا سینہ چاہیے جو فراق سے پارہ پارہ ہو تو پھر میں اپنے دردِ اشتیاق
کو واضح طور سے بیان کروں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنا دردِ شوق بیان کرنے کے لیے ایسا سینہ چاہیئے جو خود کسی کے فراق سے پارہ پارہ ہو تاکہ وہ میرے دردِ اشتیاق کو سمجھ لے کیونکہ دردمند کے درد سے وہی متاثر ہوتا ہے جو خود بھی دردمند ہو۔ ورنہ بعض سنگدل تو دردمند کو فریبی اور ریاکار سمجھ کر ہنسی میں اُڑاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں۔

مرا باشد از دردِ طفلاں خبر   کہ در طفلی از سر برفتم پدر

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سینہ سے مراد اپنا ہی سینہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ میرے آہ و نالہ سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں اس درد سے تنگ دل ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے جاتا رہے نہیں بلکہ میری تو یہ آرزو ہے کہ دردِ فراق سے میرا دل اور بھی پاش پاش ہو جائے تاکہ میں اس درد کا اچھی طرح اظہار کر سکوں۔

باز جوید روزگارِ وصلِ خویش	ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش

لغات۔ روزگار۔ مطلق زمانہ کے معنی میں مستعمل ہے۔ اور لفظ روز اور گار سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں دن بنانے والا۔ چونکہ حکماء کے نزدیک زمانہ نام ہے فلکِ اعظم کی حرکت کا جو دوسرے افلاک اور سورج کی حرکت کا باعث ہے۔ اس لیئے زمانہ کو روزگار یعنی دن بنانے والا کہتے ہیں۔

معنے (قاعدہ ہے) کہ جو شخص اپنے اصل و ٹھکانے سے دور جا پڑتا ہے تو وہ پھر اپنے زمانہ وصال کو ڈھونڈھا کرتا ہے۔

مطلب ۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ اور اس میں نے یعنی روح انسانی کی حکایت و شکایت کا سبب مذکور ہے یعنی اُس کی شکایت اور آہ و نالہ کو بلا علت و سبب نہ سمجھو کیونکہ قاعدہ ہے کہ اپنے وطنِ مالوف سے دور افتادہ گریہ وزاری کیا ہی کرتا ہے۔ اسی طرح روح بھی عالمِ ارواح سے جدا اور صفاتِ ملکوتیہ کے ضائع ہونے سے آہ و نالہ جو کر رہی ہے اور اس باغ و بہار کی طالب ہے جس میں رہ کر محبت و معرفت کا مزا چکھا کرتی تھی۔

جفتِ خوش حالان و بدحالاں شدم	من بہر جمعیتے نالاں شدم

لغات جمعیۃ۔ آدمیوں کا گروہ۔ جفت۔ شدن کے اصلی معنے تو ہیں جماع کرنے کے مگر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہاں مُراد کمال اتصال ہے۔ خوش حالاں و بدحالاں۔ یا توان سے مراد امراد فقراء ہیں اور یا صوفیان حق شناس اور رندانِ مکار۔

معنے میں ہر ایک جماعت و جلسہ میں جاکر روئی ہوں اور امراد فقراء یا اچھے بُرے ہر طرح کے لوگوں سے ملی ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ میں ہر طرح کے آدمیوں سے ملی ہوں کہ شاید کوئی میری گریہ وزاری پر رحم کر کے مجھے میرے وطن مالوف تک پہنچا دے یا رستہ ہی بتا دے کہ میں ان صفاتِ جسمانیہ سے رہائی پاؤں۔ **خدشہ** خوش حال آدمیوں کی ملاقات سے تو فائدہ متصور ہے مگر بدحال آدمیوں سے کیا فائدہ۔ **جواب** قاعدہ ہے کہ جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر از خود رفتہ ہو جاتا ہے اور اُس کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی تو ہر ایک شخص سے مطلب براری کا خواستگار ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ ڈوبتا تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔

وز درُونِ من نجُست اَسرارِ من	ہر کسے از ظنِّ خود شد یارِ من

لغات - ظنّ، گمان - درُون کے معنی درمیان واندر کے ہیں - اَسرار جمع سرّ کی ہے جس کے معنی راز کے ہیں۔

معنے - ہر شخص اپنے گمان کے موافق میرا دوست بنا ہے - مگر میرے اندرونی رازوں کو کسی نے تلاش نہیں کیا۔

مطلب یہ شعر پہلے شعر کی خبر ہے - یعنی میں تو اپنے درد کے علاج کے لیئے ہر طرح کے آدمیوں کے پاس گئی ہوں اور اپنے اپنے خیال کے مطابق ہر شخص میرا ہمدرد و غمخوار بھی بنا ہے - مگر میرے درد کی حقیقت و اصلیت کہ طلب قرب الٰہی تھی کسی نے نہیں سمجھی - اور یہ اس لیئے کہ ہر شخص اسی درد و مصیبت کی حقیقت سمجھ سکتا ہے جس میں کبھی مبتلا ہوا ہو۔

لیک چشم و گوش را آں نور نیست	سرِّ من از نالۂ من دور نیست

لغات - لیک - لیکن کا مخفف ہے - اور لیکن عربی لفظ لٰکن کے الف کو امالہ کرنے سے بنا ہے - بعض نسخوں میں چشمِ گوش بہ اضافت مذکور ہے اور بہتر بھی یہی معلوم ہوتا ہے - کیونکہ نالہ کے سر کے احساس میں چشم کو کوئی دخل نہیں ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معنے - میرا راز اس آہ و درد کے نالہ سے دُور نہیں ہے (یعنے اس سے سمجھ میں آسکتا ہے) لیکن لوگوں کے چشم و گوش اس کے دید و شنید کا نور نہیں رکھتے -

مطلب یہ ہے کہ میری حقیقت کا راز تو میرے اس آہ و نالہ سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ وہ ایک ذوقی امر ہے اس لیئے اِن ظاہری حواس میں اس کے معلوم کرنے اور سمجھنے کی کی قابلیت نہیں - یہ کام تو اہل باطن کا ہے - ظاہر بین جو صورت و نوا کے مقید ہیں اس کے علم سے قاصر ہیں جیسے بھوک و پیاس وغیرہ ذوقی امور کو وہی سمجھ سکتا ہے جسے مثلاً بھوک یا پیاس لگی ہو -

تن ز جان و جاں ز تن مستور نیست	لیک کس را دیدِ جاں دستور نیست

لغات - مستور - پوشیدہ ستر سے مشتق ہے جس کے معنی پردے کے ہیں -

معنے (دیکھو) بدن روح سے اور روح بدن سے پوشیدہ نہیں ہے (بلکہ ان میں کمال قرب ہے) لیکن (باوجود اس کے) کسی کے لیئے بھی روح کے دیکھنے کا دستور و قاعدہ نہیں -

مطلب یہ شعر پہلے مضمون کی دلیل و تمثیل ہے - یعنی اگر میرے راز کو لوگوں کے چشم و گوش معلوم نہ کر سکیں تو جائے تعجب نہیں - کیونکہ کسی چیز کے قریب ہونے سے اس کا علم و ادراک ہونا ضروری نہیں چنانچہ دیکھو روح و بدن میں کمال قرب و اتصال ہے مگر باوجود اس کے روح کا نظر آنا خلاف عادت و دستور ہے -

آتش است ایں بانگ نائی نیست باد	ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد

لغات - بانگِ نائی - نائی کی یا نسبت کے لیئے ہے نہ فاعلیت کے لیئے یعنی وہ آواز جو نے کی طرف منسوب ہے - باد پہلے مصرع میں اس کے معنی ہوا کے ہیں اور دوسرے مصرع میں بودن سے امر معروف کا صیغہ ہے جس کے معنے ہو کے ہیں -

معنی - یہ بانسری کی آواز (بے اثر ہونے میں) ہوا نہیں ہے بلکہ آگ ہے - جسے یہ آگ نصیب نہیں خدا کرے وہ نیست و نابود ہو جائے - یا خدا کرے وہ بھی اس آگ سے فنا کا مزا چکھ لے -

مطلب - یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور اس میں طالب حق کی آہ و نالہ کی تاثیر کا بیان کرتے ہیں کہ طالب حق کی آواز ہوا کی طرح بے اثر نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ تو آگ کی طرح ہوتی ہے کہ جس

पुस्तकालय गुरुकुल कांगड़ी
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چیز کے پاس سے بھی گزر جاتی ہے اُسے سوختہ و افروختہ کرکے اپنے جیسا بنا لیتی ہے یعنی بیچے
عاشق کے ہم نشین محروم نہیں رہتے بلکہ اُنہیں بھی عشق کی دولتِ عظمےٰ نصیب ہوتی ہے۔
اب دوسرے مصراع میں مولانا اس نعمتِ عظمےٰ سے محروم شخص کو بد دعا دیتے ہیں کہ جسمیں
یہ آتشِ عشق نہ ہو وہ نابود ہوا ہی اچھا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے دعا مراد لیجائے
یعنی جس میں یہ عشق کی آگ نہیں خدا کرے اُس کو بھی یہ میسر ہو جائے اور اس کے اثر سے اُسے
بیخود اور فنا ہونا حاصل ہو جائے۔

آتشِ عشق است کاندر نے فتاد	جوششِ عشق است کاندر مے فتاد

لغات۔ نَے سے مراد وہی روح جو طالبِ حق تھی یا خود طالبِ حق مراد ہے کاندر کہ اندر
کا مخفف ہے اور مَے سے مراد مطلوب ہے جو شراب کی طرح طالبوں کو بیخود کر دیتا ہے۔
معنے۔ یہ عشق و محبت کی آگ ہی ہے جو نَے یعنی طالبِ حق میں جلوہ آرا ہے۔ اور یہ
عشق کا ہی جوش و خروش ہے جو مَے یعنی مطلوب میں ہے۔
مطلب۔ مولانا اِس شعر میں عشق و محبت کا شان و حال بیان فرماتے ہیں کہ یہ
ایک ایسی چیز ہے جو محب کی صفت بھی ہے اور محبوب کی صفت بھی۔ اگرچہ ان دونوں میں
فرق زمین آسمان کا ہے۔ لیکن آخر نفس اسم میں تو دونوں شریک ہیں اور یہ مشارکت اسمی
بھی ایک نعمتِ عظمےٰ ہے۔

نے حریفِ ہر کہ از یارے برید	پردہ ہایش پردہ ہائے ما درید

لغات۔ حریف۔ اس کے اصلی معنے تو ہم پیشہ کے آتے ہیں جو کبھی دوست ہوا کرتا ہے
اور کبھی دشمن۔ اس لیئے کبھی اس کے معنے دوست کے لیئے جاتے ہیں اور کبھی دشمن کے۔ یہاں
مراد دوست ہے۔ بُریدن جدا ہونا۔ پردہ ہایش میں پردہ کے معنی مقام راگ ہیں۔ اور پردہ ہائے ما
میں پردہ سے مراد حجاب ہے۔
معنے۔ جو شخص اپنے دوست سے دور ہو جائے یہ نَے اُس کی یار غمگسار ہے (یعنے وہ
اُس نَے کی حقیقت سمجھ سکتا ہے) (اب مولانا اپنی نسبت فرماتے ہیں) کہ اس کے پردوں یعنے
نالہ نے تو ہماری غفلت کے پردے پھاڑ کر الگ کر دیئے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب۔ اس شعر میں شعرِ سابق کے مضمون کا اعادہ بطور تاکید کرکے کہتے ہیں کہ البتہ اُس شخص سے اُس نے کو مناسبت ہے اور وہ اُس کے درد و غم کی حقیقت سمجھ سکتا ہے جو اپنے دوست سے جُدا ہو کر فراق کے درد سے آگاہ ہو گیا ہو۔ کیونکہ اب یہ دونوں درد فراق سے آگاہ ہیں تو بقول حکیم امت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسٌ۔ نے اُس کی حریف و غمخوار ہوگی۔ دوسرے مصراع میں مولانا اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ ہم بھی چونکہ گرفتار فراق ہیں تو اس کے آہ و نالہ سے ہم پر یہ اثر پڑا کہ ہماری غفلت اور سستی ہے طلب کے پردے اُٹھ گئے اور ہم بھی طلب مطلوب میں ساعی و سرگرم ہو گئے۔ کیونکہ قاعدہ ہے رونے کو دیکھ کر رونا زیادہ آیا کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک عاشق جان باز کبوتر کے ترنم کو یہ خیال کرکے کہ وہ اپنی مادہ کے فراق میں رو رہا ہے خود بھی رونے لگ گیا تھا اور اُس پر یہ شعر کہے تھے۔

فَلَوْ قَبْلَ مَبْکَاھَا بَکَیْتُ صَبَابَۃً	بِسُعْدٰی شَفَیْتُ النَّفْسَ قَبْلَ التَّنَدُّمِ
وَلٰکِنْ بَکَتْ قَبْلِیْ فَھَیَّجَ لِی الْبُکَا	بُکَاھَا فَقُلْتُ الْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ

یعنے اگر میں اپنی محبوبہ سعدیٰ کے سوزِ عشق سے اُس کبوتری کے پہلے روتا تو البتہ ندامت سے پہلے اپنے نفس کو شفا دے دیتا۔ مگر اب تو وہ میرے پہلے رو پڑی اور اُس کے رونے نے مجھے بھی رُلا یا تو میں نے کہا بزرگی متقدم کے لیے ہی ہوتی ہے۔

ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید	ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید

لغات۔ تریاق ایک دوا ہے جس کے کھانے سے زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ اصل میں لفظ تریاک کا معرب ہے کہ دونوں مصرعوں میں کدامیہ ہے۔

معنے نے کا سا زہر و تریاق کسی نے دیکھا ہے اور اس جیسا موافق و مشتاق کسی نے دیکھا ہے۔ یعنے کسی نے نہیں دیکھا۔

مطلب پہلے شعر میں مولانا نے نالۂ نے کا اثر بیان فرمایا ہے کہ اس سے غفلت اُٹھ جاتی ہے اور طلبِ مطلوب کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ رفع غفلت کے لیئے شہوات نفسانی کی تقلیل لازم ہے۔ جو نفس کے لئے زہر ہلاہل اور روح کے لیئے بمنزلۂ تریاق ہے اس لیئے فرماتے ہیں کہ نے کے برابر نفس کے لیئے نہ ہی کوئی زہر اور نہ ہی روح کے لیئے اس جیسی کوئی غذا سے خوش گوار ہے۔ کیونکہ بدن تو شہوات نفسانی کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ اس لیئے اُس کے لیئے تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نالۂ نے بمنزلۂ زہر ہوا۔ اور روح کے لیئے جو شہوات کی کمی چاہتا ہے بمنزلۂ تریاق ہوا۔

قصہائے عشقِ مجنوں میکند	نے حدیثِ راہِ پُرخوں میکند

لغات۔ راہِ پُرخوں سے مُراد رستہ عشق ہے جو نہایت مشکل ہے اور جس کے قدم قدم پرخونِ عشاق کا فرش بچھا ہوا ہے۔ مجنوں سے مراد یا تو مطلق عاشق ہیں اور یا ایسے عاشق مراد ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مجنوں کی طرح محبوب و مطلوب میں فنا کر دیا ہو۔ چنانچہ مجنوں نے اَنَا لَیلیٰ (میں ہی لیلےٰ ہوں) کہا تھا۔

معنے۔ نے (جس سے مراد طالب و عاشق صادق ہے) اپنے نالہ و آہ میں طریقہ عشق کی جو نہایت دشوار گذار ہے باتیں بیان کرتی ہے اور مجنون جیسے عشق کے قصے بیان کرتی ہے۔

مطلب۔ فرماتے ہیں کہ نے کی آواز کو محض صوت و صدا ہی خیال نہ کرنا بلکہ یہ کو عشق کے دشوار گذار رستے کا جس کے قدم قدم پرخون عاشقوں کا فرش بچھا ہے نہایت عمدگی سے بیان کرتی ہے اور مجنون یعنے قیس عامری جیسے عاشقوں کے قصے بیان کرتی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو فنا فی المحبوب کر دیا۔

مر زباں را مشتری چوں گوش نیست	محرم ایں ہوش جز بیہوش نیست

لغت۔ محرم۔ واقف راز۔ بیہوش سے مراد وہ شخص ہے جو ماسوی اللہ سے بے ہوش ہو۔ مُشتری۔ اِشتراء سے اسمِ فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں خریدار۔

معنے اس (حقیقی) ہوش (یعنی قصہ عشق) کا وہی شخص واقف ہے (جو ماسوی اللہ سے بیہوش ہو۔ (دیکھو) زبان کی باتوں کا کان جیسا کوئی عضو خریدار نہیں۔

مطلب فرماتے ہیں کہ اگرچہ نے کی حالت سے ہی اُس کا قصہ عیاں و ہویدا ہے۔ مگر اس قصہ عشق کو جو حقیقی ہوش ہے کہ اس سے مطلوب حقیقی کی معرفت حاصل ہوتی ہے وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو ماسوی اللہ سے بے ہوش ہو۔ پھر اِس بیان کی توضیح کے لیئے ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ دیکھو زبان سے جو کلمات نکلتے ہیں سوائے کان کے انسان کا کوئی عضو انھیں نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ کسی بات کو سمجھنے کے لیئے سمجھ کی قابلیت کا ہونا ضروری ہے۔ چونکہ دوسرے اعضا وہ قابلیت نہیں رکھتے اس لیئے اُن کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گر نبودے نالۂ نے را ثمر	نے جہاں را پُر نہ کردے از شکر

لغات - ثمر کے اصلی معنے تو پھل کے ہیں مگر مجازاً فائدہ اور نتیجہ کے معنے بھی آتے ہیں۔ شکر کے اصلی معنے تو مشہور ہیں مگر یہاں اس سے مراد معرفت ہے جو طالبان معرفت کے لیئے شکر سے بھی شیریں ہے۔

معنے - اگر نالۂ نے کا کوئی نتیجہ و فائدہ نہ ہوتا تو نے تمام جہان کو شکرِ معرفت سے پُر نہ کرتی۔

مطلب - اس شعر میں مولانا نے کے فائدے اور نتیجے کو بیان کرتے ہیں کہ اس نالۂ نے کو بے فائدہ و بے نتیجہ خیال نہ کرنا بلکہ اس سے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ پھر اپنے اس بیان کی تائید میں کہتے ہیں کہ اگر بالفرض اس کا نالہ بے فائدہ اور بے نتیجہ ہوتا تو دنیا میں جو ہزار ہا عارف ہیں وہ کہاں سے آ گئے۔ انہیں اس کے آہ و نالہ سے تو معرفت عطا ہوئی ہے۔

در غمِ ما روزہا بیگاہ شد	روزہا با سوزہا ہمراہ شد

لغات بیگاہ بیائے مجہول شام کے معنی میں آتا ہے۔

معنے ہماری عمر کے بہت سے دن غم میں (صبح سے) شام تک گزر گئے۔ اور بہت سے ایام سوز و گداز میں ہی صرف ہوئے۔ یعنی اتنی عمر ویسے ہی ضائع ہوئی۔

مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ طالب صادق جو ہمیشہ طالب ترقی رہتا ہے اور کبھی سیر نہیں ہوتا اپنی گذشتہ عمر کو ضائع اور تلف شدہ سمجھ کر افسوس کرتا ہے کہ اتنی عمر بے کار و ضائع ہو گئی اور مقصود حاصل نہ ہوا۔

روزہا گر رفت گو رو باک نیست	تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

لغات باک، خوف۔

معنے - اگر بہت سے ایام عمر ضائع ہو گئے تو ہو جائیں۔ کچھ خوف نہیں ہے عشق جو سب خرابیوں سے پاک ہے تیرا رہنا ہی کافی ہے۔

مطلب اس شعر میں پہلے مضمون سے اعراض کر کے فرماتے ہیں کہ اگر بہت سے ایام غم ضائع ہو گئے ہیں تو کچھ خوف نہیں کیونکہ عشق جو اصلی دولت اور تمام خرابیوں سے پاک و مبرا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے موجود ہے تو اُس کا وجود ہی کافی ہے۔

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد	ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد

لغات جز کے معنی یہاں غیر کے ہیں۔ دیر شدن۔ خراب ہونا، فوت ہونا۔

معنے جو شخص غیر ماہی ہے وہ تو اپنے پانی سے سیر ہو گیا ہے اور جو بے روزی ہے اُس کی عمر ہی ضائع گئی۔

مطلب پہلے اشعار میں ایسے طالبان صادق کا ذکر تھا جو کبھی بھی مشاہدۂ تجلیات سے سیر نہیں ہوتے۔ مولانا نے انھیں ماہی کا لقب عطا کیا ہے۔ یعنی جیسے مچھلی پانی سے سیر نہیں ہوتی اسی طرح وہ بھی سیر نہیں ہوتے۔ اس شعر میں دو اور شخصوں کا ذکر کرتے ہیں ایک تو غیر ماہی جنکو کچھ حاصل ہوا ہے اور وہ اُس پر ہی قانع ہو گئے ہیں وہ عباد و زہاد ہیں جو تھوڑے پانی سے ہی سیر ہو گئے ہیں۔ دوسرے وہ کہ جن کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوا ان کو بے روزی سے تعبیر کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اُن کی عمر ہی ضائع ہو گئی۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تین طرح کے انسان ہیں۔ ایک تو وہ جو کبھی بھی تجلیات حق کے مشاہدہ سے سیر نہیں ہوتے اور دوسرے وہ جو تھوڑے پر ہی قانع ہو گئے ہیں، اور تیسرے وہ جنھیں کچھ بھی نصیب نہیں ہوا۔

در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام

لغات۔ پختہ سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جن کو ماہی سے تعبیر کیا گیا اور خام سے دوسری دو قسمیں ہیں یعنے غیر ماہی اور بے روزی جسے محجوب بھی کہتے ہیں۔

معنے۔ کوئی ناقص، کامل کے حالات کو معلوم نہیں کر سکتا۔ پس سخن کوتاہ چاہیئے اور سلامتی بھی اسی میں ہے۔

مطلب۔ اب مولانا اصل مضمون سے انتقال کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ ہم جو بیان کر رہے ہیں وہ کاملین کا حال ہے۔ اور یہ بات بدیہی ہے کہ کوئی ناقص کامل کے حالات سے آگاہ نہیں ہو سکتا کیونکہ عالم و معلوم میں مناسبت کا ہونا ضروریات سے ہے۔ تو اب ہمیں اس مضمون کو چھوڑنا لازم ہے۔ تطویل میں کچھ فائدہ نہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ سلامتی بھی اس خاموشی میں ہی ہے۔ کیونکہ ایسی باریک باتوں کے بیان کرنے سے ناقصوں کے غلطی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

بند بگسل باش آزاد اے پسر	چند باشی بندِ سیم و بندِ زر

لغات - بند کے اصلی معنے تو قید کے ہیں مگر یہاں مراد تعلقات ہیں کیونکہ وہ بھی ایک قسم کی قید ہوتے ہیں۔

معنے اے لڑکے تعلقات ماسوی اللہ کو قطع کر کے آزاد ہو جا۔ کب تک سیم وزر کی قید میں رہے گا۔

مطلب - پہلے شعر سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ جب کوئی ناقص کامل کے حالات معلوم نہیں کر سکتا تو آخر کوئی ایسا طریقہ بھی ہونا چاہیئے جس سے وہ ناقص بھی کامل ہو جائے اور ان حالات سے واقف ہو جائے۔ مولانا اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ خواہش ہے تو تعلقات مذموم کو قطع کر کے زر و سیم کے خیالات کو دل سے نکال کر آزاد ہو جاؤ۔ تو پھر تم بھی ان حالات سے واقف ہو سکو گے۔

گر بریزی بحر را در کوزۂ	چند گنجد قسمتِ یک روزۂ

لغات - قسمت - حصہ، بخشش، خرچ۔

معنے اگر تو سمندر کو کوزہ میں ڈالے تو اس میں کتنا پانی سمائیگا؟ صرف ایک دن کی خوراک

مطلب اس شعر میں مولانا قطع تعلق کی آسانی کے لیئے حرص کی مذمت بیان کرتے ہیں اور اُسے ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ دیکھو اگر تم کوزہ میں سمندر کو ڈالنا چاہو تو اس میں صرف اتنا پانی سمائے گا جو ایک دن کے لیئے کافی ہو گا۔ اسی طرح تم اپنے پیٹ کے لیئے جو بمنزلہ کوزہ ہے اتنے انبار سیم و زر کے جمع کر رہے ہو اس میں تو صرف ایک دن کی خوراک ہی سمائے گی۔ پھر زیادہ جمع کرنے سے کیا فائدہ۔

کوزۂ چشمِ حریصاں پُر نشد	تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد

لغات - صدف - سیپ کو کہتے ہیں۔ قانع - قناعت کرنے والا۔ تھوڑے پر ہی کفایت کرنے والا۔

کفایت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معنے۔ حریصوں کی آنکھوں کا کوزہ کبھی پُر نہیں ہوتا۔ سیپی اُس وقت تک موتیوں سے پُر نہیں ہوتی جب تک قناعت نہیں کرتی۔

مطلب۔ اس شعر کا پہلا مصرع بھی حرص کی مذمت میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ حریصوں کی آنکھیں کبھی سیر نہیں ہوتیں۔ حکیم امت شیخ سعدی رح فرما گئے ہیں

گفت چشمِ تنگِ دنیا دار را ۔۔۔ یا قناعت پُر کند یا خاکِ گور

دوسرے مصرع میں مولانا قناعت کی مدح کرتے ہیں کہ قناعت نہایت ہی عجیب چیز ہے۔ کہ جس سے صدف جیسی بے حس بے شعور چیز پُر گوہر ہو جاتی ہے تو تم جو عقل و شعور رکھتے ہو قناعت کروگے تو جانے تمہیں کیسا مرتبہ عطا ہوگا۔ یہ مضمون ایک پرانے خیال پر مبنی ہے کہ موسم بہار میں سیپیاں سمندر میں مُنہ کھولے تیرتی رہتی ہیں جس کے درمیان ابرنیسان کی بوند پڑجاتی ہے وہ مُنہ بند کرکے سمندر کی تہ میں جا بیٹھتی ہے اور وہی قطرہ حکمت خدا سے موتی بن جاتا ہے مگر تحقیق جدید نے اِس خیال کو غلط ثابت کیا ہے اور بتلایا ہے اصل میں موتیا ایک جانور ہوتا ہے۔ یہ سیپیاں اصل میں اس کا گھر ہیں۔ جب کوئی ریت کا ذرہ یا اور کوئی چیز سیپی میں جا پڑتی ہے اور اُس جانور کے نرم جسم کو چبھتی ہے تو وہ ایک لعاب سا جو اُس کے مُنہ سے نکلتا ہے اس کے گرد لپیٹ دیتا ہے۔ وہی لعاب سوکھ کر حکمت خدا سے موتی بن جاتا ہے۔

او ز حرص و عیب کُلّی پاک شد	ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد

لغات۔ عشقے کی یا تنکیر کے لیئے ہے یعنی خواہ کوئی سا عشق ہو۔ مجازی یا حقیقی۔ لفظ عیب کو بن اضافت پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ کلّی عیب کی صفت نہیں بلکہ پاک کی تاکید ہے۔

معنے۔ جس شخص کا لباس عشق سے چاک ہوا۔ وہ حرص و دیگر عیوب ذمیمہ سے کلیۃً پاک ہوگیا

مطلب۔ مولانا اس شعر میں ماسوی اللہ سے قطع تعلقات اور حرص و دیگر عیوب ذمیمہ کو زائل کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں کہ جس شخص میں عشق اس قدر سرایت کرجائے کہ نوبت جامہ دری کی پہنچے تو سمجھ لو کہ وہ شخص تمام عیوب ذمیمہ سے پاک ہوگیا۔ کیونکہ عشق جیسی چیز کے سامنے جس کا وصف یحرق ماسوے المحبوب ہے۔ حرص و دیگر عیوب کی کیا ہستی ہے۔ کیا خوب کہا ہے ؎

اگر غم لشکر انگیزد کہ خونِ عاشقاں ریزد
من و ساقی بہم سازیم و بنیادش براندازیم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اے طبیبِ جملہ علتہائے ما	شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما

لغات سودا، خیال۔ علتہا، بیماریاں، علت کی جمع ہے۔

معنے اے عشق جو ہمارے خیالات کو خوش یعنی درست کرنے والا ہے اور ہماری تمام امراض قلبی کا طبیب ہے تو خوش رہو۔

مطلب قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز سے انسان کو زیادہ محبت ہوتی ہے تو اس کا تصوّر آنکھوں کے سامنے بندھ جاتا ہے۔ اور انسان اس محویت میں اسے جاندار و ذی شعور سمجھ کر مخاطب کر لیا کرتا ہے۔ مولانا نشۂ عشق میں سرشار ہو کر اسے مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تیری بدولت خیالات فاسد درست ہو جاتے ہیں اور تجھ سے تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں خدا کرے تو ہمیشہ ہی خوش رہے۔

اے تو افلاطون و جالینوسِ ما	اے دوائے نخوت و ناموسِ ما

لغات۔ نخوت۔ (نون کی زیر سے) تکبّر۔ بڑائی۔ ناموس۔ مخلوق سے عزت و حرمت کی توقع رکھنا

معنے اے ہمارے عار و ننگ کی دوا اور اے ہمارے لیئے افلاطون و جالینوس۔

مطلب یہ شعر مضمون سابق کی تائید ہے یعنی اس میں بھی عشق کی تعریف کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اے عشق تو نہایت عمدہ چیز ہے کہ تجھ سے نخوت و ناموس یعنی عار و ننگ کا دفعیہ ہوتا ہے۔ اور ان دونوں کو اس لیئے خاص کیا ہے کہ عشق کو ان کے دفعیہ میں خاص خصوصیت حاصل ہے۔ کیونکہ عشق میں ذلت لازمی ہے جو عار و ننگ کے منافی ہے۔

کوہ در رقص آمد و چالاک شد	جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد

لغات جسمِ خاک سے مراد رسول اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ہے۔ افلاک۔ آسمان ک کی جمع ہے۔ رقص۔ ناچنا، حرکت میں آنا۔

معنے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) خاکی جسم عشق کی بدولت (معراج میں) آسمانوں پر گیا۔ (اور اسی عشق کی بدولت) پہاڑ (طور) ناچنے لگا اور حرکت میں آگیا۔

مطلب اس شعر میں بھی عشق کی تعریف کرتے ہیں کہ عشق ایسی عجیب چیز ہے کہ اسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی بدولت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں آسمان پر تشریف لیگئے کیونکہ آپ محبوب تھے اور محبوب کو عروج ومرتبہ عطا ہو ہی کرتا ہے۔ اور اسی عشق کی بدولت حضرت موسٰی علیہ السلام جو محبیت کا درجہ رکھتے تھے طالب دیدار ہوئے تو خدا کی تجلی سے پہاڑ جو ایک جماد و بے شعور چیز ہے حرکت میں آگیا۔

طُور مست و خرّ موسٰی صَعِقا	عشق جانِ طُور آمد عاشقا

لغات۔ طور ایک پہاڑ ہے جس پر حضرتِ موسٰی علیہ السلام کو تجلی ہوئی تھی۔ عاشقا میں الفِ ندا کے لیئے ہے۔ خرّ۔ گر پڑے۔ صَعِقا بے ہوش ہو کر۔

معنے اے عاشق پہاڑ طور کی جان عشق ہی تھا (اس عشق سے ہی) طور مست ہو گیا اور حضرت موسٰی علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

مطلب۔ اگر کوئی خیال کرے کہ کوہ طور ایک بے حس و حرکت چیز ہے کس طرح حرکت میں آگیا۔ اس کے جواب میں مولانا فرماتے ہیں کہ عشق نے ہی تو کوہ طور میں جان ڈالی تھی جس سے وہ مست ہو گیا اور حرکت کرنے لگا۔ اور اسی عشق کی بدولت ہی تو حضرتِ موسٰی بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عشق ایسی عجیب چیز ہے جس سے جمادات میں بھی جان پڑ جاتی ہے اور بے حس حرکت چیزیں بھی زندہ ہو جاتی ہیں جس میں عشق نہیں وہ جماد سے بھی بدتر ہے۔

ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے	بالبِ دمسازِ خود گر جفتمے

لغات۔ گفتنیہا۔ گفتنی کی جمع ہے جس کے معنی ہیں کہنے کی چیز یعنی بات دمساز، ہمراز، موافق

معنے۔ میں بھی اگر اپنے ہمراز دوست سے ملتا تو بانسری کی طرح کرنے کی باتیں کرتا۔

مطلب۔ فرماتے ہیں کہ میں عشق کے اسرار و آثار سے نہایت اچھی طرح سے واقف ہوں مگر بیان اس لیئے نہیں کرتا کہ مجھے کوئی ہمراز دوست جو ان اسرار کو سمجھے نہیں ملتا اور نااہلوں کو بتانے سے غلط فہمی کا خوف ہے۔ ہاں اگر کوئی دمساز و ہمراز ان کو سمجھنے والا مل جاتا تو میں بھی نے کی طرح اس سے عشق کے اسرار بیان کرتا۔ اور نے کو اس لیئے خاص کیا کہ وہ بھی اپنے بجانے والے سے ہی اچھی طرح بجتی ہے۔ دوسرا شخص اُسے نہیں بجا سکتا۔ تو گویا وہ بھی اپنے ہمراز سے راز کہتی ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر کہ او از ہم زبانے شد جدا
بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا

لغات - ہمزبان - دوست ہمراز - بے نوا بے سامان - نوا کے معنی سامان کے ہیں۔
معنے (قاعدہ ہی) کہ جو شخص اپنے ہمراز دوست سے جدا ہو جاتا ہی اگرچہ وہ کیسا ہی باسامان ہو بے سامان
ہو جاتا ہے - مطلب فرماتے ہیں کہ بات مجھ پر ہی منحصر نہیں کہ اپنے ہمراز کے سوا کسی کو بات
نہیں بتا سکتا - بلکہ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جو شخص اپنے ہمراز و ہم زبان سے جدا ہو
جاتا ہی وہ خواہ کیسا ہی مقرر اور خوش بیان ہو اپنے مافی الضمیر کو ظاہر نہیں کر سکتا - مگر اس لیئے
نہیں کہ وہ اپنا مطلب ادا کرنا نہیں جانتا بلکہ اس لیئے کہ غیر اہل سے اس کا اظہار مضر ہے -

چوں کہ گل رفت و گلستاں در گذشت
نشنوی زیں پس ز بلبل سرگذشت

معنے - جب (موسم) گل چلا جاتا ہے اور باغ (خزاں سے) ویران ہو جاتا ہے تو اس کے
بعد تم بلبل کے چہچہے نہ سنو گے -
مطلب - مضمون سابق کی تمثیل بیان کرتے ہیں کہ دیکھو جب پھولوں کا موسم جاتا رہتا
ہے اور باد خزاں باغ پر چل جاتی ہے - تو اس کے بعد بلبل کے چہچہے بھی سنائی نہیں دیتے -
کیونکہ اس کے چہچہے سننے والا ہمراز دوست پھول ہی نہیں رہتا تو اب وہ گا نا کسے سنائے
اور درد دل کس سے بیان کرے - اسی طرح میرا بھی ہمراز موجود نہیں لہذا خاموشی اختیار کرتی ہوں

سر پنہاں ست اندر زیر و بم
فاش اگر گویم جہاں برہم زنم

لغات - زیر، را کے کسرہ اور یائے معروف کے ساتھ آواز باریک کو کہتے ہیں
بم آواز بلند و سخت اور یہاں زیر و بم سے مراد مضامین مختلف ہے - فاش، ظاہر، کھلم کھلا -
معنے - ان رنگا رنگ اور مختلف مضامین میں ایسے رازہائے سربستہ ہیں کہ اگر میں
انھیں کھلم کھلا بیان کر دوں تو تمام عالم تباہ و برباد ہو جائے -
مطلب - اس شعر میں مولانا اسرار عاشقانہ کو ظاہر کرنے کی مضرت بتلاتے ہیں -
کہ عشاق کے مختلف کلمات عشقیہ میں جو راز پوشیدہ ہیں اگر میں انھیں ظاہر کر دوں تو دنیا تباہ ہو جائے
مراد اس راز سے وحدۃ الوجود کا راز ہے جسکو نہ سمجھنے سے اکثر عوام غلطی میں پڑ جاتے ہیں - اس لیئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس سے چپ رہنا بہتر ہے۔ ہاں اگر ہمیں بھی بانسلی کی طرح ہم زبان وہم لب ساتھی مل جاتے
توہم بھی وہ راز کہہ دیتے۔

آنچہ نے میگوید اندریں دو باب	اگر بگویم من جہاں گردد خراب

لغات - دو باب - اس سے مراد بانسلی کی بلند و باریک آوازیں ہیں۔
معنے بانسری جو اپنی ان باریک و بلند آوازوں میں کہہ رہی ہے اگر میں اس مضمون کو بیان
کروں تو دنیا تباہ ہو جائے۔ کیونکہ وہ ایسے راز ہیں جنھیں عوام نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے کہ انہیں
بتانے سے خوف الحادو زندقہ ہے۔
مطلب یہ شعر پہلے شعر کی تاکید ہے۔

جملہ معشوق است و عاشق پردہ	زندہ معشوق است و عاشق مردہ

لغات - معشوق سے مراد ذات خداوندی ہے۔ اور عاشق سے مراد ممکنات ہیں اور
پردہ سے مراد موجود ظاہری ہے جو موجود حقیقی کے لیئے بمنزلہ پردہ کے ہے۔
معنے حقیقت میں خدا ہی موجود حقیقی ہے اور عاشق یعنی ممکنات بمنزلہ پردہ کے ہیں
کامل زندگی خدا کی ہی ہے اور ممکنات مردہ کی طرح ہیں۔
مطلب - اس شعر میں مولانا وحدۃ الوجود کے مسئلے کو جسے عوام سے اخفا کر گئے تھے
خواص کے لیئے بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ جو ممکنات موجود نظر آرہے ہیں ان کا وجود
صرف ظاہری ہے۔ اصلی وجود خداوند تعالیٰ کا ہی ہے۔ اور یہ وجود ممکنات ایک طرح کے حجاب
ہیں کہ وجود خدا کو نظر نہیں آنے دیتے۔ پھر اس کی ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ اصل میں زندہ
تو ذات خداوندی کو سمجھو اور ممکن کو مثل مردہ تصور کرو۔ اب دیکھو اگرچہ مردہ کا وجود تو ہوتا ہے۔
اور تعریف وجود اس پر صادق آتی ہے۔ مگر زندے کے سامنے اس کا وجود ناقص نا چیز محض
اور یہ مرتبہ رکھتا ہے کہ اسے کالعدم شمار کیا جائے۔ اور یہی ہیں معنی ہمہ اوست کے جسکو خشک
ملاّ نے کفر بتلایا کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ +

چوں نباشد عشق را پروائے او	او چو مرغے ماند بے پروائے او

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات - عشق سے مراد معشوق ہے اور مبالغۃً ایسا کہہ دیا کرتے ہیں۔ وائے افسوس

معنے - جب معشوق یعنی خدا تعالیٰ کو اس کے یعنی عاشق کے حال کی پروانہ ہو تو وہ مرغ بے بال و پر کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس کے حال پر افسوس ہے۔

مطلب - اس شعر میں مولانا پھر مدح عشق کی طرف رجوع کر کے فرماتے ہیں کہ عاشق اس لیئے خدا تک جا پہنچتا ہے کہ عشق سے خود خداوند تعالیٰ کو بھی عاشق کے حال پر توجہ ہو جاتی ہے۔ اور اُسے اپنی طرف کشش فرمانے لگتے ہیں۔ اور اگر حضرت خداوندی کو اس کی پروانہ ہو تو وہ بے چارہ تو مرغ بے بال و پر کی طرح رہ جاوے جس پر سوائے اظہارِ افسوس کے کچھ نہیں کہا جا سکتا

من چگونہ ہوش دارم پیش وپس	چوں نباشد نورِ یارم ہمنفس

معنے - اگر میرے یار کا نور میرا ہمدم و ہمنفس نہ ہو تو میں پیش و پس کی ہوش کسطرح رکھ سکتا ہوں

مطلب - اس شعر میں مولانا اس توجہ و مدد کا بیان کرتے ہیں کہ اگر خدا کی توجہ میری طرف نہ ہو تو مجھے اپنے پیش و پس کی کیا خبر رہے۔ اور انسان کا دشمن جانی شیطان کب مجھے سیدھے رستے پر چلنے دے۔ جس نے کہا تھا لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ ؕ

نورِ او در یُمن و یُسر و تحت و فوق	بر سر و بر گردنم مانندِ طوق

لغات - یُمن، دایاں - یُسر - بایاں - تحت و فوق نیچے اوپر۔

معنے - اس کا نور (عنایت و الطاف) مجھے دائیں بائیں نیچے اوپر ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور میرے سر اور گردن پر طوق کی طرح پڑا ہوا ہے۔

مطلب - اس شعر میں خدا تعالیٰ کی معیت کا بیان کرتے ہیں کہ خداوند جلّ و علا کی عنایت ہر طرف سے ہمارے شاملِ حال ہے اور ہر جہت سے اُس نے ہمیں گھیرا ہوا ہے۔

عشق خواہد کیں سخن بیروں رود	آئینہ غماز نبود چوں بود

لغات - غماز - چغلخور - آنکھ سے اشارہ کرنے والا - یہاں وہ آئینہ مراد ہے جو صاف ہو۔ کیونکہ وہ بھی اپنے مقابل کی صورت کا اشارہ کر دیتا ہے یعنی تبلا دیتا ہے۔

معنے - عشق تو چاہتا ہی کہ یہ بیان (یعنی اسرارِ عشق) دراز ہوتا جائے مگر جب آئینہ غماز یعنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ ہو تو یہ بات کس طرح ہو سکے۔

مطلب - فرماتے ہیں کہ عشق کے اسرار تو غیر متناہی ہیں وہ تو چاہتے ہیں کہ یہ قصہ دراز ہو جائے - مگر کیا کریں جب سامعین کے فہم کا شیشہ ہی غماز یعنی صاف نہیں تو یہ بات کیسے ہو سکتی ہے - یعنی اُن کے فہم ہی اُن اسرار کو سُننے کے قابل نہیں تو ہم کیسے سُنائیں۔

زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست	آئنہ ات دانی چرا غماز نیست

لغات - مُمتاز - جدا کیا گیا، علیحدہ کیا گیا۔

معنے - اے مخاطب تو جانتا ہے کہ تیرا آئینۂ قلب کیوں صاف نہیں - اس کی یہ وجہ ہے کہ اس کے مُنہ سے زنگار دور نہیں کیا گیا۔

مطلب - اس شعر میں صفائی قلب و فہم نہ حاصل ہونے کی وجہ بتاتے ہیں کہ اے مخاطب تیرا آئینۂ قلب اس واسطے صاف نہیں ہے کہ اس پر تعلق ماسوی اللہ کا زنگ چڑھا ہوا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے - لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالیٰ یعنی ہر شے کی ایک صیقل اور جلا دینے والی چیز ہے اور دل کو صیقل اور جلا دینے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

پُر شعاع نورِ خورشیدِ خدا است	آئنہ کز زنگ و آلایش جدا است

معنے جو آئینہ زنگ و آلایش سے پاک و صاف ہے وہ خورشید خدا کے نور سے پُر شعاع اور منور ہوا کرتا ہے۔

مطلب ہر دو اشعار سابقہ میں مولانا نے زنگ آلودہ آئینہ کا حال بیان فرمایا تھا۔ اب بے زنگ آئینہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کا آئینۂ دل ماسوی اللہ کے زنگ و آلایش سے پاک ہوتا ہے - اُس کے دل پر انوار الٰہی تاباں و درخشاں ہوتے رہتے ہیں - کیونکہ اس دل کو بسبب صفائی کے اپنے مطلوب سے کچھ نسبت ہو جاتی ہے۔

بعد ازاں آں نور را ادراک کن	رو تو زنگار از رخِ او پاک کن

لغات - اِدراک - سمجھنا۔

ترجمہ - پہلے جا کر اپنے آئینۂ دل سے زنگار صاف کرو - اس کے بعد نور الٰہی کا ادراک کرنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب فرماتے ہیں کہ اگر تجھے اس نور پاک کے ادراک کا شوق و ذوق ہے تو جاؤ پہلے اپنے آئینۂ دل سے زنگ صاف کرو۔ پھر اس بات کا خیال کرنا۔ کیونکہ جب تک عالم و معلوم میں کسی طرح کی نسبت نہ ہو جائے اُس وقت تک اس معلوم کا ادراک بہت مشکل بلکہ محال ہوا کرتا ہے۔

حکایت بادشاہ عاشق شدنش بر کنیزک و خریدن بادشاہ آں کنیزک را و رنجور شدن آں کنیزک و تدبیر و معالجہ بادشاہ بہر کنیزک

ترجمہ بادشاہ کا ایک کنیز پر عاشق ہو کر اُسے خرید لینا اور اس کنیز کا بیمار ہونا اور بادشاہ کا اُس کنیز کا معالجہ کرنا۔

اس حکایت میں مولانا آئینۂ دل کو صاف کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ کیونکہ شعر سابق سے یہ سوال ہو سکتا تھا کہ جب آپ دل کو صاف کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں تو اُس کا طریقہ بھی بیان فرمائیے اس لئے فرماتے ہیں۔

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں	خود حقیقت نقدِ حالِ ماست آں

لغات۔ نقد اس کے اصل معنی تو پرکھنے اور دینے کے آتے ہیں مگر مجازاً ذات و دل کے معنے بھی آتے ہیں اور یہاں مطابق کے معنی ہیں۔ خود حقیقت یعنی فی الحقیقت۔

ترجمہ۔ اے دوستو! آؤ یہ داستان سنو۔ جو حقیقت میں ہماری ہی حالت کے مطابق اور موافق ہے۔

مطلب۔ مولانا اس حکایت میں آئینۂ دل کی صفائی کا طریقہ بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آؤ تمھیں ایک داستان سنائیں جو ہے تو کسی اور کی مگر ہمارے حال کے نہایت موافق اور اُس پر چسپاں ہے۔ مولانا اشرف علی صاحب موافقت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جس طرح اس حکایت میں ایک بادشاہ کنیز پر عاشق ہو گیا تھا اُسی طرح سلطان روح بھی کنیزک نفس پر عاشق ہو گیا ہے۔ اور جس طرح وہ کنیزک ایک زرگر پر عاشق تھی اسی طرح لذات دنیا پر عاشق ہے۔ اور جس طرح بادشاہ کو ناقص طبیبوں کی طرف رجوع کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا تھا اسی طرح ناقص مرشدوں کی صحبت سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور جس طرح طبیب غیبی نے کنیزک کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عشق کو دور کرنے کا یہ علاج کیا کہ زرگر کو ایک دوا کھلا کر بدصورت بنا یا تاکہ کنیز کو اس سے نفرت پیدا ہو جائے اور پھر اسے ہلاک کر دیا کہ بالکل ہی اس کا خیال جاتا رہے۔ اسی طرح شیخ کامل لذات دنیا کی محبت کو تدریجاً نفس سے جدا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ ان کو ترک کر دیتا ہے۔ اور امراض نفسانیہ سے نجات پاتا ہے اور سلطان روح اس سے منتفع ہوتا ہے۔

نقد حالِ خویش را گر پے بریم	ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ بر خوریم

لغات پے بُردن سُراغ لگانا، پتا لگانا۔ غور و خوض کرنا بر خوردن فائدہ اُٹھانا۔ نفع حاصل کرنا۔

ترجمہ اگر ہم اپنی موجودہ حالت میں غور و خوض کریں تو دنیا و آخرت دونوں جہان میں ہمیں فائدہ حاصل ہو۔

مطلب فرماتے ہیں کہ اگر ہم اسی طرح ہمیشہ اپنی حالت میں غور کیتے رہیں تو دونوں جہان سنور جائیں۔ کیونکہ اِس غور سے صفائی دل حاصل ہوتی ہے جو دونوں جہان کی سعادت کا باعث ہے۔

ایں حقیقت را شنو از گوشِ دل	تا بروں آئی بکلّی ز آب و گل

لغات۔ آب و گل پانی اور مٹی یہاں مراد دنیاوی تعلقات اور نفسانی لذات ہے۔

ترجمہ اس حقیقت حال کو غور سے سنو۔ تاکہ ان دُنیاوی تعلقات کے کیچڑ سے کلیۃً نکل سکو۔

فہم گرد آرید و جاں را رہ دہید	بعد ازاں از شوق پا در رہ نہید

لغات گرد آوردن جمع کرنا۔ جان سے مراد دل ہے۔ پا در رہ نہادن۔ چلنا۔

ترجمہ فہم کو مجتمع کرو اور دل کو متوجہ کرو اور اُسکے بعد شوق سے رستۂ طریقت پر چلو۔

مطلب مندرجہ بالا ہر دو شعر مولانا نے حکایت کے مطلب پر توجہ اور غور کرنے کی حرص دلانے کے لئے کہے ہیں کیونکہ جب کوئی شخص نہایت عجیب بات بیان کرنے لگتا ہے تو سامعین کو کہہ دیتا ہے کہ بھائی ذرا غور سے سننا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

867 22/36

بود شاہے در زمانے پیش ازیں	ملکِ دینا بودش وہم ملکِ دیں

لغات پیش ازیں۔ مولانا عبد العلی بحر العلوم فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے کا زمانہ مراد ہے۔ ملکِ دین سے یہ مراد ہے کہ وہ دیندار تھا۔

ترجمہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے کوئی بادشاہ تھا جس کے پاس ملکِ دینا بھی تھا اور ملک دین بھی۔

اتفاقاً شاہ روزے شد سوار	با خواصِ خویش از بہرِ شکار

لغات - خواص - خدمتگار، مصاحب - امرا و وزرا -

ترجمہ - اتفاقاً وہ بادشاہ ایک روز سوار ہو کر اپنے خواص کو ساتھ لیکر شکار کے لیئے گیا۔

بہرِ صیدے میشد او بر کوہ و دشت	ناگہاں در دامِ عشق او صید گشت

اندر

لغات صید - شکار - صید گشتن - شکار ہو جانا، کسی کے دامِ محبت میں پھنس جانا۔

ترجمہ شکار کی تلاش میں پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتا تھا کہ اچانک خود ہی دامِ عشق کا شکار ہو گیا یعنے اور سے شکار کو نکلا تھا مگر خود ہی شکار ہو گیا یعنی لینے کے دینے پڑ گئے۔

یک کنیزک دید او بر شاہراہ	شد غلامِ آں کنیزک جانِ شاہ

ترجمہ سڑک پر بادشاہ نے ایک کنیزک دیکھی (جس پر وہ ہزار جان سے عاشق ہو گیا) اور اُس کی جان کنیزک کا غلام یعنی مطیع و منقاد بن گئی۔

مرغِ جانش در قفس چوں در طپید	داد مال و آں کنیزک را خرید

مے تپید

لغات - طپیدن - یہاں اس کے معنی اضطراب کے ہیں قفس پنجرا۔ یہاں مراد بدن ہے جو روح کے لیئے بمنزلہ قفس ہے۔

ترجمہ اُس کی جان کا مرغ جب قفس بدن میں مضطرب ہوا تو قیمت دیکر اُس کنیزک کو خرید لیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چوں خرید او را و برخوردار شد	آں کنیزک از قضا بیمار شد

لغات۔ برخوردار شدن۔ فائدہ اُٹھانا، ملاقی ہونا۔
ترجمہ جب بادشاہ نے خرید کر اُس سے ملاقات کی تو وہ کنیزک قضا سے بیمار ہوگئی۔

آں یکے خر داشت پالانش نبود	یافت پالاں گرگ خر را در ربود

ترجمہ ایک شخص کے پاس گدھا تھا مگر پالان ہی موجود نہ تھا کہ اُس پر سوار ہوتا جب پالان ملا تو گدھے کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا۔

کوزہ بودش آب مے نامد بدست	آب را چوں یافت خود کوزہ شکست

ترجمہ ایک کے پاس کوزہ تھا مگر اُسے پانی ہی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ جب اُسے پانی ملا تو کوزہ ہی ٹوٹ گیا۔

مطلب مذکورہ بالا ہر دو اشعار مولانا نے تمثیلاً بیان کیئے ہیں کہ بادشاہ بیچارے کا وہی حال ہوا جیسا اُس شخص کا ہوا تھا کہ اس کے پاس گدھا تھا تو پالان ہی نہیں تھا جب پالان ملا تو گدھا ہی جاتا رہا۔ اور ایک شخص کے پاس پیالہ تھا تو پانی نہیں ملتا تھا جب پانی ملا تو پیالہ ہی ٹوٹ گیا۔ اسی طرح بادشاہ کو پہلے تو کنیزک ہاتھ نہ آئی تھی جب ہاتھ آئی تو اُسکے بیمار ہو جانیکے باعث وصال سے محروم ہوگیا۔ ان اشعار سے یہ نتیجہ نکلا کہ دنیا میں کسی شخص کو پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی ایک چیز ملتی ہے تو دوسری نہیں ہوتی اور جب دوسری ملتی ہے تو پہلی جاتی رہتی ہے۔

شہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست	گفت جانِ ہر دو در دستِ شما است

لغات۔ چپ و راست سے مراد تمام اطراف سے ہے۔
ترجمہ۔ بادشاہ نے ہر طرف سے طبیبوں کو جمع کیا (یعنی ملک کے مشہور طبیبوں کو) اور کہا ہم دونوں (یعنی میری اور لونڈی) کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے طبیبوں کو بلا کر کہا کہ ہم دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں کنیز کی تو اس لیئے کہ وہ بیمار ہے علاج نہ کروگے تو مر جائیگی اور میری اس لیئے کہ میں اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عاشق ہوں۔ اس کی ہلاکت میری ہلاکت کا باعث ہوگی۔

جانِ من سہل است جانِ جانم اوست	دردمند وخستہ ام درمانم اوست

ترجمہ میری جان تو آسان ہے (یعنے اُس کی حقیقت کچھ نہیں) میری جان کی جان تو وہی ہے میں بیمار ہوں اور وہ میرا علاج ہے۔

ہر کہ درماں کرد مر جانِ مرا	برد گنج و دُرّ و مَرجانِ مرا

لغات مرجان جو پہلے مصرع میں ہے اُس میں مَر یا تو حصر کے لیئے ہے یا زائدہ دوسرے مصرع کے مرجان کا مر جزو کلمہ ہے اور اس مَرجان کے معنے مونگے کے ہیں۔
ترجمہ جو شخص میری جان (یعنی کنیزک کا) علاج کرے گا وہ میرا خزانہ، موتی اور مونگا لیجائے گا۔ یعنے اُسے بہت انعام دیا جائے گا۔

جملہ گفتندش کہ جاں بازی کنیم	فہم گِرد آریم وانبازی کنیم

لغات جانبازی جان پر کھیل جانا۔ گرد آوردن جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔ انبازی۔ شرکت۔
ترجمہ سب نے کہا ہم جان پر کھیلیں گے (یعنی خوب کوشش کرینگے اور جان تک دینے میں فرق نہ کریں گے) اور ہوش وحواس مجتمع کرکے باہمی شرکت ومشورہ سے علاج کریں گے۔

ہر یکے از ما مسیحِ عالمے است	ہر الم را در کفِ ما مرہمے است

لغات مسیح۔ ماہر طبیب کو مبالغۃً مسیح کہہ دیا کرتے ہیں۔ اَلَم۔ دُکھ، درد، بیماری۔
ترجمہ۔ ہم میں سے ہر ایک مسیح زماں ہے۔ اور ہمارے قبضہ میں ہر ایک بیماری کا علاج ہے۔ یعنی آپ فکر نہ فرماویں اِس بیماری کو ہم فوراً دُور کردیں گے۔

گر خدا خواہد نہ گفتند از بطر	پس خدا بنمود شاں عجزِ بشر

لغات۔ گر خدا خواہد۔ یعنی انشاء اللہ۔ بطر۔ تکبر، اترانا۔ عجز۔ عاجزی۔
ترجمہ تکبر سے اُنہوں نے انشاء اللہ نہ کہا تو خدا نے اُن کو انسان کا عاجز ہونا دکھا دیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ اُنھوں نے ازراہ تکبر انشاء اللہ نہ کہا تھا تو خدا نے اُنھیں بتا دیا کہ انسان ایک عاجز چیز ہے اس کو یہ دعوے زیبا نہیں ہے اور عجز اس طرح دکھایا کہ وہ کنیزک اُن سے تندرست نہ ہوئی بلکہ زیادہ بیمار ہوتی گئی۔ تو اُنھیں اس بات سے انسان کا ضعیف البنیان کا عاجز ہونا ثابت ہو گیا۔

ترکِ اِستثنا مُرادم قسوتے است	نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتے است

لغات استثنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کہنا۔ قسوت۔ سنگ دلی۔

ترجمہ انشاء اللہ کے ترک سے میری مراد سنگ دلی ہے نہ کہ قول و گفتار میں ترک کرنا جو کہ ایک عارضی حالت ہے۔

مطلب یہ شعر مضمون سابق کی تفسیر ہے۔ فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ کے ترک سے میری مراد یہ ہے کہ دل سے ترک کرے یعنی دل میں قساوتِ قلبی سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہ ہو۔ زبان سے کہنا یہ ایک عارضی حالت ہے قابلِ اعتبار نہیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ صرف زبان سے انشاء اللہ کہنا مفید نہیں جب تک کہ دل میں اُس کی تصدیق نہ ہو۔

اے بسا ناوردہ اِستثنا بگفت	جانِ او با جانِ استثناست جفت

لغات بگفت۔ اس میں باظرفیت کے لیئے ہے اور گفت حاصل بالمصدر ہے جس کے معنی ہیں کلام و گفتگو کے۔

ترجمہ اے مخاطب بہت سے لوگ ہیں جو اپنے کلام میں استثنا ظاہر نہیں لاتے (مگر حقیقت میں) اُن کی جان استثنا کی جان سے ملی ہوتی ہے۔ یعنی اُن کا دل استثنا کے روح یعنی تفویض الی اللہ سے ملا ہوتا ہے۔ اِس لیئے ایسے لوگوں کو تارکِ استثنا نہیں کہہ سکتے۔

مطلب اِس شعر میں مضمونِ سابق کی تائید ہے۔

ہر چہ کردند از علاج و از دوا	گشت رنج افزون و حاجت از روا

ترجمہ جتنی دوا اور علاج کرتے گئے بیماری بڑھتی گئی اور مقصود پورا نہ ہوا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب جوں جوں وہ علاج کرتے گئے بیماری بڑھتی گئی اور مقصود پورا نہ ہوا۔

شربت وادویۂ واسباب او	از طبیباں بُرد یکسر آبرو

لغات ادویہ دوا کی جمع ہے یا کو ضرورت شعری کیلئے مشدد کیا گیا ہے۔ اصل میں مشدد نہیں۔ او کا مرجع بیماری ہے۔

ترجمہ شربت، دواؤں اور بیماری کے اسباب (کی غلط فہمی) نے طبیبوں کی ساری عزت خاک میں ملادی۔

مطلب یہ ہو کہ تشخیص و معالجہ میں غلطی جو ہوئی تو انکی ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسیح زمان خیال کرتے۔ مگر کنیزک کی بیماری دور نہ ہوئی۔

آں کنیزک از مرض چوں موئے شد	چشمِ شاہ از اشکِ خوں چوں جوئے شد

لغات اشک۔ آنسو۔ جوئے۔ نہر۔

ترجمہ وہ کنیزک جب بیماری سے بال کیطرح (لاغر) ہو گئی۔ تو بادشاہ کی آنکھیں خونی آنسوؤں سے نہر بن گئیں۔

مطلب یہ ہے کہ جب وہ کنیزک نہایت لاغر ہو گئی تو بادشاہ کی آنکھوں سے اُس غم سے نہر کیطرح آنسو بہنے لگے۔

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود	آں دوا در نفعِ خود گمراہ شود

لغات گمراہ سے مراد غیر موثر ہے۔

ترجمہ جب قضا آتی ہے تو طبیب بیوقوف ہو جاتا ہی اور وہ اپنی نفع میں غیر موثر ثابت ہو جاتی ہو

مطلب یہ ہو کہ جب قضا آتی ہے تو کچھ بن نہیں پڑتا۔ ماہر و حاذق طبیب کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ اور نافع دوائیں غیر موثر ہو جاتی ہیں۔ اور اِنَّ اللہ غالبٌ علیٰ اَمرِہٖ کا آہنی قاعدہ اپنا ثبوت دکھاتا ہے۔

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود	روغنِ بادام خشکی مے فزود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات سرکنگبین۔ سکنجبین کو کہتے ہیں اصل میں یہ لفظ سرکہ اور انگبین جس کے معنی شہد اور سرکہ سے مرکب کے ہیں۔

ترجمہ۔ قضا سے سکنجبین صفرا کو زیادہ کرتی ہے۔ اور روغن بادام خشکی کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سکنجبین جو قطع صفرا کے لئے مجرب شربت ہے اور روغن بادام جو دفع خشکی کے لئے نہایت مفید ہے جب قضا آتی ہے تو اپنی تاثیر کے خلاف اثر کرتے ہیں سکنجبین سے صفرا بڑھتا ہے اور روغن بادام خشکی کرتا ہے۔

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت	آب آتش را مدد شد ہمچو نفت

لغات اطلاق پیٹ کا رواں ہونا یعنے دست آنے۔ نفت ایک روغن ہے۔ جو آگ بہت جلد قبول کرتا ہے۔ بارود کو بھی کہہ لیتے ہیں۔

ترجمہ (جب قضا آتی ہے تو) ہلیلہ سے (جو قبض کشا ہے) قبض ہو جاتی ہے۔ دست بند ہو جاتے ہیں۔ اور پانی روغن نفت کیطرح آگ کا معاون و مددگار بنجاتا ہے۔

مطلب مذکورہ بالا ہر دو اشعار میں مولانا نے دواؤں کے آثار کی مخالفت بیان فرمائی ہے۔ کہ تقدیر جب آتی ہے تو ہر ایک چیز غیر موثر ثابت ہوتی ہے۔

سستی دل شد فزوں و خواب کم	سوزش چشم و دل پر درد و غم

ترجمہ۔ دل کی سستی بڑھ گئی اور نیند کم ہو گئی اور سوزش چشم پیدا ہوئی اور دل پر درد و غم ہو گیا۔

مطلب۔ اس شعر میں پھر اس بادشاہ کے حال کیطرف رجوع کرتے ہیں۔ کہ اسکا حال ایسا ایسا ہو گیا۔

ظاہر شدن عجز حکیماں از معالجہ کنیزک بر بادشاہ و بدرگاہ حق تعالے رو آوردن بادشاہ و در خواب دیدن بادشاہ ولی را و حل مشکل او

ترجمہ۔ کنیزک کے علاج سے حکیموں کا عجز بادشاہ پر ظاہر ہونا اور اس (بادشاہ) کا درگاہ خدا تعالیٰ میں رجوع کرنا۔ اور بادشاہ کا خواب میں ولی کو دیکھنا۔ اور مشکل کا حل ہونا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شاہ چو عجزِ آں طبیباں را بدید ‏ ‏ پا برہنہ جانبِ مسجد دوید

ترجمہ۔ بادشاہ نے جب اُن طبیبوں کی عاجزی دیکھی تو پا برہنہ مسجد کی جانب دوڑا۔
مطلب۔ یہ ہے کہ وہ بادشاہ جب ہر طرف سے مایوس ہو گیا تو مسجد کی طرف دوڑا تاکہ خدا کی طرف رجوع کرے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب ہر طرف سے مایوسی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو انسان خدا کیطرف رجوع کرتا ہے۔

رفت در مسجد سوئے محراب شد ‏ ‏ سجدہ گاہ از اشکِ شاہ پُر آب شد

ترجمہ مسجد میں گیا اور محراب یعنی قبلہ کیطرف منہ کیا۔ سجدہ کی جگہ بادشاہ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی

چوں بخویش آمد ز غرقابِ فنا ‏ ‏ خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا

لغات۔ بخویش آمدن ہوش میں آنا۔ فنا سے مراد مطلق بے خودی اور بے ہوشی۔
ترجمہ۔ جب بادشاہ اُس بے خودی کی غرقابی سے ہوش میں آیا تو خدا تعالیٰ کی مدح و ثنا میں زبان کھولی یعنی روتے روتے بے خود ہو گیا تھا جب ہوش میں آیا تو لگا اُسکی تعریف کرنے۔

کائے کمینہ بخششت مُلکِ جہاں ‏ ‏ من چہ گویم چوں تو میدانی نہاں

لغات کائے اصل میں کہ اے کاف بیانیہ اور اے حرف ندا سے مرکب ہے۔ کمینہ ادنیٰ سی۔ بخشش کی صفت ہے۔
ترجمہ کہ اے وہ ذات جسکی ادنیٰ سی بخشش سلطنت جہان ہے۔ میں کیا کہوں جب تو پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔
مطلب یعنی میرا حالِ دل تجھ پر عیاں ہے۔ کہنے کی کیا حاجت۔

حالِ ما و ایں طبیباں سر بسر ‏ ‏ پیشِ لطفِ عامِ تو باشد ہدر

لغات ہدر، ضائع، ناچیز، باطل۔
ترجمہ ہماری اور اِن طبیبوں کی تمام حالت تیرے لطفِ عام کے سامنے بالکل ناچیز ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب بادشاہ اپنے کیے پر پشیمان ہو کر معافی چاہتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ بارخدایا اگرچہ ہمارا اور ان طبیبوں کا آپ پر اعتماد کلی نہ کرنا قابل مواخذہ ہے مگر آپ کے لطف عام و شاہانہ کے مقابل وہ بالکل ہیچ ہے۔ اگر آپ معاف فرماویں تو بڑی بات نہیں۔

اے ہمیشہ حاجتِ مارا پناہ	بار دیگر ما غلط کردیم راہ

ترجمہ۔ اے ہمیشہ ہماری حاجت کے پشت و پناہ۔ ہم پھر رستہ بھول گئے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ تو نے ہمیشہ میری حاجت روائیاں کیں۔ اور باوجود اس علم کے میں پھر رستہ بھول گیا کہ تجھ جیسے حاجت روا کو چھوڑ کر طبیبوں کی طرف رجوع کیا۔

ایک گفتی گرچہ مے دانم سِرت	زود ہم پیدا کُنش بر ظاہرت

لغات۔ سِرت۔ تیرا راز۔ اصل میں را مشدد ہے۔ ضرورت شعری کیلئے ساکن کیا گیا کنش میں ضمیر ش۔ سِر کی طرف راجع ہے۔ ظاہرت۔ ظاہر سے مراد زبان ہے۔
ترجمہ لیکن تیرا ارشاد ہے کہ اے انسان اگرچہ میں تیرا راز جانتا ہوں۔ مگر اپنی زبان پر بھی اسے ظاہر کر۔
مطلب یہ شعر مصرعہ من چہ گویم چوں تو میدانی نہاں سے استدراک ہے یعنی اگرچہ تو دل کی باتیں جانتا ہے۔ مگر تو نے خود ہی کہا ہے کہ دعا کیا کرو (اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ) یعنے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کرونگا اسلئے میں بھی زبان سے عرض کیے دیتا ہوں۔

چوں برآورد از میانِ جاں خروش	اندر آمد بحرِ بخشایش بہ جوش

ترجمہ۔ جب بادشاہ نے تہ دل سے یہ شور بلند کیا تو رحمتِ الٰہی کا سمندر جوش میں آیا۔

درمیانِ گریہ خوابش در رُبود	دید در خواب او کہ پیرے رُو نمود

ترجمہ اس رونے کی حالت میں اُسے نیند آگئی اور خواب میں اسے ایک پیر مرد دکھائی دیا۔

گفت اے شہ مژدہ حاجاتت رواست	گر غریبے آیدت فردا زماست

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات مژدہ، خوشخبری، اس کے آگے لفظ باد مقدر ہے۔ غریب، مسافر گفت کا فاعل پیر ہے۔
ترجمہ اس پیر مرد نے کہا اے بادشاہ مژدہ ہو کہ تمہارا کام بنگیا۔ اگر کل کوئی مسافر آوے تو ہماری طرف سے خیال کرنا۔ یعنی اُس کے علاج سے فائدہ ہوگا۔

چونکہ او آید حکیم حاذق است	صادقش داں کو امین و صادق است

لغات حاذق۔ نہایت دانا، تجربہ کار کو اصل میں کو او تھا۔ امین امانت دار
ترجمہ جو شخص آئیگا وہ حکیم حاذق ہے۔ اُسکو سچا جاننا کیونکہ وہ امانت دار اور سچا ہے۔

در علاجش سحرِ مطلق را ببیں	در مزاجش قدرتِ حق را ببیں

لغات سحرِ مطلق سحرِ کامل، جب کوئی چیز نہائت مؤثر ہو تو اُسے سحر سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔
ترجمہ اس کے علاج میں سحر کامل کو دیکھنا۔ اور اُسکے مزاج میں قدرتِ حق کا ملاحظہ کرنا۔
مطلب یہ ہے کہ اُس کے علاج کی نہایت جلدی تاثیر ہوگی جیسے کہ سحر کی تاثیر جلدی ہوتی ہے۔ اور اسکے مزاج و افعال میں قدرتِ حق نمایاں ہوگی کہ ایک منٹ میں کیا سے کیا ہو جائے گا۔

خفتہ بود ایں خواب دید آگاہ شد	گشتہ مملوکِ کنیزک شاہ شد

لغات خفتہ بود، علیحدہ جملہ ہے یعنی غافل تھا۔ گشتہ اصل میں گشتہ بود تھا۔ مملوک۔ غلام
ترجمہ بادشاہ پہلے سویا ہوا یا غافل تھا۔ اس خواب کے دیکھنے سے آگاہ اور ہوشیار ہوگیا۔ اور لونڈی کا غلام بنا ہوا تھا۔ مگر اب شاہ بن گیا۔
مطلب یہ ہے کہ کنیزک کے غم میں بادشاہ غلاموں کی طرح مقید ہو رہا تھا۔ جب یہ خواب دیکھا تو بادشاہوں کیطرح شاد و خورم ہوگیا۔

چوں رسید آں وعدہ گاہ و روز شد	آفتاب از شرق اختر سوز شد

لغات وعدہ گاہ۔ وعدہ کا وقت، وعدہ کا دن، شرق، مشرق، اختر سوز، ستاروں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جلانے میں غائب کرنیوالا۔
ترجمہ۔ جب وعدے کا وقت پہنچا اور دن ہوا، اور آفتاب نے مشرق سے طلوع کرکے ستاروں کو غائب کر دیا۔
مطلب یہ ہے کہ صبح ہوئی اور اس معالج کے آنے کا وقت قریب آیا۔

بود اندر منظرہ شاہ منتظر	تا بہ بیند آنچہ بنمودند سر

لغات۔ منظرہ، جائے نظر یہاں مراد دریچہ ہے۔ منتظر۔ انتظار کرنے والا۔
ترجمہ۔ بادشاہ دریچہ میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا تاکہ خواب میں جو سر دکھایا گیا ہے اُسے اچھی طرح دیکھے۔
مطلب یہ ہے کہ جھروکے میں بیٹھا اس معالج غیبی کا انتظار کر رہا تھا۔

دید شخصے فاضلے پُرمایۂ	آفتابے درمیانِ سایۂ

کاملے

لغات مایہ، اصل، پونجی، یہاں مراد کمالات معرفت، آفتاب سے تشبیہ دینا باعتبار انوار معرفت کے ہے۔
ترجمہ بادشاہ نے ایک فاضل و جامع کمالات شخص کو دیکھا جو انوار معرفت سے منوّر اور سایہ میں چلا آتا تھا۔ یا جو ایسا صاحب کمال تھا کہ گویا سایہ میں آفتاب تھا۔
مطلب یہ ہو کہ اس نے دور سے ایک ایسا شخص دیکھا جو نہایت صاحب کمال معلوم ہوتا تھا۔ اور جیسا آفتاب سے سایہ دور ہو جاتا ہے ایسا ہی اُسکے منوّر بہ انوار معرفت ہونے سے یہی ظاہری سایہ یا سایۂ جہالت وغیرہ دور ہو جاتا تھا۔ تو بادشاہ بھی چونکہ صاحب دل شخص تھا اسلئے اُسنے اُس شخص کو پہچان لیا کہ یہ نہایت اعلےٰ پایہ کا شخص ہے سچ ہو ولی را ولی میشناسد۔

میرسید از دُور مانندِ ہلال	نیست بود و ہست بر شکلِ خیال

لغات۔ ہلال، پہلی رات کا چاند۔
ترجمہ۔ دور سے مثل ہلال کی چلا آتا تھا، اور خیال کیطرح کبھی نیست ہوتا تھا کبھی ہست۔
مطلب یہ ہو کہ وہ شخص کثرت مجاہدات و ریاضات کے باعث ہلال کیطرح لاغر ہو گیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھا اور بوجہ دُوری اور لاغری کے کبھی نظر آتا تھا اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا تھا کہ ہلال نہایت باریکی کے باعث کبھی نظر میں جمتا ہے اور کبھی نہیں جمتا۔

نیست وش باشد خیال اندر جہاں	تو جہانے بر خیالے بیں رواں

لغات رواں کے معنے جاری کے ہیں۔ وش مشابہ، مانند، طرح۔
ترجمہ جہان کے جملہ خیال نیست کی طرح ہیں، کبھی پیدا ہو جاتے ہیں کبھی مٹ جاتے ہیں اور اس نیست پر جہاں کا کارخانہ جاری سمجھو۔
مطلب یہ شعر اوپر کے مضمون کی تائید ہے یعنی جیسے اس کامل کا خیال بادشاہ کے سامنے نیست و ہست ہوتا تھا جہان کے جملہ خیال کا یہی حال ہے۔ بلکہ اس جہان کا کارخانہ ہی نیست و ہست پر چلتا ہے۔

بر خیالے صلح شاں و جنگ شاں	وز خیالے فخرِ شاں و ننگِ شاں

ترجمہ۔ ان کی صلح و جنگ خیال پر موقوف ہے اور ان کا فخر و ننگ خیال پر مبنی ہے
مطلب یہ کہ اس جہان کا کارخانہ خیال پر چلتا ہے۔ اگر کوئی مصلحت خیال میں آجاتی ہے تو صلح ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی ضرورت درپیش ہوئی تو جنگ شروع ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کمال کا خیال آیا تو فخر کرنے لگے اگر کسی نقص کا وہم آیا تو ننگ و عار کا غلبہ ہو گیا۔

آں خیالاتے کہ دامِ اولیا ست	عکسِ مہرویانِ بستانِ خدا ست

لغات دامِ اولیا۔ یعنی انکی دلچسپی و شیفتگی کو بڑھانے والے۔ بُستان۔ خدا کی صفتِ علیمیہ کا باغ۔ مہرویان۔ غذا کے علوم منکشفہ۔
ترجمہ وہ خیالات جو اولیا کی دلچسپی و شیفتگی کی زیادتی کا باعث ہیں وہ خدا تعالیٰ کی صفتِ علیمیہ کے باغ کے خوبصورت علوم کا عکس ہیں (اس لیئے وہ خیالات برے نہیں)
مطلب پہلے دو شعار میں مولانا نے خیال کے ناچیز و ضعیف ہونے کا ذکر فرمایا تھا۔ اب اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ شاید کوئی خیال ہی اچھا نہیں ہوتا۔ اس شعر میں اس وہم کو رفع فرماتے ہیں کہ اولیا کے خیالات ایسے نہیں ہوا کرتے کیونکہ وہ علوم الٰہیہ کے فیوض ہیں اسلیئے درست ہی ہوتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آں خیالے راکہ شاہ در خواب دید	در رُخِ مہماں ہمے آمد پدید

ترجمہ وہ خیال جسے بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا مہمان کے چہرے سے ظاہر و ہویدا ہوتا تھا
مطلب یہ ہے کہ وہ بادشاہ چونکہ صاحبدل تھا اسلیئے اس نے خواب میں جو خیالات دیکھے تھے وہ باطل نہیں تھے بلکہ وہ دنیا کے خیال کی طرح ہست و پایندہ تھے۔ اور وہ بعینہٖ اس آنے والے مہمان پر منطبق ہوتے تھے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خواب میں جو علامتیں پیر مرد نے بادشاہ کو بتلائی تھیں وہ بعینہٖ اُس مہمان پر صادق آتی تھیں۔

نورِ حق ظاہر بود اندر ولی	نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی

ترجمہ ہر ولی میں انوارِ الٰہی نمایاں ہوتے ہیں۔ اگر تو اہلِ دل ہوگا تو بخوبی اُنکو دیکھ لیگا۔
مطلب پہلے فرمایا تھا کہ اس مہمان کے چہرے سے نشانِ غیبی ظاہر ہو رہے تھے۔ اب فرماتے ہیں اُس مہمان ہی کی کیا تخصیص ہے ہر ولی کا یہی حال ہوتا ہے۔ مگر ان نشانات کو اہلِ دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

آں ولیِ حق چو پیدا شد ز دور	از سراپایش ہمے میریخت نور

لغات۔ پیدا شد، ظاہر ہوا۔
ترجمہ۔ جب وہ مردِ خدا دور سے ظاہر ہوا تو اسکے سر سے پاؤں تک نور برستا تھا (اور بادشاہ چونکہ صاحب دل تھا اُسے وہ نور نظر آگیا)۔

شہ بجائے حاجباں در پیش رفت	پیشِ آں مہمانِ غیبِ خویش رفت

لغات۔ بجائے، بطورِ حاجب، دربان۔ مہمانِ غیب اسے اس لیئے کہا کہ اُسکی بشارت غیب سے پائی تھی
ترجمہ۔ بادشاہ (اپنے مہمانِ غیبی کی تعظیم کیلئے) خود خادموں کیطرح استقبال کے لئے بڑھا اور اپنے اُس غیبی مہمان کے پاس آیا۔

ضیفِ غیبی را چو استقبال کرد	چوں شکر گوئی کہ پیوست او بورد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات ضیف - مہمان - ورد - گلاب کا پھول -

ترجمہ بادشاہ نے جب اپنے مہمان غیبی کا استقبال کیا تو اس سے اس طرح مل گیا کہ گویا شکر تھی جو گلاب کے پھول سے پیوست ہو گئی -

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ چونکہ صاحب دل تھا اس سبب اس مہمان سے اسکا اتصال اس طرح ہو گیا جیسے گلقند میں شکر پھول سے مل جاتی ہے -

آں یکے تشنہ واں دیگر چو آب — واں یکے مخمور واں دیگر شراب

ترجمہ (گویا) ان سے ایک یعنی بادشاہ پیاسا تھا اور دوسرا یعنی مہمان پانی کی طرح تھا اور گویا ان سے ایک مخمور تھا اور دوسرا شراب کی مانند -

مطلب اس شعر میں بھی ان دونوں کی مناسبت کا بیان کر رہے ہیں کہ ان سے ایک بمنزلہ پانی کے تھا اور دوسرا پیاسا یا یہ سمجھو کہ ایک ان میں سے بمنزلہ شراب کے تھا اور دوسرا مخمور

ہر دو بحری آشنا آموختہ — ہر دو جاں بے دوختن بر دوختہ

لغات بحری - منسوب بہ بحر یعنی سمندر - آشنا - تیرنا -

ترجمہ دونوں نے سمندر معرفت میں تیرنا سیکھا ہوا تھا - دونوں کی جانیں بن سیئے ہی سلی ہوئی تھیں

مطلب اس شعر میں بھی ان دونوں میں جو مناسبت تھی اسکی تصریح کرتے ہیں کہ وہ دونوں صاحب دل اور سمندر معرفت کے تیراک تھے -

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں — لیک کار از کار خیزد در جہاں

ترجمہ بادشاہ نے کہا حقیقت میں میرے معشوق آپ تھے نہ وہ کنیزک لیکن اس جہان میں وجود (عالم اسباب ہے یہی ہوا کرتا ہے) کہ ایک کام سے دوسرا کام حاصل ہو جایا کرتا ہے -

مطلب یہ ہے کہ اصلی مقصد میرا تو آپ ہی تھے وہ کنیزک تو آپ تک پہنچنے کا وسیلہ اور بہانہ ہوئی ہے - اس لیئے کہا کرتے ہیں کہ عشق مجازی عشق حقیقی کی سیڑھی ہے -

اے مرا تو مصطفےٰ من چوں عمر — از برائے خدمتت بندم کمر

ترجمہ بادشاہ نے کہا تو میرے لیئے بمنزلہ مصطفےٰ صلعم کے ہے اور میں عمر رض کیطرح تیری خدمت کیلئے مستعد تیار ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ میں تیرا مطیع فرمان ہوں جیسا ارشاد ہوگا عمل میں لاؤنگا۔ مولانا نے بادشاہ اور اُس مہمان کے تابع و متبوع ہونے کی تشبیہ مصطفےٰ اور عمرؓ سے ادا کی ہے۔ یہ الفاظ تشبیہ اس بادشاہ کے ہیں

از خداوند ولیّ التوفیق درخواست توفیق و رعایت ادب در ہمہ حالت و بیان وخامت و ضررہائے بے ادبی

لغات۔ ولی۔ والی، مالک۔ توفیق۔ خداوند تعالیٰ کا نیکی کیلئے اسباب مہیا کر دینا۔ وخامت۔ برائی

ترجمہ خداوند تعالیٰ مالکِ توفیق سے توفیق عطا کرنے کی درخواست اور ہر حال میں ادب کو نگاہ رکھنے اور بے ادبی کے نقصانات اور برائیوں کا بیان۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

لغات۔ آفاق، افق کی جمع ہے جس کے معنی طرف کے ہیں مراد اس سے اطرافِ عالم ہے

ترجمہ بے ادب صرف اپنے آپ کو ہی خراب نہیں کرتا بلکہ اطرافِ عالم میں آگ لگا دیتا ہے

مطلب یہ ہے کہ گنہگار اپنا ستیاناس ہی نہیں کرتا بلکہ اُس کی شامتِ اعمال دوسروں پر بھی مصیبت لے آتی ہے۔ سچ ہے سے شنیدم کہ بہ مرغ و مور و دواں شود تنگ روزی ز فعلِ بداں

مائدہ از آسماں در مے رسید	بے شرا و بیع و بے گفت و شنید

لغات مائدہ۔ خوان یہاں مراد من و سلوے ہے۔ شرا۔ خریدنا۔ بیع۔ بیچنا۔

ترجمہ بغیر خرید و فروخت اور بن کہے سُنے آسمان سے من و سلوے کا خوانچہ آتا تھا۔

مطلب مولانا اس شعر میں مذکورہ بالا شعر کی توضیح کے لئے ایک تمثیل بیان کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی قوم کو بلا تعب و مشقت اور بلا ذریعۂ اسباب من و سلویٰ ملتا تھا۔

درمیانِ قومِ موسےٰ چند کس	بے ادب گفتند کو سیر و عدس

لغات۔ سیر۔ لہسن۔ عدس۔ مسور۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے چند آدمیوں نے بے ادبانہ کہا کہ ہمیں لہسن و مسور چاہیئے
مطلب یعنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے چند بے ادبوں نے کہا ہم تو اس من و سلویٰ کے کھانے سے اکتا گئے ہیں۔ اس لیئے اب اس کی بجائے مسور اور لہسن وغیرہ چیزیں ملنی چاہیئیں

منقطع شد خوان و نان از آسماں	ماند رنج و زرع و بیل و داسماں

لغات۔ زرع کھیتی باڑی۔ بیل پھاوڑہ، کدال۔ داس۔ درانتی۔ ماں ماندن کا مخفف ہے۔
ترجمہ (پس اس بے ادبی سے) اس خوان و نان کا آنا آسمان سے موقوف ہوگیا۔ اور کھیتی باڑی اور پھاوڑے و درانتی کا بکھیڑا سر پر رہا۔
مطلب یہ ہے کہ ان بے ادبوں کی بے ادبی کے باعث سارے جہان کے لوگوں کے لیئے کھیتی باڑی کا بکھیڑا سر پر رہا اور ان کے شامت اعمال سے سب پر ان کاموں کی مصیبت پڑی

باز چوں عیسیٰ شفاعت کرد حق	خواں فرستاد و غنیمت بر طبق

ترجمہ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شفاعت کی تو خدا تعالیٰ نے خوان پر چنا چنایا کھانا نازل فرمایا۔
مطلب یہ ہے کہ پھر مدت دراز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مائدہ نازل ہوا اور خوان پر چنا چنایا کھانا آنے لگا۔

مائدہ از آسماں شد عائدہ	چونکہ گفت اَنزِل علینا مائدہ

لغات۔ عائدہ۔ دوبارہ آنے والا۔ گفت کا فاعل حضرت عیسیٰؑ ہیں۔
ترجمہ مائدہ ہے آسمان سے پھر عود کیا جب کہ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ ہم پر مائدہ نازل فرما۔

باز گستاخاں ادب بگذاشتند	چوں گدایاں زلہا بر داشتند

لغات زلہا۔ زلہ کی جمع ہے جس کے معنی بقیہ طعام کے ہیں۔
ترجمہ پھر گستاخوں نے حد ادب کو چھوڑ دیا اور فقیروں کی طرح دوسرے وقت کیلیے رکھنے لگے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب - حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جب مائدہ نازل ہوا تو انھیں یہ حکم تھا - بچا کھچا کھانا ذخیرہ نہ کیا کریں بلکہ فقرا و مساکین میں بانٹ دیا کریں - مگر ان کم بخت لوگوں نے حریصوں کی طرح اس کو دوسرے وقت کے لیئے رکھنا شروع کیا -

کرد عیسیٰ لابہ ایشاں را کہ ایں | **دائم است و کم نہ گردد در زمیں**

لغات لابہ - نرمی - عاجزی -

ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انھیں بہ نرمی کہا کہ یہ خوان ہمیشہ نازل ہوا کریگا اور کبھی منقطع نہ ہوگا -

مطلب - خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے انہیں بہ نرمی سمجھایا کہ دوسرے وقت کے لیئے اس کا ذخیرہ نہ کرو یہ کبھی منقطع نہیں ہوگا - پھر ذخیرہ کرنے سے کیا فائدہ - مگر ان کمبختوں نے نہ مانا اور آخر وہ مائدہ آنا بند ہو گیا +

بد گمانی کردن و حرص آوری | **کفر باشد پیش خوانِ مہتری**

لغات خوانِ مہتری - خدا کا خوان -

ترجمہ بدگمانی کرنا اور حریص بننا خوانِ خداوندی کے سامنے کفر کی باتیں ہیں -

مطلب یہ ہے کہ خدا کے خوان میں حریص بننا یا اس کے منقطع ہو جانے کا گمان کرنا اخلاقِ کفر سے ہے - اس لیئے ایسی باتیں تمھیں زیبا نہیں -

زاں گدا رُویان نادیدہ ز آز | **آں درِ رحمت بر ایشاں شد فراز**

لغات زاں کی زا تعلیلیہ ہے - اور اسی طرح ز آز کی زا - آز - حرص -

ترجمہ ان حریصوں کے باعث جو بسبب حرص کے نادیدے تھے وہ رحمت کا دروازہ اُن سب پر بند ہو گیا

مطلب یہ ہے کہ چند شخصوں کے افعال زشت سے سب پر مصیبت آئی -

منّ و سلویٰ ز آسماں شد منقطع | **بعد ازاں زاں خواں نشد کس منتفع**

لغات - منّ و سلویٰ سے مراد وہی مائدہ و خوان ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ وہ خوان آسمان سے آنا بند ہو گیا اور بعد ازاں کسی نے اُس خوان سے نفع نہ اُٹھایا

ابر نآید از پئے منعِ زکات	وز زنا اُفتد وبا اندر جہات

لغات - منع روکنا، باز رکھنا، نہ دینا۔

ترجمہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے بادل بھی آسمان پر نہیں آتا اور زنا سے تمام اطراف ملک میں وبا پھیلتی ہے۔

مطلب یہ شعر ہ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد کے مضمون کی تائید میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ دیکھو چند آدمیوں کے زکات نہ دینے سے بادل بھی آسمان نمودار نہیں ہوتا اور چند آدمیوں کے زنا کرنے سے تمام ملک میں وبا پھیل جاتا ہے - خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بے ادبوں یعنی گنہگاروں کے افعالِ بد کی مصیبت میں سب گرفتار ہو جاتے ہیں۔

ہر چہ آید بر تو از ظلمات و غم	آں ز بیباکی و گستاخی است ہم

ترجمہ تجھ پر جو غم و مصائب آتے ہیں وہ سب کے سب گستاخی و بیباکی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

مطلب - یعنی جیسا تم کرتے ہو ویسا ہی خدا بدلہ بھی دیتا ہے۔ سچ ہے کردنی خویش آمدنی پیش - یہ شعر گویا قرآن مجید کی آیت وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ کی تفسیر ہے - اس پر یہ خدشہ ہوا کرتا ہے کہ جب ہر ایک تکلیف اپنے اعمال کا بدلہ ہوا کرتی ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام پر جو معصوم ہیں کیوں تکالیف آیا کرتی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہماری نسبت سے تو تکلیفیں ہیں مگر اُن کی نسبت سے تکلیفیں نہیں - بلکہ اُنہیں ان میں راحت ہوا کرتی ہے۔

ہر کہ بیباکی کند در راہِ دوست	رہزنِ مرداں شد و نامرد اوست

ترجمہ جو شخص خدا کے رستے میں بیباکی سے کام لیتا ہے تو وہ شخص طالبانِ حق کا رہزن اور نامرد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص احکامِ الٰہی کی مخالفت کرتا ہے تو وہ دوسرے مردانِ حق کیلئے ڈاکو یعنی اُس کی تکلیف و ضرر کا باعث بن جاتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ جو شخص راہ سلوک میں بے باکی کر کے باوجود نااہل ہونے کے پیر بن بیٹھتا ہے اور لوگوں کو اپنے پھندے میں پھنسانا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے جیسا کہ بہت سے لوگ آج کل کرتے ہیں۔ تو ایسا شخص گویا طالبانِ حق کا ڈاکو ہے کہ وہ طالب
حق سمجھ کر نکلتے ہیں تو یہ انہیں راستے میں ہی جا لیتا ہے اور اپنے مکر کے جال میں پھنسا لیتا ہے

گردد اندر وادیٔ حسرت غریق	ہر کہ گستاخی کند اندر طریق

لغات۔ طریق۔ یہاں اس سے مراد طریقِ سلوک و معرفتِ حق ہے۔ وادی۔ نالہ جنگل
افسوس۔

ترجمہ جو شخص رستہ سلوک میں گستاخی کرتا ہے وہ حسرت و افسوس کی وادی میں ڈوبا رہتا ہے

مطلب یہ شعر مضمون سابق کا مؤید ہے۔ یعنی رستہ سلوک میں گستاخی کرنے والا دریائے
حسرت میں ہی ڈوبا رہتا ہے۔ کبھی بھی اس سے نکلنا اسے نصیب نہیں ہوتا۔ تمام عمر اسی
ضلالت میں سرگرداں و حیران رہتا ہے اور بعد از مرگ اپنی اس گستاخی کا خمیازہ بھگتتا ہے

وز ادب معصوم و پاک آمد ملک	از ادب پرنور گشتست این فلک

لغات۔ دونوں مصرعوں میں تعلیلیہ ہے۔ معصوم۔ بیگناہ۔ ملک۔ فرشتہ۔
ترجمہ ادب کے باعث ہی آسمان پرنور ہوا ہے اور ادب کے باعث ہی فرشتے پاک بیگناہ ہوئے ہیں
مطلب یہ ہے کہ آسمان کو جو روشنی عطا ہوئی ہے کہ چاند و سورج اور ستارے اُسے منور
کرتے ہیں یہ ادب کی بدولت ہی ہے کہ جیسا مالک نے اُسے حکم دے رکھا ہے اس سے سرمو تفاوت
نہیں کرتا بلکہ ہر وقت اُسی گردش پر چلا جاتا ہے جو اس کے لئے مقرر ہوئی ہے اور اسی ادب کی
بدولت فرشتے پاک اور معصوم ہوئے کہ اپنے مالک کا حکم فوراً بجا لائے اور سجدے میں گر پڑے

شد عزازیلے ز جرأت ردِّ باب	بُد ز گستاخی کسوفِ آفتاب

لغات بُد بود کا مخفف ہے۔ کسوف۔ سورج گرہن۔ عزازیل۔ شیطان کا نام ہے۔
جرأت۔ بے باکی، شوخی۔ ردّ۔ مردود کے معنے میں ہے۔

ترجمہ آدمیوں ہی کی گستاخی سے سورج گرہن ہوا تھا اور بیباکی و شوخی کے باعث ہی شیطان
راندۂ درگاہ ہوا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ آفتاب جیسی روشن چیز آدمیوں کے گناہوں کے باعث ہی تاریک ہو گئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جیسا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعۂ شہادت کے بعد تین دن تک کسوف رہا تھا یا یہ مطلب ہے کہ مطلق کسوف آدمیوں کے گناہوں کے باعث ہی ہوا کرتا ہے کہ لوگ آفتاب کو بے نور دیکھ کر قدرت و جلال الٰہی کو سمجھیں اور گناہوں سے باز آئیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِھِمَا عِبَادَہٗ (کسوف و خسوف سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا ہے) اور یہی گستاخی تھی جس نے شیطان کو راندۂ درگاہ بنا دیا کہ جب اُس کو سجدے کے لئے کہا گیا تو تکبر اور گستاخی سے بولا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ (میں آدم سے اچھا ہوں مجھے تو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسے مٹی سے)۔

خدشہ سائنس نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ سورج گرہن کی علت چاند کا سورج اور زمین کے مابین حائل ہونا ہے تو اس میں لوگوں کے گناہوں یا اُن کی تخویف کو کیا دخل۔

جواب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سائنس نے جو علت بتلائی ہے وہ درست ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ علت تو وہی ہو مگر اُس کی مصلحت تخویف ہو۔ وَلَا مُنَافَاۃَ بَیْنَھُمَا۔

حالِ شاہ و میہماں برگو تمام ۔ زانکہ پایانے ندارد ایں کلام

لغات پایاں حد و انتہا۔ ایں کلام یعنے بے ادبی کی مذمت اور ادب کی فضیلت۔

ترجمہ بادشاہ اور اُس کے مہمان کا پورا حال بیان کرو کیونکہ یہ قصہ تو بے حد و انتہا ہے کبھی ختم ہی نہیں ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ اب اصل مضمون کی طرف باگ موڑو کیونکہ یہ بے ادبی کی مذمت اور ادب کی فضیلت کا قصہ بہت لمبا ہے کبھی ختم ہونے کا نہیں اگر بیان کرتے جاؤ گے تو اس کے ہزاروں ضرر اور اس کے ہزاروں فوائد نکلتے آئیں گے۔ اور بے شمار جزئیات اُن پر چسپاں ہوتی چلی جائیں گی ✤

ملاقاتِ بادشاہ بہ آں ولی کہ در خوابش نمودند

بادشاہ کا اس ولی سے ملاقات کرنا جو اسے خواب میں دکھایا گیا تھا

شہ چو پیش میہماں خویش رفت ۔ شاہ بود و لیک بس درویش رفت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ بادشاہ جب اپنے مہمان کے پاس گیا تو اگرچہ بادشاہ تھا مگر نہایت عجز و نیاز
و عاجزانہ حالت میں گیا۔

مطلب اس شعر سے بھی بادشاہ کا ادب ظاہر کرنا مقصود ہے کہ حالانکہ وہ بادشاہ
وقت تھا مگر باوجود اس کے وہ اپنے مہمان کے پاس غریبوں کی طرح حاضر ہوا۔

همچو عشق اندر دل و جانش گرفت	دست بکشاد و کنارانش گرفت

لغات کناراں کنار کی جمع ہے جس کے معنی بغل کے ہیں اور یا الف و نون بنا ایکدہ ہے جو
کہ بہاراں میں زائد ہے۔

ترجمہ ہاتھ پھیلا کر مہمان کو اپنی دونوں بغلوں میں دبا لیا (یعنی معانقہ کیا) اور عشق کی
طرح اس کو جان و دل میں جگہہ دی۔

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اس مہمان سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا اور
یاران صادق کی طرح اس سے معانقہ کیا اور جس طرح عشق جان و دل سے ہوتا ہے اسی طرح اس
مہمان کی محبت کو بھی اپنے دل میں جگہہ دی۔

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اس مہمان سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا اور یاران
صادق کی طرح اس سے معانقہ کیا اور جس طرح عشق جان و دل سے ہوتا ہے۔ اسی طرح اس
مہمان کی محبت کو بھی اپنے دل میں جگہہ دی۔

وز مقام و راہ پرسیدن گرفت	دست و پیشانیش بوسیدن گرفت

لغات - گرفت - شروع کیا۔

ترجمہ اس کے ہاتھ و پیشانی چومنے لگا اور مقام اور راستے کے حالات پوچھنے شروع کئے
(جیسا کہ میزبانوں کا قاعدہ ہوا کرتا ہے کہ اپنے مہمان سے راستے وغیرہ کی کیفیت پوچھا کرتے ہیں)

گفت گنجے یافتم آخر بہ صبر	پرس پرساں میکشیدش تا بصدر

لغات - صدر - مسند - پرس پرساں - حال ہے۔

ترجمہ پوچھتا پچھاتا اسے مسند تک لے گیا اور کہنے لگا میں نے آخر صبر کی بدولت خزانہ پایا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ بات چیت کرتے ہوئے بادشاہ اُس جہان غیبی کو اپنے مسند تک لے گیا اور اظہار شکریہ کے لئے کہا کہ میں نے آپ جیسے خزانہ کو صبر کی بدولت حاصل کیا ہے یہ سچ ہے اِنَّ الصَّبْرَ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ (صبر کشائش کی چابی ہے)

میوۂ شیریں دہد پُر منفعت	صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت

لغات - عاقبت - آخر، انجام - منفعت - نفع، فائدہ -
ترجمہ صبر گو تلخ (کڑوا) ہے لیکن آخر کار نہایت میٹھا اور پُر نفع میوہ دیتا ہے -
مطلب یہ ہے کہ صبر اگرچہ مشکل ہوتا ہے مگر اس کا انجام نہایت اچھا ہوتا ہے یعینہ یہی مضمون شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی ادا کیا ہے فرماتے ہیں ؎ صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد

معنیِ الصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجْ	گفت اے ہدیہ حق و دفع حرج

لغات ہدیہ حق میں فک اضافت ہے جو اگرچہ ضرورت شعری کے لئے ہی ہو مگر عیب ہے حرج تنگی اختی - مفتاح - چابی - کنجی - فرج - کشائش - دفع ہے تو مصدر مگر اسم فاعل کے معنی میں یعنی معنی دافع بمعنی مصداق -
ترجمہ (بادشاہ) کہنے لگا اے عطیۂ خدا اور اے تنگی کو دور کرنے والے (اور اے) الصبر مفتاح الفرج (صبر کشائش کی چابی ہے) کے معنی و مصداق -
مطلب یہ ہے اے مرد خدا تو اللہ کا ایک عطیہ ہے جو مجھے ملا ہے اور حدیث الصبر مفتاح الفرج کے مضمون کا تو مصداق ہے - کیونکہ صبر سے مجھے تیرے جیسی دولت نصیب ہوئی جو آخر کار میری مشکل کو حل کرے گا -
صبر کے لفظ کی مناسبت سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ذرا اور توضیح کی جائے سو واضح رہے کہ صبر فتوحات کی کنجی ہے - دیکھئے جنگ و قتال میں جب ہر طرح کی تکلیف پر انسان صبر کرتا ہے تو آخر اپنے دشمن پر فتح پاتا ہے - پھر عزت و دولت و راحت اُس کو آکر سلام کرتے ہیں - کاشتکار جب گرمی اور بھوک و پیاس کی تکلیف اُٹھا کر محنت کرتا ہے تو غلہ کاٹتا ہے الغرض دنیا اور آخرت کے تمام کاروبار کا صبر پر مدار ہے - اور اس صبر کی دو قسمیں ہیں بدنی اور نفسانی پھر بدنی کی دو قسمیں ہیں فعلی جیسے بڑے بھاری اور با مشقت کاموں کا کرنا - انفعالی درد اور تکلیف

نور حق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی برداشت کرنا گو اس تکلیف کے آثار مقتضائے طبعی سے ظاہر ہو جائیں مگر یہ شخص اس حالت میں خلافِ قانونِ عقل و شرع کوئی حرکت نہ کرے اور صبرِ نفسانی یہ ہے کہ نفس کو اس کی خواہشات سے روکے۔ پھر اگر شکم اور آلۂ تناسل کی خواہش کو روکے گا تو اُسے عفت کہیں گے۔ اگر حالت غصہ میں اپنے دشمن سے درگذر کرے گا اور نفس کو انتقام لینے سے روکے گا تو اُس کو حلم کہیں گے۔ اگر کسی کے راز افشا کرنے سے زبان کو روکے گا تو اُس کو رازداری کہیں گے۔ اور جو زبان کو بیہودہ بکواس سے اور اپنے اعضاء کو بے جا حرکات سے بند کرے گا تو اُسے متانت کہیں گے۔ صبر کے فضائل قرآن و حدیث میں بکثرت ہیں جن کے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جس کسی نے ترقی حاصل کی ہے اُس نے صبر ہی کی بدولت کی ہے۔ اور اسلام نے امتِ مرحومہ کے لیئے صبر کی ایک شاخ یعنی روزہ کو بھی فرض کیا ہے کہ نفس کو بھوک و پیاس کی تکلیف اُٹھانے کی عادت پڑے اور جماع جیسی مرغوب چیز کو باوجود سامان مہیا ہونے کے ترک کرنے کا خوگر ہو۔

مشکل از تو حل شود بے قیل و قال	اے لقائے تو جوابِ ہر سوال

لغات۔ لقا۔ ملاقات۔ قیل و قال۔ گفتگو۔

ترجمہ اے شخص تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے اور ہر مشکل بے قیل و قال تجھ سے حل ہوتی ہے۔

مطلب یعنی آپ ایسے بابرکت ہیں کہ آپ کی ملاقات سے ہی ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے کہنے سننے کی حاجت نہیں پڑتی۔ سچ ہے اولیاء اللہ کا فیضانِ صحبت ہی کافی ہوتا ہے۔

دستگیر ہر کہ پایش در گل است	ترجمانِ ہر چہ ما را در دل است

لغات ترجمان۔ بیان کرنے والا۔

ترجمہ تو ہمارے دل کی ہر ایک بات کو بیان کرنے والا ہے۔ اور جس کے پاؤں مصیبت کے کیچڑ میں پھنسے ہوں تو اُس کا مددگار ہے۔

مطلب یہ ہے کہ آپ ہمارے درد کی پوری دوا ہیں اور ہمارے دل کی باتیں بتانے والے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ علمِ غیب جانتا تھا۔ کیونکہ اس ولی کا یہ علم بواسطۂ کشف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھا۔ اور علمِ غیب وہ ہوتا ہے جو بلا واسطہ ہو اور یہ خاصہ خداوندی ہے۔

مَرحَبًا یَا مُجتَبٰے یَا مُرتَضٰے	اِن تَغِب جَاءَ القَضَا ضَاقَ الفَضَا

لغات مرحبا یہ کلمہ عرب میں مہمان کی تعظیم کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے اصل معنے فراخ ہونے کے ہیں اور مطلب اس سے یہ ہوا کرتا ہے کہ جس گھر میں آپ آئے ہیں وہ آپ کے لئے فراخ ہو مجتبےٰ۔ برگزیدہ۔ چُنا ہوا۔ مرتضےٰ۔ پسندیدہ فضا۔ میدان۔ ضاق۔ تنگ۔

ترجمہ - اے برگزیدہ و پسندیدہ تجھے مرحبا (تو ایسا ہے) کہ اگر تو غائب ہو جائے تو قضا (یعنی موت آجائے) اور میدان (دنیا) تنگ ہو جائے۔

مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے بابرکت قدم والے ہیں کہ آپ کے آنے سے سب باتیں حل ہو گئیں ہیں اگر آپ نہ آتے تو قضا آگئی تھی اور عرصۂ زمین تنگ ہو گیا تھا یعنی طرح طرح کی بلاؤں میں پھنس چکا تھا۔

اَنتَ مَولَی القَومِ مَن لَا یَشتَہِی	قَد رَدیٰ کَلَّا لَئِن لَّم یَنتَہِ

لغات - مولیٰ - مالک و مددگار۔

ترجمہ تو سردار و مددگارِ قوم ہے۔ اور جو شخص تیرا سردار ہونا پسند نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَلَّا لَئِن لَّم یَنتَہِ۔

مطلب یہ ہے کہ تم ولی برحق ہو اور جو شخص تمہارا ولی ہونا نہ چاہیئے یعنی آپ کو ولی نہ مانے تو کیا ڈر ہے اس کے لئے خدا نے وعدۂ عذاب فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کَلَّا لَئِن لَّم یَنتَہِ۔ یہ آیت ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی ہے جو مخالفتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تُلا ہوا تھا۔ خدا فرماتا ہے کہ اگر ابو جہل آپ کی مخالفت سے باز نہ آئے گا تو ہم اُس کے بال پیشانی سے پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹ لیں گے۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص تم سے دشمنی رکھیگا وہ بھی ابو جہل کی طرح فی النار و السّقر ہوگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اولیاء اللہ کو تکلیف دینا اور اُن سے کینہ رکھنا گویا خدا سے جنگ کرنا ہے ❊

بُردنِ بادشاہ طبیب را بر سرِ بیمار تا حالِ او بہ بیند

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ - بادشاہ کا اُس طبیب کو بیمار کے سرھانے پر لیجانا تاکہ اُس کا حال دیکھے

دستِ او بگرفت و برد اندر حرم	چوں گذشت آں مجلس و خوانِ کرم

لغات خوانِ کرم بخشش کا خوان مراد طعامِ مہمان ہے - حرم گھر یہاں مستورات [illegible]

ترجمہ جب بات چیت کا وہ جلسہ ختم ہوا اور مہمانی سے فراغت ہوئی تو بادشاہ اُس طبیب کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گیا۔

مطلب یہ ہے کہ اُس طبیب سے رستے وغیرہ کا حال دریافت کرنے اور طعام کھلانے کے بعد بادشاہ اُسے اصلی مقصود کی طرف لیگیا یعنی اُس کنیزک کے سرہانے پر اُسے لیجاکر کھڑا کیا۔

بعد ازاں در پیشِ رنجورش نشاند	قصۂ رنجور و رنجوری بخواند

لغات رنجور - بیمار - رنجوری - بیماری -

ترجمہ بیمار اور بیماری کی سب کہانی کہہ سُنائی اور بعد ازاں طبیب کو بیمار کے سامنے بٹھا دیا

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے طبیب کو بیمار کے پاس لیجاکر اُس بیمار کا اور بیماری کے سبب کا سب قصہ سُنادیا اور پھر انھیں مریض کے پاس بٹھادیا کہ نبض وغیرہ دیکھ لیں -

ہم علاماتش ہم اسبابش شنید	رنگ و روو نبض و قارورہ بدید

لغات قارورہ اصل میں بوتل کو کہتے ہیں چونکہ بیمار کا پیشاب اکثر بوتل میں ڈاکٹر طبیب کے پاس لیجاتے ہیں اِس لئے مجازاً قارورہ کے معنے بول کے لینے لگے ہیں -

ترجمہ (طبیب غیبی نے) رنگ، چہرے، نبض اور قارورہ کا معائنہ کیا اور اسباب و علامات مرض کے دریافت کیئے -

آں عمارت نیست ویراں کردہ اند	گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند

لغات عمارت آباد کرنا، آبادی یہاں مراد اصلاحِ مزاج ہے جیسے کہ ویراں سے مراد فسادِ مزاج ہے

ترجمہ طبیب غیبی نے کہا کہ پہلے طبیبوں نے جو علاج معالجہ کیا ہے اُس سے اصلاحِ مزاج نہیں ہوئی بلکہ انھوں نے مزاج کو بگاڑ دیا ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ پہلے طبیب اس کے مرض کی تشخیص نہیں کر سکے اس لیے جو علاج انھوں نے کیا ہے اس سے مزاج کی درستی نہیں ہوئی بلکہ زیادہ بگڑا ہے۔

بے خبر بودند از حالِ درون	أَسْتَعِيذُ اللّٰهَ مِمَّا يَفْتَرُوْنَ

ترجمہ وہ طبیب اندرونی حال سے بے خبر تھے۔ میں اس بات سے جو وہ افترا کرتے تھے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ پہلے طبیبوں کو بیمار کی اندرونی حالت کا پتہ نہیں لگا۔ اس لیے وہ کچھ کا کچھ علاج کرتے رہے۔ میں اُن کے اس افترا سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ مرض کچھ تھا اور علاج کچھ کرتے رہے۔

دید رنج و کشف شد بروے نہفت	لیک پنہاں کرد و با سلطاں نگفت

لغات۔ کشف شدن کسی پوشیدہ امر کا ظاہر ہو جانا۔ کھل جانا۔ نہفت پوشیدہ حالت اندرونی حالت۔

ترجمہ اس طبیب غیبی نے بیماری معلوم کر لی اور پوشیدہ حالت اسے معلوم ہو گئی لیکن اسے اپنے دل میں رکھا بادشاہ کو نہ کہا۔

مطلب یہ ہے کہ اس طبیب غیبی نے بیماری کی تشخیص تو کر لی مگر مصلحۃً بادشاہ کو نہ بتایا کہ اس کو فلاں مرض ہے۔

رنجش از صفرا و از سودا نبود	بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

لغات رنجش میں شین ضمیر کا ہے جو کنیزک کی طرف پھرتی ہے۔ ہیزم خشک لکڑی جسے جلاتے ہیں اس کے معنے نعمت اور کھانے کے بھی آتے ہیں (غیاث) دُود۔ دھواں

ترجمہ اس کنیزک کی بیماری صفرا یا سودا کی زیادتی سے نہیں تھی (بلکہ وہ بیماری عشق میں مبتلا تھی) (دیکھو) ہر لکڑی کی بو دھوئیں سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

مطلب مولانا فرماتے ہیں کہ وہ کنیزک کسی صفراوی یا سوداوی مرض میں مبتلا نہ تھی بلکہ مرض عشق میں مبتلا تھی اور جیسے ہر لکڑی کے دھوئیں سے بو آجاتی ہے کہ یہ فلاں لکڑی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باہر کھانے کی بھاپ سے جو دھوئیں کے مشابہ ہوتی ہے یہ پتا لگ جاتا ہے کہ یہاں فلاں چیز پک رہی ہے۔ اس طرح علامات و آثار سے اہل بصیرت معلوم کر لیتے ہیں کہ اسے فلاں مرض ہے جیسے کہ اس طبیب عارف نے کنیزک کی بیماری معلوم کرلی۔

تن خوش ست اما گرفتار دل است	دید از زاریش کو زارِ دل است

لغات زاری۔ رونا۔ زار۔ بیماری۔

ترجمہ طبیب نے اس کی گریہ وزاری سے معلوم کرلیا کہ اسے مرض قلبی ہے۔ اس کا بدن تو درست و صحیح ہے مگر بیماری دل میں مبتلا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کے رونے سے طبیب کو معلوم ہوگیا کہ یہ مرض قلبی یعنی عشق میں مبتلا ہے۔

نیست بیماری چو بیماریِ دل	عاشقی پیدا است از زاریِ دل

ترجمہ دل کی زاری سے عشق کا مرض ظاہر ہو جاتا ہے اور اس دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے عاشق ہونا دل کے سست و نڈھال ہونے سے ظاہر ہو جاتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ عشق کی بیماری جیسی سخت کوئی بیماری بھی نہیں ہے یا یہ مطلب ہے کہ عشق جیسی اچھی کوئی بیماری نہیں ہے کیونکہ اس سے وصال الٰہی نصیب ہوتا ہے چنانچہ اگلے شعر میں اسکی تصریح فرماتے ہیں۔

عشق اُصطرلابِ اسرارِ خدا است	علّتِ عاشق ز علّتہا جدا است

لغات علّت۔ بیماری۔ اُصطرلاب ایک آلہ ہے جس سے سیاروں کا ارتفاع وغیرہ معلوم کرتے ہیں یہ یونانی لفظ ہے جس کے لغوی معنی سورج کا ترازو ہیں۔

ترجمہ عاشق کی بیماریِ عشق سب امراض سے علیحدہ اور ممتاز ہے۔ (کیونکہ عشق اسرار خدا پر اطلاع پانے کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عشق کی بیماری کو باقی تمام امراض سے کئی قسم کے امتیازات حاصل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں منجملہ ان امتیازات کے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ یہ یعنی عشق اسرار الٰہی کی معرفت کا ذریعہ ہے بخلاف اور بیماریوں کے۔ اب اگلے شعر میں مولانا اُس کا ذریعہ ہونا بتلاتے ہیں۔

عاشقی گرزیں سر و گرزاں سرست ‏‏ عاقبت مارا بداں شہ رہبرست

لغات سر کے معنے یہاں طرف کے ہیں۔

ترجمہ عشق خواہ اس طرف سے ہو (یعنی مجازی ہو) یا اس طرف کا (یعنی حقیقی ہو) دونوں صورتوں میں ہم کو حضرت جل وعلا تک پہنچا دیتا ہے۔

مطلب۔ اِس شعر میں مولانا یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ عشق معرفت خدا کا ذریعہ ہے فرماتے ہیں کہ عشق خواہ حقیقی ہو خواہ مجازی آخر موصل الی اللہ ہوا کرتا ہے حقیقی کا موصل ہونا تو ظاہر ہی ہے۔ اور عشق مجازی اس لیے کہ اس سے انسان کے دل میں سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور ہر قسم کے خیالات دل سے نکل کر طبیعت کو یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور آخر ہوتے ہوتے خدا تک جا ہی پہنچتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس میں معصیت اور حرامکاری مقصود نہ ہو

ہرچہ گویم عشق را شرح و بیاں ‏‏ چوں بہ عشق آیم خجل باشم ازاں

لغات شرح کسی چیز کو واضح طور سے بیان کرنا خجل شرمسار۔

ترجمہ جس قدر میں عشق کی شرح اور بیان کرتا ہوں۔ جب عشق میں آتا ہوں یعنی اسکی شان دیکھتا ہوں یا خود عاشق ہوتا ہوں تو اپنے پہلے بیان سے شرمندہ ہوتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ جب تک انسان عشق میں نہ پڑے تو اُس وقت تک وہ خواہ کتنی ہی اُس کی شرح کرے مگر جب عاشق ہو جائے تو اسے وہ اپنے پہلے بیان ہیچ اور لاشے محض دکھائی دیتے ہیں کیونکہ عشق ایک ذوقی امر ہے بیان سے اس کا لطف معلوم نہیں ہوتا جیسے کہ مٹھاس کا خواہ کوئی کتنا ہی بیان کرے کہ وہ اس طرح کی ہوتی ہے اس میں یہ وصف ہوتے ہیں مگر مزا اور لطف چکھنے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔

گرچہ تفسیر زباں روشن گرست ‏‏ لیک عشق بے زباں روشن ترست

لغات۔ تفسیر۔ بیان کرنا۔ روشنگر۔ روشن کرنے والی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ۔ اگرچہ زبان سے بیان کرنا بڑا روشن کرنے والا ہے۔ مگر عشق بے زبان کا ہی زیادہ روشن ہوا کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ زبان سے بیان کرنا تمام اشیاء کی حقیقت کو نہایت عمدگی سے ظاہر کر دیتا ہے اور کیسی ہی الجھی ہوئی بات ہو اسے روشن کر دیتا ہے۔ مگر عشق بے زبان کا ہی زیادہ روشن ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک ذوقی امر ہے جب حاصل ہوتا ہے تو پھر ہی اس کا لطف معلوم ہو سکتا ہے۔ زبان اس کے اوصاف سے قاصر ہے۔

چوں قلم اندر نوشتن مے شتافت ‌ ‌ ‌ چوں بہ عشق آمد قلم بر خود شگافت

ترجمہ قلم (دوسرے مضامین) لکھنے میں خوب تیزی سے چل رہا تھا۔ مگر جب عشق کے بیان میں آیا تو اس کا شگاف زیادہ ہو گیا اور لکھنے کے قابل نہ رہا۔

مطلب یہ ہے کہ عشق ایسی چیز ہے کہ قلم جو اپنی تحریر میں بڑا رواں و دواں ہوتا ہے اور بڑے بڑے نکات و غوامض بیان کرتا ہے جب عشق کے میدان میں آتا ہے تو یہ بھی بادا اس تیزی کے شق ہو جاتا ہے اور کچھ بیان نہیں کر سکتا۔

چوں سخن در وصفِ ایں حالت رسید ‌ ‌ ‌ ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید

ترجمہ جب سخن اس حالت یعنی عشق کے وصف میں پہنچا تو قلم ٹوٹ گیا اور کاغذ پھٹ گیا

مطلب اس شعر میں مضمون سابق کی تائید ہے۔ فرماتے ہیں کہ انسان اور تو ہر ایک چیز کی تعریفیں اور حالات بیان کرتا رہتا ہے مگر جب عشق کا حال بیان کرنے لگتا ہے تو قلم و کاغذ سب کچھ بے کار ہو جاتا ہے یعنی وہاں جائے گفتار نہیں رہتی۔

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت ‌ ‌ ‌ شرحِ عشق و عاشقی ہم عشق گفت

ترجمہ عقل عشق کے بیان میں اس طرح ہو جاتی ہے جیسے گدھا کیچڑ میں لیٹ جاتا ہے عشق اور عاشقی کی شرح خود عشق ہی کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ زبان، قلم اور عقل عشق کی توصیف سے عاجز ہیں کیونکہ وہ ایک ذوقی امر ہے اور عشق کا لطف و مزا عاشق ہونے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہا ہے ؎ عشق زور آمد و گفت سلام علیک — عقل ز سر آمد و گفت سلام علیک

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب	گر دلیلت باید از وے رو متاب

ترجمہ آفتاب کی دلیل خود آفتاب ہی ہے۔ اگر تجھے دلیل چاہیئے تو اس سے منہ نہ پھیر (بلکہ اسکو ہی دیکھ)
مطلب یہ شعر مضمون سابق کی مثال ہے۔ فرماتے ہیں کہ مثال کے طور پر دیکھو اگر کوئی شخص آفتاب کو دیکھنا چاہے تو اُس کے دیکھنے کا ذریعہ خود آفتاب ہی ہے کسی چیز کے واسطے کی ضرورت نہیں کیونکہ سورج ایک حسّی چیز ہے۔ مفہوم عقلی اُس کے دیکھنے اور معلوم کرنے کا واسطہ و ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ واسطہ کا ذی واسطہ سے زیادہ واضح اور ظاہر ہونا ضروری ہے اسی طرح کا عشق کا حال ہے جو ایک حسّی امر ہے کہ کوئی عقلی چیز اُس کے معلوم کرنے کا واسطہ نہیں بن سکتی۔ بلکہ وہ اپنی ذات کے ادراک کے لیئے خود ہی واسطہ ہے۔ بعض شارحین نے اس شعر کے معنی اس طرح بیان کیئے ہیں کہ پہلے آفتاب سے مراد یہ ظاہری آفتاب ہے اور دوسرے آفتاب سے مراد آفتاب عشق ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اول تو عشق کی شرح محال ہے مگر ہاں اگر تمہیں اس کے معلوم کرنیکا نہایت شوق ہے تو ہم تمثیلاً بیان کرتے ہیں کہ یہ آفتاب ظاہری ہی اُس آفتاب عشق کا رہنما ہے۔ کیونکہ جیسی حرارت، تیزی اور روشنی و نور اس ظاہری آفتاب میں ہے اس سے کئی گنا بڑھ کر آفتاب عشق میں یہ چیزیں موجود ہیں۔ تو اب اگر تم آفتاب عشق کا کچھ حال معلوم کرنا چاہتے ہو تو اس ظاہری آفتاب کا تصور کر و اس سے تمہیں اس کا کچھ حال معلوم ہو جائے گا۔

از وے ار سایہ نشانے میدہد	شمس ہر دم نورِ جانے میدہد

لغات وے کی ضمیر آفتاب کی طرف پھرتی ہے اور شمس سے مراد یا تو ذات حق ہے یا عشق
ترجمہ اس آفتاب ظاہری سے اگرچہ سایہ نشان دیتا ہے۔ مگر آفتاب حقیقی یعنی ذات حق جلّ و علا ہر گھڑی نور جان عطا فرماتا ہے۔
مطلب شعر کا یہ ہے کہ اگرچہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ آفتاب کے معلوم کرنے کا ذریعہ خود آفتاب ہی ہے کوئی چیز اس کے ادراک کا واسطہ نہیں بن سکتی مگر پھر بھی سایہ کو آفتاب کے ادراک میں کچھ نہ کچھ دخل ہے۔ کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں اور ایک ضد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوسری ضد معلوم ہوا ہی کرتی ہے۔ یعنی یہ ظاہری آفتاب غروب بھی ہو جاتا ہے جس کے بعد سایہ یعنی رات آجاتی ہے تو آخر سایہ کو آفتاب کے معلوم کرنے میں کچھ نہ کچھ دخل ہوا۔ اب فرماتے ہیں مگر یہ شمس حقیقی (یعنی ذات خدا تعالیٰ) ہر وقت عارفین کو نور معرفت عطا کرتا رہتا ہے کبھی غروب نہیں ہوتا۔

اگر شمس سے مراد عشق لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ اگرچہ تمہیں اس ظاہری آفتاب سے سایہ یعنی رات نظر آتی ہے مگر شمس حقیقی یعنی عشق ہر دم تازہ نور جاں بخشتا ہے۔ اس میں سایہ و تاریکی کا نام و نشان نہیں۔ خلاصۂ مطلب یہ ہوا کہ آفتاب ظاہری تو غروب بھی ہو جاتا ہے مگر آفتابِ عشق کبھی غروب نہیں ہوتا اور ہر وقت عارفین کو نور عطا فرماتا رہتا ہے۔

سایہ خواب آید ترا ہمچوں سمر	چوں بر آید شمس انشق القمر

لغات سایہ سے مراد یہی سایہ ہے جو دھوپ کی ضد ہے۔ سمر۔ افسانہ گوئی، قصہ گوئی۔ اکثر امیر لوگ رات کو سوتے وقت قصے کہانیاں سنا کرتے ہیں تاکہ نیند آجائے۔ شمس سے مراد آفتاب حقیقی یعنی ذات خداوندی ہے۔ قمر سے مراد ممکنات کا وجود ہے انشقاق کے معنی پھٹ جانے کے آتے ہیں۔

ترجمہ آفتاب ظاہری کا سایہ (یعنی اُس کا چھپ جانا) افسانہ گوئی کی طرح تجھ میں نیند پیدا کرتا ہے مگر آفتابِ حقیقی (یعنی ذاتِ حق) جب نکلتا ہے (یعنی اس کا ادراک ہوتا ہے) تو قمر (یعنی وجود ممکنات) پھٹ کر نیست ہو جاتا ہے۔

مطلب اس شعر میں بھی مولانا آفتاب ظاہری اور شمس حقیقی کے آثار کا فرق بیان کرتے ہیں اور اوپر کے مضمون کی تاکید میں کہتے ہیں کہ آفتاب ظاہری اور شمس حقیقی کب برابر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آفتاب ظاہری تو غروب ہو جاتا ہے جس کے بعد نیند اور غفلت پیدا ہوتی ہے مگر آفتاب حقیقی ہر وقت نور افشاں رہتا ہے اور اس کے وجود کے سامنے وجود ممکنات بالکل نیست ہو جاتا ہے۔ چوں بر آید کے لفظ سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئیے کہ وہ شمس حقیقی بھی کبھی طلوع کرتا ہے۔ اور وجود ممکنات اسی وقت نیست و مضمحل ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شمس حقیقی سے وجود ممکنات نیست و مضمحل تو ہر وقت ہی رہتے ہیں مگر ہمیں نظر اس وقت آتے ہیں جب ہم کو اس کا ادراک و انکشاف ہو جاتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر سمر کی جگہہ لفظ سحر پڑھا جائے جیساکہ بعض نسخوں میں ہے اور شمس سے مراد آفتاب عشق لی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ آفتاب ظاہری سے جو سایہ پیدا ہوتا ہے وہ خواب اور غفلت انگیز ہے جیسے کہ سحر سے نیند پیدا ہوتی ہے (کیونکہ قاعدہ ہے کہ سحر کے وقت زیادہ نیند آیا کرتی ہے) مگر شمس عشق ایسا جاہ و جلال والا ہے کہ بمجرد طلوع کے قمر کو جو خواب غفلت کا مادہ ہے نیست و نابود کر دیتا ہے۔

شمسِ جاں باقی است کو را امس نیست	خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست

لغات غریب مسافر۔ شمس اول سے مراد آفتاب ظاہری ہے اور شمس جاں سے مراد ذات حق ہے۔ امس گذشتہ کل۔

ترجمہ آفتاب کی طرح جہان میں کوئی مسافر نہیں ہے مگر آفتاب جان (یعنی ذات حق) ہمیشہ باقی رہتا ہے اس کے لیئے کل نہیں ہے (یعنی کبھی غروب نہیں ہوتا)۔

مطلب یہ شعر بھی مضمون سابق کی تائید ہے فرماتے ہیں کہ ظاہری آفتاب تو ہر وقت سفر ہی کرتا رہتا ہے کبھی طلوع کرتا ہے کبھی غروب ہو جاتا ہے۔ مگر ذات خدا کا آفتاب ہمیشہ ہی طلوع کیئے ہوئے ہے وہ کبھی غروب نہیں ہوتا۔

اگر شمس جان سے مراد عشق لی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ ظاہری آفتاب تو طلوع و غروب ہوتا رہتا ہے مگر آفتابِ عشق کبھی غروب نہیں ہوتا وہ ہر وقت ہی طلوع کیئے ہوئے ہے

میتواں ہم مثلِ او تصویر کرد	شمس در خارج اگرچہ ہست فرد

لغات فرد۔ یگانہ، ایک۔ تصویر کردن تصور کرنا، خیال کرنا۔

ترجمہ آفتاب ظاہری اگرچہ خارج میں یگانہ اور ایک ہی ہے مگر اس جیسا آفتاب تصور کر سکتے اور خیال میں لا سکتے ہیں۔

مطلب۔ اب مولانا اس شعر میں آفتاب ظاہری اور ذات خداوندی کے آفتاب میں ایک اور فرق بیان فرماتے ہیں اور وہ یہ کہ اگرچہ ظاہری آفتاب ایک ہی ہے اور اس جیسا دوسرا کوئی پایا نہیں جاتا مگر اس جیسا آفتاب فرض کرنا ممکن ہے اس سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ آفتاب ان کلیات سے ہے جن کے افراد تو ممکن ہے بہت سے ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر پایا صرف ایک ہی جاتا ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا بھی پایا جائے تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی چنانچہ سائنس جدید نے ثابت کیا ہے کہ آفتاب جیسی روشن اور بھی کئی جسم ہیں مگر وہ چونکہ زمین سے بہت ہی دور ہیں اس لئے ان کی روشنی یہاں تک نہیں پہنچتی۔ سچ ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولانا اِس شعر میں آفتاب ظاہری اور آفتاب عشق میں فرق بتلا رہے ہوں کہ اس آفتاب ظاہری کا نظیر تو تصور کر سکتے ہیں مگر آفتاب عشق کے نظیر کا تصور محال ہے

نبودش در ذہن و در خارج نظیر	لیکن آں شمسے کہ شد بندش اثیر

لغات اثیر اصلی معنے تو اس کے عالی اور بلند کے ہیں مگر اس مناسبت سے کبھی اس سے مراد آسمان لے لیتے ہیں اور کبھی کرہ نار۔ شمس سے مراد وہی یا تو ذات حق ہے اور یا آفتاب عشق۔ بند کے معنی خیال کے بھی آتے ہیں اور قید کے بھی اور یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

ترجمہ لیکن ذات حق کے آفتاب کا جس کے خیال میں آسمان یا کرہ نار بھی مستغرق جس کے مسخر فلک و کرہ نار بھی ہے نہ ہی ذہن میں اور نہ خارج میں کوئی نظیر و مماثل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس ظاہری آفتاب کے نظیر و مثیل کا تصور تو ہو سکتا ہے مگر ذات خدا کے آفتاب کا نظیر نہ ہی ذہن میں ہے نہ خارج میں۔

تا در آید در تصور مثلِ او	در تصور ذاتِ اورا گنج کو

لغات۔ گنج۔ گنجائش کو کلمہ استفہام ہے۔

ترجمہ تصور میں اُس کی ذات کو گنجائش کہاں؟ تاکہ اُس کا مثل تصور میں آسکے۔

مطلب مولانا اِس شعر میں مذکورہ بالا مضمون کی وجہ بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا نظیر و مثیل ذہن میں اس واسطے نہیں آسکتا کہ خود اُس کی ذات تصور میں آنے کی گنجائش نہیں رکھتی تو جب اُس کی ذات کا تصور نہیں ہو سکتا تو اُس کے مثل کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے مثل کا تصور اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے خود اُس چیز کا تصور تو ہو سکے۔ مثلاً کسی شخص نے عمر بھر ہاتھی ہی نہیں دیکھا تو اب وہ ہاتھی کے مثیل و نظیر کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کس طرح تصور باندھ سکتا ہے جبکہ خود ہاتھی کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔

شمس تبریزی کہ نورِ مطلق است	آفتاب است وز انوارِ حق است

لغات شمس تبریزی مولانا کے پیر طریقت ہیں۔ نور مطلق سے مراد نور کامل ہے۔

ترجمہ شمس تبریزی جو نورِ کامل ہیں۔ ایک قسم کا آفتاب اور منجملہ انوار خدا ہیں ۔

مطلب اوپر کے اشعار میں مولانا شمس حقیقی یعنی ذات خدا اور شمس ظاہری یعنی آفتاب کا بیان فرما رہے تھے اور ان کے بعض تفاوت کو بیان کر رہے تھے کہ یکایک لفظ شمس سے اپنے پیر طریقت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ذہن منتقل ہو گیا۔ اب ان کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ آفتاب ظاہری کے مقابل میں نور کامل ہیں اور ایک قسم کے آفتاب ہیں اور منجملہ انوار حق کے ایک قسم کا نور ہیں کہ ان کو خدا نے گم کشتگانِ راہ ضلالت کی ہدایت کے لیے بمنزلہ ایک نور کے بنایا ہے۔

چوں حدیثِ روئے شمس الدین رسید	شمس چارم آسماں سر در کشید

لغات حدیث۔ بات، ذکر۔ سر در کشیدن ۔ غروب ہو جانا۔

ترجمہ جب شمس الدین رح کی صورت کے ذکر کی نوبت پہنچی تو چوتھے آسمان کے سورج نے سر کھینچ لیا یعنی غروب ہو گیا اور ماند پڑ گیا۔

مطلب اس شعر میں مولانا اپنے پیر طریقت شمس الدین رحمہ اللہ کی فضیلت اس آفتاب ظاہری پر بیان کرتے ہیں کہ جب میرے پیر کی صورت کا ذکر آیا تو یہ آفتاب بھی شرمندگی سے غروب ہو گیا۔ اور ان کا نور اس پر غالب آ گیا۔

واجب آمد چونکہ آمد نام او	شرح کردن رمزے از انعامِ او

لغات رمز کے اصلی معنے تو اشارے کے ہیں مگر یہاں مراد مجمل اور اندک ہے۔

ترجمہ جب اُن کا نام مبارک آگیا تو ضروری ہوا کہ اُن کے احسانات کا مجمل طور پر ذکر کروں

مطلب یہ ہے کہ اب اُن کا اسم گرامی جو آگیا تو مناسب ہے کہ انکے انعامات و احسانات جو مجھ پر ہیں کچھ مجملاً بیان کروں ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایں نفس جاں دامنم برتافتہ است	بوئے پیراہن یوسف یافتہ است

لغات- نفس- سانس، وقت، گھڑی- دامن برتافتن- دامن چن لینا- کسی کام کے
لیئے مستعد ہو جانا، دامن پکڑ لینا- پیراہن، قمیص-

ترجمہ اُس وقت جان نے میرا دامن چڑھا کر مستعد کر دیا ہے یا میرا دامن (تقاضا کے
لیئے) پکڑ لیا ہے- گویا اُس نے قمیص یوسف کی بو پائی ہے-

مطلب یہ ہے کہ بمجرد خیال پیر کے میری جان نے مجھے مستعد کر دیا ہے
مجھ سے تقاضا کر رہی ہے- اور اسی طرح از خود رفتہ و مشتاق ہو رہی ہے جیسے قمیص یوسف
کی بو سونگھ کر حضرت یعقوب جمال یوسفی کے وصال کے مشتاق ہو گئے- تھے کہ ضرور اُن کے
احسانات سے کچھ نہ کچھ بیان کر- مولانا اصل میں ایک طرح کی معذرت کر رہے ہیں کہ اگرچہ
ناظرین کہینگے کہ اس قصہ میں یہ اور قصہ کیا چھیڑ دیا مگر میں مجبور ہوں میری روح کا تقاضا ہے
کہ کچھ نہ کچھ ضرور بیان کروں-

گز برائے حق صحبت سالہا	باز گو رمزے ازاں خوش حالہا

ترجمہ کہ سالہا سال کی صحبت و ہمنشینی کے لیئے ان خوش حالات کا مجمل سا حال بیان کر
مطلب یہ شعر جان کے تقاضا کا ماحصل ہے یعنی جان مجھ سے تقاضا کر کے کہہ رہی
ہے کہ تیری اُن کی صحبت برسوں رہی ہے اور نہایت ہی خوش حال وقت اُن کی ہمنشینی میں
ہوئے ہیں تو اب اس دیرینہ صحبت کا یہ مقتضا ہے کہ صحبت مرشد سے جو حالات و فیوض
عطا ہوئے ان کا کچھ تھوڑا سا تذکرہ کروں-

تا زمین و آسماں خنداں شود	عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود

ترجمہ تا کہ زمین و آسمان ہنسنے لگیں یعنی اُن کی رونق بڑھ جائے اور دیکھنے والے کی
عقل و روح سو گنا ہو جاوے-

مطلب یہ ہے کہ جان مجھ سے کہہ رہی ہے کہ صحبت مرشد کے فیوض سے کچھ نہ کچھ
ضرور بیان کر- کیونکہ اس بیان سے اہل زمین کا دل خوش ہو جائیگا یا زمین و آسمان بارونق ہو جائیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ان کو پڑھنے والوں کی عقلوں میں ہزار گنا ترقی اور روحوں میں تازگی پیدا ہوگی۔

گفتم اے دور اوفتادہ از حبیب ‌‌ ‌‌ ہمچو بیمارے کہ دور است از طبیب

لغات - حبیب سے مراد مرشد ہے۔

ترجمہ اے اپنے دوست یعنی مرشد سے دور افتادہ۔ جیسے کہ بیمار طبیب سے دور جا پڑتا ہو۔

مطلب مولانا اس شعر میں اپنی جان کو جواب دیتے ہیں کہ تو مرشد سے اس طرح دور پڑی ہوئی ہے جس طرح بیمار شخص طبیب سے دور جا پڑتا ہے یعنی جس طرح اس بیمار کا حال دگرگوں ہو جاتا ہے اسی طرح تیرا حال بھی مرشد کے بغیر جو طبیب روحانی ہے دگرگوں ہو رہا ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دوری مرشد کے باعث میرا حال خراب ہو رہا ہے۔

لَا تُکَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا ‌‌ ‌‌ کَلَّتْ اَفْہَامِیْ فَلَا اُحْصِیْ ثَنَا

ترجمہ (اے) جان مجھے تکلیف نہ دے کیونکہ میں (اس وقت) فنا یعنی بیخودی میں ہوں اور (پریشانی فراق کے باعث) میرے فہم کند ہو گئے ہیں۔ اس لیے میں (مرشد کی) ثنا کا شمار و احاطہ نہیں کر سکتا۔

مطلب یہ شعر گفتم کا مقولہ ہے یعنی مولانا اپنی جان کو جواب دیتے ہیں کہ اے میری جان مجھے اس وقت مرشد کی صفت و ثنا بیان کرنے کی تکلیف نہ دے کیونکہ اس وقت پریشانی فراق کے باعث میرے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں۔

کُلُّ شَیْءٍ قَالَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقِ ‌‌ ‌‌ اِنْ تَکَلَّفَ اَوْ تَصَلَّفَ لَا یَلِیْقُ

ترجمہ جس چیز یعنی مضمون کو غیر افاقہ والا یعنی بے ہوش بیان کرے وہ لائق توجہ نہ ہوگی اگرچہ بیان کنندہ تکلف کرے یا گپ مارے۔

مطلب اس شعر میں مولانا ہوش و حواس کی کندی کی حالت میں ثنا وغیرہ نہ بیان کرنے کی وجہ بتاتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ ہے کہ جس شخص کے ہوش و حواس ٹھکانے نہ ہوں وہ اگر بہ تکلف اپنی طبیعت پر زور ڈال کر یا بطور گپ زنی محض اظہار کمال کیلئے کچھ کہے بھی تو وہ لائق توجہ اعتبار نہیں ہوا کرتا۔ اسی طرح اگر میں بھی اس بیخودی کی حالت میں کچھ صفت و ثنائے مرشد بیان کروں تو وہ لائق توجہ نہ ہوگی۔ اس لیے مجھے معذور رکھ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چوں تکلف نیک نالائق بود	ہرچہ میگوید مناسب چوں بود

لغات نیک نالائق۔ بہت نامناسب۔ پہلے چوں کے معنی کس طرح کے ہیں اور دوسرے کے معنے جب کے ہیں۔

ترجمہ بے ہوش جو کچھ کہتا ہے وہ مناسب کس طرح ہو جبکہ تکلف نہایت ہی نامناسب ہوتا ہے۔

مطلب۔ اس شعر میں بھی مولانا مرشد کی صفت و ثنا نہ بیان کرنے کا عذر کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ بے ہوش شخص کا بیان مناسب وقت کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ کسی بات کو بہ تکلف بیان کرنا نامناسب ہوتا ہے تو بے ہوش جب تکلف سے بیان کرے گا تو لامحالہ اُس کا بیان بھی نامناسب ہوگا۔

شرح آں یارے کہ اورا یار نیست	من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست

لغات یار اول سے مراد ذات حق ہے اور دوسرے یار سے مراد شریک و نظیر ہے۔

ترجمہ میں جس کی ایک رگ بھی ہوش میں نہیں اس خدا کی جس کا کوئی بھی شریک نہیں کس طرح تعریف بیان کروں۔

مطلب یہ ہے کہ خدائے بے مثال و بیچوں کی میں بے ہوش کس طرح تعریف کروں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں سہ گر کسے وصف او زمن پرسد۔ بیدل از بے نشاں چہ گوید باز

خدشہ پہلے اشعار میں مولانا یہ بیان فرما رہے تھے کہ میں بیخود اپنے مرشد کی تعریف کس طرح بیان کروں مگر اس شعر میں فرماتے ہیں کہ میں خدا کی تعریف کس طرح بیان کروں۔ تو ظاہرًا ان دونوں مضمونوں میں تناقض معلوم ہوتا ہے۔

جواب پہلے جو مولانا نے فرمایا تھا کہ میں انعام مرشد بیان نہیں کر سکتا تو اس سے مراد راز وحدۃ الوجود تھا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ اس میں کمال الٰہی کا بیان ہوتا ہے۔ اس لیئے یہاں یہ بیان کرتے ہیں کہ اس راز کو میں بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

ایں زماں بگذار تا وقتِ دگر	شرح ایں ہجران و ایں خونِ جگر

لغات ہجران اور خونِ جگر سے مراد راز وحدۃ الوجود ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ اس بحر (خونِ جگر یعنے رازِ وحدۃ الوجود کی شرح و بیان اس وقت چھوڑ دے کسی اور وقت دیکھا جاوے گا۔

مطلب یہ ہے کہ اس رازِ وحدۃ الوجود کی شرح و بیان کو جس سے عشقِ الٰہی پیدا ہوتا ہے جو خونِ جگر ہے اور جس کے ہر ایک مقام پر پہنچکر طالب شدتِ شوق کے باعث اپنے آپ کو مجبور ہی سمجھتا ہے کسی اور وقت کے لیے اُٹھا رکھ۔ یہ شعر بھی مولانا نے جان کے جواب میں فرمایا ہے۔

قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ	وَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ

ترجمہ جان نے کہا مجھے غذا دے کیونکہ میں بھوکی ہوں اور جلدی کر کیونکہ وقت شمشیر بُراں کی طرح گذر رہا ہے۔

مطلب یہ شعر جان کا مقولہ ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ پھر اس جان نے مجھے مخاطب کرکے کہا کہ اس راز کو بیان کر دے کہ اس کی لذتِ روحانی سے میں سیر ہو جاؤں کیونکہ اس وقت مجھے بھوک لگ رہی ہے اور ذرا جلدی سے بیان کرنا کہ یہ وقت شمشیر بُراں کی طرح گذرتا جا رہا ہے یعنی جس طرح وہ جسم پر لگ کر فوراً ہی پار نکل جاتی ہے اسی طرح یہ وقت بھی فوراً گذرتا جا رہا ہے۔

باشد ابن الوقت صوفی اے رفیق	نیست فردا گفتن از شرطِ طریق

لغات ابن الوقت وہ شخص ہے جو مقتضائے وقت کے موافق کام کرے۔ اصطلاحِ تصوف میں اس صوفی کو کہتے ہیں جو مقتضائے وقت کے موافق کیفیات و حالات کا حق ادا کرے۔

ترجمہ اے رفیق صوفی ابن الوقت ہوا کرتا ہے بات کو کل پر ٹال دینا طریقت کے خلاف ہے۔

مطلب یہ شعر بھی جان کا مقولہ ہے یعنی جان نے کہا تم کہہ رہے ہو کسی اور وقت اس راز کو پوچھنا حالانکہ صوفی ابن الوقت ہوا کرتے ہیں۔ وہ تو کسی بات کو کل پر چھوڑا ہی نہیں کرتے۔

صوفی ابن الحال باشد در مثال	گرچہ ہر دو فارغ اند از ماہ و سال

لغات فارغ۔ خالی۔ ابن الحال اور ابن الوقت کے ایک ہی معنی ہیں۔

ترجمہ صوفی ابن الحال بطور مثال ہوتا ہے۔ اگرچہ دونوں (یعنی صوفی اور وقت) ماہ و سال سے مبرّا اور خالی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب - اس شعر میں مولانا اس شبہ کا ازالہ فرماتے ہیں کہ شاید وقت کے لغوی معنی مراد ہیں - فرماتے ہیں کہ صوفی کو ابن الوقت ہم مثالاً کہتے ہیں - ورنہ حقیقت میں تو صوفی اور وقت کو زمانہ سے کچھ تعلق نہیں - خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہاں ان الفاظ کے لغوی معنے مراد نہیں بلکہ اصطلاحی معنی مراد ہیں جنھیں زمانہ سے کچھ بھی تعلق نہیں -

نقد را از نسیہ خیزد نیستی	تو مگر خود مرد صوفی نیستی

لغات - نسیہ - اُدھار - دوسرے نیستی کے معنی زوال و بربادی کے ہیں -

ترجمہ تم شاید خود صوفی مرد نہیں ہو جو ٹال رہے ہو نقد کو تو اُدھار سے بربادی و زوال ہے

مطلب یہ شعر بھی جان کا مقولہ ہے - بطور سرزنش کہتی ہے کہ تم جو ٹالا مٹولا کر رہے ہو شاید صوفی نہیں ہو - کیونکہ صوفیوں کا حال تو میں نے بتا دیا ہے کہ وہ لیت و لعل سے کام نہیں لیا کرتے - اور اس ٹال مٹول کی ایک اور خرابی یہ ہے کہ نقد یعنی موجودہ حالت نسیہ یعنے دوسرے وقت پر ٹال مٹول سے زائل ہو جایا کرتی ہے - اور پھر کچھ ہاتھ بھی نہیں آتا - کف افسوس ملنے پڑتے ہیں -

خود تو در ضمن حکایت گوش دار	گفتمش پوشیدہ خوشتر سرّ یار

لغات گوش داشتن - کان رکھنا یعنے سننا - دیکھنا -

ترجمہ میں نے اُسے کہا یار کا راز پوشیدہ ہی اچھا ہوتا ہے - تو اس حکایت کے ضمن میں ہی دیکھ بھال لے -

مطلب یہ ہے کہ میں نے جان کو جواب دیا کہ تم جو میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہو اُس کو ظاہر کرو - تو میں اسے ظاہر کر دیتا مگر یہ دوست کا راز پوشیدہ ہی اچھا ہوتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ میں نے بالکل پوشیدہ بھی نہیں رکھا کچھ نہ کچھ بیان کر ہی دیا ہے - اس حکایت کے ضمن میں ہی اسے تلاش کر لو -

گفتہ آید در حدیث دیگراں	خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں

ترجمہ بہتر یہی ہوتا ہے کہ دوستوں کا راز دوسروں کی حکایات میں بیان کیا جائے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ میں نے اس حکایت کے ضمن میں سب کچھ کہہ دیا ہے۔ اور یہ اس لئے کیا ہے کہ دوستوں کی باتیں دوسرے کی حکایت و تمثیل میں بیان کرنا نہایت موزوں ہے۔ تاکہ دوسرے اس پر مطلع نہ ہوں۔

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول	باز گو دفعم مدہ اے بوالفضول

لغات۔ مکشوف و برہنہ۔ یعنی صاف طور پر کھلے طور پر بے غلول یعنی بغیر خیانت اخفا کے۔ دفع۔ ٹالنا۔ بوالفضول۔ فضول باتیں کرنے والے۔

ترجمہ جان نے کہا اے فضول گو بغیر اخفا کے صاف اور کھلے طور سے پھر بیان کر دے اور مجھ سے ٹال مٹول نہ کر۔

مطلب یہ ہے کہ اشاروں سے ہم جیسوں کی سیری نہیں ہوتی ذرا پھر صاف طور سے بیان کر دو۔

باز گو اسرار و رمز مرسلیں	آشکارا بہ کہ پنہاں سر دیں

لغات اسرار مرسلیں سے مراد وہی راز وحدۃ الوجود ہے جو عین توحید ہے جب کہ سب انبیاء علیہم السلام متفق ہیں کہ کے معنی انہیں سے کے ہیں۔

ترجمہ پیغمبروں کے اس راز و رمز کو پھر کہہ دو۔ کیونکہ راز دین کا پوشیدہ ہونے سے ظاہر ہونا اچھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ راز وحدۃ الوجود کو جو تمام انبیاء علیہم السلام کا عین مقصود ہے کیونکہ اس سے تعلیم توحید ہوتی ہے ظاہر طور پر بیان کر دو۔ کیونکہ یہ دین کا ایک راز ہے اور دین کے راز کو پوشیدہ کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ بلکہ دین کا اخفا موجب گناہ ہے۔

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من	می نخسپم با صنم با پیرہن

لغات صنم۔ معشوق۔ پیرہن۔ قمیص۔

ترجمہ (کنایات و اشارات تم) پردہ اٹھاؤ اور صاف طور سے کہہ دو کیونکہ میں معشوق کے ساتھ کرتہ پہن کر سونا پسند نہیں کرتی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ بھائی میں تو ان حکایات و تمثیلات کا پردہ پسند نہیں کرتی مجھے تو صاف اور کھلے طور سے بتلا دو۔ کیونکہ وہ تو میرا معشوق ہے اور اُس کے ساتھ کپڑے پہن کر سونے سے کیا فائدہ۔ جب قمیص کا پردہ ہی درمیان میں حائل ہو گیا۔

گفتم ار عُریاں شود او در جہاں	نے تو مانی نے کنارت نے میاں

لغات۔ عُریاں۔ برہنہ۔ مراد ظاہر ہے۔ کنار۔ کنارہ۔ میان۔ وسط۔
ترجمہ میں نے جواب میں کہا اگر وہ راز جہان میں ظاہر ہو جائے تو نہ تُو رہے اور نہ تیرا کنارہ اور نہ تیرا وسطی حصہ۔
مطلب یہ ہے کہ میں نے جان کو جواب دیا تم جو کہہ رہی ہو اُسے ظاہر اور صاف طور سے کہہ دو۔ میں اُسے کس طرح ظاہر کر دوں حالانکہ اگر وہ جہان میں ظاہر ہو جاوے تو تیری ہڈی پسلی کہیں نظر نہ آئے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس راز کے اظہار سے جہان تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ اس لیئے اس کا پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

آرزو مے خواہ لیک اندازہ خواہ	بر نتابد کوہ را یک برگِ کاہ

لغات بر نتابد۔ یعنی نہیں اُٹھا سکتا نہیں سرکا سکتا۔
ترجمہ آرزو میں چاہا کر لیکن (اپنے) اندازہ کو خیال کر کے (دیکھ) گھاس کا تنکا پہاڑ کو نہیں اُٹھا سکتا۔
مطلب یہ ہے کہ ہم تجھے اس بات سے نہیں روکتے کہ تو کسی بات کی آرزو ہی نہ کیا کر بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ اپنے قدر و اندازہ کے موافق آرزوئیں کیا کر اپنے قدر سے بڑھکر آرزو کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ آخر گھاس کا تنکا پہاڑ کو تو اُٹھا نہیں سکتا۔

تا نہ گردد خونِ دل جانِ جہاں	لب ببند و دیدہ بر دوز ایں زماں

لغات دل خون گردیدن۔ یعنی ہلاک ہو جانا۔ لب بستن۔ خاموشی اختیار کرنا۔
ترجمہ اس وقت لب بند کر کے اور آنکھیں سی دے تا کہ جہان کی جان یعنی ہستی ملیا میٹ نہ ہو جائے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ اس وقت خاموش ہو رہو اور ایسے اسرار نہ پوچھو جن کے ظاہر کرنے سے عالم کی ہستی ہی برباد ہو جاسکے۔

اندکے گر بیش تابد جملہ سوخت	آفتابے کز وے ایں عالم فروخت

ترجمہ آفتاب جس سے یہ جہان روشن ہے اگر تھوڑا سا بھی زیادہ چمکے تو سب کچھ جل جائے

مطلب مولانا یہ شعر بطور مثال بیان کرتے ہیں کہ دور کیوں جاؤ یہی مثال سمجھ لو کہ یہ آفتاب جب تک اپنے مرکز و مدار پر دورہ کرتا ہے کچھ اندیشہ نہیں مگر اگر ذرا سا بھی آگے بڑھ آئے تو تمام جہان جل جائے۔ اس طرح وہ راز پوشیدہ ہی اچھا ہے اگر ذرا بھی اس کا اظہار ہو تو دنیا ویران ہو جائے۔

بیش ازیں از شمس تبریزی مگو	فتنہ و آشوب و خونریزی مجو

لغات - آشوب

ترجمہ فتنہ و آشوب اور خونریزی نہ ڈھونڈ - اور شمس تبریزی کی بابت اس سے زیادہ کلام نہ کر

مطلب یہ ہے کہ شمس تبریزی کے حالات کی زیادہ جستجو نہ کر اور جہان میں فتنہ و آشوب برپا نہ کر۔ یعنی اب تک تو جو کچھ تو نے کیا سو کیا اب اس سے زیادہ نہ پوچھنا کیونکہ جب عالم اس آفتاب ظاہری کے انوار کی تاب نہیں لاسکتا تو اس آفتاب معنوی یعنی شمس تبریز کے انوار یعنی راز وحدۃ الوجود کی کب تاب لائے گا۔

رو تمام ایں حکایت باز گو	ایں ندارد آخر از آغاز گو

ترجمہ اس کلام کا تو اخیر ہی نہیں - اسلیئے آغاز کو شروع کرو اور اس حکایت کو پورا بیان کرو۔

مطلب مولانا اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ یہ بیان تو ختم ہونے کا نہیں۔ بے پایان ہے اس لیئے اس حکایت کو پورا کرو جس کو شروع کیا تھا۔

خلوت طلبیدن آں ولی از بادشاہ بآں کنیزک جہت دریافتن مرض و رنج آں کنیزک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ اُس ولی کا بادشاہ سے کنیزک کا مرض دریافت کرنے کیلئے خلوت چاہنا اور اُس کنیزک کی ...

حدیث

چوں حکیم از این سخن آگاہ شد	**وز درُون ہمداستانِ شاہ شد**

لغات۔ دُرون۔ (اندر) باطن ہمداستان شدن کسی سے ہمکلام ہونا۔ اسکے احوال پر مطلع ...

ترجمہ جب وہ حکیم اس بات سے آگاہ ہوا۔ اور باطن سے بادشاہ کا ہمداستان ہوا۔

مطلب یہ ہے کہ جب حکیم کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ اُس کنیزک کو کوئی مرض نہیں ... اور اپنے علمِ باطن سے وہ بادشاہ کے احوال پر مطّلع ہوا۔

گفت اے شاہ خلوتے کن خانہ را	**دُور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را**

لغات۔ خلوتے کن۔ یعنی منسوب بہ خلوت کر۔ تنہا کر۔

ترجمہ کہنے لگا اے بادشاہ گھر کو خالی کر دے اور خویش و بیگانہ کو یہاں سے دُور کر دے

کس ندارد گوش در دہلیزہا	**تا بپرسم زیں کنیزک چیزہا**

ترجمہ کوئی شخص دہلیزوں میں بھی کان نہ لگائے تاکہ میں کچھ ضروری باتیں اس کنیزک سے دریافت کروں۔

مطلب۔ چونکہ فی الحال طبیب غیبی کو ان باتوں کا اخفا منظور تھا اس لیئے کہ دیا کہ ہر ایک یہاں سے چلا جائے۔ کیونکہ اپنے رازوں کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہوئے آدمی شرماجاتا ہے۔

خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں	**تا بخواند بر کنیزک او فسوں**

لغات۔ فسوں۔ منتر۔

ترجمہ بادشاہ نے گھر کو خالی کر دیا اور باہر چلا گیا تاکہ وہ طبیب کنیزک پر منتر پڑھے

مطلب یہ ہے کہ طبیب کے کہنے سے بادشاہ بھی باہر چلا گیا تاکہ وہ طبیب ... اور مؤثر باتوں سے اس کنیزک کا حال معلوم کرنے کے بعض نسخوں میں (بخواند) کی جگہ (بپرسد) لکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تا اُس کنیزک سے دریافت کرے کہ تجھ پر کس نے فسوں کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خانہ خالی ماند و یک دیار نے	جز طبیب و جز ہماں بیمار نے

لغات - دیّار - گھر بسانے والا - صاحبِ خانہ -
ترجمہ گھر خالی ہو گیا اور سوائے اس طبیب اور اس بیمار کے کوئی گھر والا ہاں نہ رہا۔ (یعنی سب کے سب باہر چلے گئے)۔

نرم نرمک گفت شہر تو کجاست	کہ علاج و رنج ہر شہرے جداست

ترجمہ طبیب نے کنیزک سے آہستہ آہستہ پوچھنا شروع کیا کہ تیرا شہر کہاں ہے - کیونکہ ہر شہر کی بیماری اور علاج جُدا ہوا کرتا ہے -
مطلب دوسرے مصرعہ کا مضمون اس لئے کہا کہ آئندہ یہ شبہ نہ پڑ جائے کہ مسکن اصلی کے دریافت کرنے سے اسکا کوئی اور مطلب بلکہ یہی خیال کرے کہ اس بات کو بھی علاج میں کچھ دخل ہے

واں دراں شہر از قرابت کیست	خویشی و پیوستگی با چیست

ترجمہ اور اس شہر میں تیری قرابت کس سے ہی اور کس کے ساتھ تیری خویشی و ملاپ ہے -

دست بر نبضش نہادہ یک بیک	باز مے پرسید از جورِ فلک

لغات - جور - ظلم -
ترجمہ ہاتھ اس کی نبض پر رکھدیا اور ایک ایک کرکے مظالم آسمانی کا حال پوچھنے لگے -
مطلب یہ ہے کہ جو مصائب و تکالیف اس پر گذری تھیں ایک ایک کرکے پوچھنی شروع کیں تاکہ اس کے معشوق و محبوب کا کچھ پتہ چل جائے -

چوں کسے را خار در پایش خَلَد	پائے خود را بر سرِ زانو نہد

لغات - خلیدن - کانٹے کا چبھ جانا -
ترجمہ جب کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ (کانٹا) نکالنے کے لیے اپنے پانوں کو زانو پر رکھتا ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب۔ اس اور آیندہ چند اشعار میں مولانا اس اہتمام کی وجہ بیان فرماتے ہیں جو طبیب غیبی نے دردِ کنیزک کی تشخیص میں فرمایا

وز سرِ سوزن ہمے جوید سرش	ور نیابد میکند از لب ترش

لغات۔ سوزن۔ سوئی۔
ترجمہ۔ سوئی کی نوک سے اس (کانٹے) کا سر تلاش کرتا ہے۔ اور اگر نہیں ملتا لب لگا کر اس جگہہ کو تر کرتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اس کے لیئے نہایت اہتمام کرتا ہے۔

خار در پا شد چنیں دشوار یاب	خار در دل چوں بود وادہ جواب

لغات۔ دشوار یاب مشکل سے ملنے والا۔
ترجمہ جب پاؤں کا کانٹا اس مشکل اور دشواری سے ملتا ہے تو ذرا جواب دو دل کے کانٹے کا کیا حال ہوگا۔
مطلب یہ ہے کہ جب پاؤں کے کانٹے کا یہ حال ہے تو عشق کا کانٹا جو دل میں چبھ جاتا ہے اس کے نکالنے میں کس قدر اہتمام کی ضرورت ہے تم خود سوچ سکتے ہو۔

خارِ دل را گر بدیدے ہر خسے	دست کے بودے غماں را بر کسے

لغات خس۔ کمینہ، ناقص۔ دست بودن بر کسے۔ کسی پر قدرت ہونا۔ قابو ہونا۔ غماں غم کی جمع ہے۔
ترجمہ اگر دل کا کانٹا ہر شخص دیکھ لیتا تو لوگوں پر غموں کو قدرت ہی کسطرح حاصل ہو سکتی
مطلب یہ ہے کہ نفسانی امراض پر جو دل کا کانٹا ہیں اگر ہر کس و ناکس مطلع ہو جایا کرے تو دنیا میں کوئی غمگین یعنی راستہ سے بھٹکا ہوا نظر نہ آتا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو کام کامل کر سکتا ہے ناقص انھیں سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس لیئے مرشد کامل چاہیئے نہ ناقص۔

کس بزیرِ دمِ خر خارے نہد	خر نداند دفع آں برمے جہد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات - جہیدن - کودنا - اچھلنا۔

ترجمہ اگر کوئی شخص گدھے کی دُم کے نیچے کانٹا رکھ دے تو وہ گدھا اچھلتا ہے کودتا ہے اور اُس کے دفع کرنے یعنی نکالنے کا طریقہ نہیں جانتا۔

مطلب یہ اور اس کے نیچے کے چند اشعار بھی بطور تمثیل بیان کیئے ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کانٹا نکالنے کا طریقہ نہیں جانتا۔ دیکھو اگر گدھے کو کانٹا چبھ جائے تو وہ چونکہ اُس کے نکالنے کا طریقہ نہیں جانتا اس لیئے پڑا کودتا ہے۔

بر جہد واں خار محکم تر زند	عاقلے باید کہ خارے بر کند

لغات - برکندن - اُکھاڑنا - نکالنا۔

ترجمہ وہ گدھا کودتا ہے مگر وہ کانٹا مضبوط و محکم ہوتا چلا جاتا ہے۔ کوئی عاقل چاہیئے جو اس کانٹے کو نکالے۔

مطلب یہ ہے کہ وہ گدھا تو اپنے خیال میں کانٹا نکالنے کے لیئے کودتا پھرتا ہے مگر جوں جوں کودتا ہے وہ کانٹا مضبوط گڑتا جاتا ہے۔ اس لیئے اس کانٹے کو نکالنے کے لیئے کسی عقلمند کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مرشدِ ناقص سے طالب کے دل میں نفسانی امراض کا کانٹا زیادہ گڑتا جاتا ہے۔ اِس لیئے مرشدِ کامل کی ضرورت پڑتی ہے۔

خرز بہرِ دفعِ خار از سوز و درد	جُفتہ مے انداخت صد جا زخم کرد

لغات - جفتہ انداختن - دولتیاں مارنا۔

ترجمہ گدھا کانٹے کو دفع کرنے کے لیئے درد و تکلیف کے باعث دولتیاں مارتا ہے۔ اور سو جگہ زخم کر لیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اُسے کانٹے کا نکالنا تو آتا ہی نہیں اور اپنی عقلی تجویز سے وہ اُسے اور بھی مضبوط کر لیتا ہے۔ اسی طرح پیر ناقص نفسانی امراض کے کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔

آں لگد کے دفعِ خار او کند	حاذقے باید کہ بر مرکز تند

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات لکدلات مارنا، دولتیاں مارنا۔ حاذق۔ ماہر، دانا۔ مرکز۔ نشانہ۔ تنیدن کسی چیز کے گرد و پھرنا، مراد توجہ و التفات کرنا۔

ترجمہ دولتیاں مارنا اُس کے کانٹے کو کس طرح دفع کر سکتا ہے۔ کوئی ماہر شخص چاہیے جو نشانہ و موقع کی طرف توجہ کرے۔

مطلب ۔ یہ ہے کہ پیر کامل چاہیئے جو کانٹے کو نکال دے نہ کہ ناقص جو اُسے اور بھی مضبوط کر دے۔

آں حکیم خار چیں اُستاد بود	دست مے زد جا بجا می آزمود

لغات خار چین۔ کانٹا نکالنے والا۔

ترجمہ وہ حکیم (دل کا) کانٹا نکالنے والا اُستاد تھا جا بجا ہاتھ لگا کر مرض کی تشخیص کر رہا تھا۔

زاں کنیزک بر طریق راستاں	باز مے پرسید حالِ پاستاں

لغات۔ پاستان۔ گذرا ہوا، گذشتہ۔

ترجمہ اُس کنیزک سے راستبازوں کے طور پر گذشتہ حالات دریافت کر رہا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ وہ مرد طبیب کنیزک سے بطریق شہوت نفسانی لذت کے لیے باتیں نہیں کرتا تھا بلکہ راستبازوں کی طرح محض تشخیص مرض کے لیئے حالات دریافت کر رہا تھا۔

با حکیم او راز ہا مے گفت فاش	از مقامِ خواجگان و شہر تاش

لغات۔ فاش۔ کھلم کھلا، صاف طور سے۔ خواجگان خواجہ کی جمع ہے جس کے معنی مالک کے ہیں۔ شرفا کے نام کے پہلے تعظیماً مستعمل ہوتا ہے۔ تاش کے معنی شریک کے ہیں اور شہر تاش کے معنی وہ دو شخص جو ایک شہر کی رہائش میں شریک ہوں یعنی ایک شہر کے باشندے۔

ترجمہ کنیزک طبیب سے تمام راز صاف صاف کہہ رہی تھی اور مالکوں اور ہموطنوں کا نام (بتا رہی تھی)۔

سوئے قصہ گفتنش میداشت گوش	سوئے نبض و جستنش میداشت ہوش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات ۔ جستن کودنا ۔ ہوش ، خیال ۔

ترجمہ ۔ حکیم اُس کے قصہ کہنے کی طرف کان لگائے ہوئے تھا ۔ مگر خیال اُس کی نبض اور اُس کی حرکت کی طرف تھا ۔

تاکہ نبض از نامِ کہ گردد جہاں	او بود مقصودِ جانش در جہاں

لغات کہ ۔ کہ امیہ ہے ۔ جہاں ۔ حرکت کرنے والی ، کودنے والی ۔

ترجمہ تاکہ اُس کی نبض کس کے نام سے حرکت کرتی ہے جہان میں وہی اُسکا محبوب و معشوق ہوگا

مطلب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ طبیب غیبی نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے اُس سے حالات ماضیہ پوچھتا جاتا تھا اور اس بات کی طرف خیال رکھتا تھا کہ کس کے نام سے اُس کی نبض زیادہ متحرک ہوتی ہے وہی اُس کا محبوب ہوگا ۔

دوستانِ شہرِ خود را بر شمرد	بعد ازاں شہرِ دگر را نام بُرد

ترجمہ اُس نے اپنے شہر کے سب دوستوں کو شمار کر دیا اور بعد ازاں دوسرے شہر کے دوستوں کے نام بھی لیئے ۔

گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش	در کدامیں شہر بودستی تو بیش

ترجمہ طبیب نے پوچھا تو اپنے شہر سے جدا ہونے کے بعد زیادہ مدت کس شہر میں رہی ہو

نامِ شہرے بُرد و زاں ہم در گذشت	رنگ روئے و نبضِ او دیگر نگشت

لغات ۔ دیگر گشتن ۔ متغیر ہونا ۔

ترجمہ اُس نے ایک شہر کا نام لیا پھر اُسکو چھوڑ کر کسی اور کا نام لیا مگر اُس کے چہرے کا رنگ اور نبض کا حال کچھ متغیر نہ ہوا ۔

مطلب یہ ہے کہ جب طبیب نے اس سے پوچھا کہ اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر بعد ازاں دیر تک تم کس شہر میں رہی ہو تو اس کنیزک نے ایک شہر کا نام لیا اور اُس کے بعد کسی اور شہر کا نام بھی لیا مگر اُس کا حال کچھ بھی متغیر نہ ہوا ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خواجگان و شہرہا را یک بیک	باز گفت از جائے و از نان و نمک

ترجمہ تمام شہروں اور مالکوں کا نام یکے بعد دیگرے لیا اور اپنی جائے رہائش اور نان و نمک کا قصہ کہہ سنایا۔

شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد	نے رگش جنبید و نے رُخ گشت زرد

ترجمہ شہر شہر اور گھر گھر کا اُس نے قصہ بیان کر دیا۔ مگر نہ ہی اُس کی نبض نے زیادہ حرکت کی اور نہ ہی اُس کا چہرہ زرد ہوا۔

نبضِ او بر حالِ خود بُد بے گزند	تا بہ پرسید از سمرقندِ چو قند

لغات۔ چو قند۔ سمرقند کی صفت ہے۔ اور یہ صفت باعتبار کنیزک ہے۔ کیونکہ اُس کا معشوق وہاں رہتا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ ہر وہ چیز جو معشوق کی طرف منسوب ہو عاشق کو اچھی معلوم ہوا کرتی ہے۔

ترجمہ (ہر شہر کا حال بیان کرتے وقت) اُس کی نبض بغیر کسی قسم کے نقصان کے ایک حال پر رہی حتیٰ کہ طبیب نے اسے قند جیسے شہر سمرقند کی بابت پوچھا۔

نبض جست و روئے سرخش زرد شد	کز سمرقندی زرگر فرد شد

لغات کز میں کاف تعلیلیہ ہے جس کے معنی ہیں۔ کیونکہ۔ سمرقندی زرگر کی صفت ہے۔ فرد شد ای تنہا ہونا؛ علیحدہ ہونا۔

ترجمہ نبض اُچھلی اور اُسکا سُرخ منہ زرد ہو گیا۔ کیونکہ وہ سمرقند کے رہنے والے زرگر سے جدا ہوگئی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ اپنے معشوق سے علیحدہ ہوگئی تھی اسکا نام لینے سے اُس کی طبیعت میں کچھ اور کیفیت پیدا ہوگئی۔

او ز سردے بر کشید آں ماہ روے	آب از چشمش رواں شد ہمچو جوے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ اس ماہرو نے آہ سرد کھینچی۔ اور اس کی آنکھوں سے نہر کی طرح آنسوؤں کا پانی جاری ہوگیا۔

گفت بازرگانم آنجا آورید	خواجۂ زرگر وراں شہرم خرید

ترجمہ کہنے لگی مجھے اس جگہ یعنی سمرقند میں ایک سوداگر لایا تھا اور اس سے وہاں کے ایک زرگر نے خرید لیا تھا۔

در بر خود داشت سہ ماہ و فروخت	چوں بگفت ایں ز آتش غم برفروخت

لغات۔ بر۔ بغل۔

ترجمہ اس نے تین ماہ تک مجھے اپنی بغل میں رکھا۔ بعد ازاں بیچ دیا۔ مولانا فرماتے ہیں) کہ جب اس نے اتنی بات کہی تو غم کی آگ سے بھڑک اٹھی۔

چوں ز رنجور آں حکیم ایں راز یافت	اصل آں درد و بلا را باز یافت

ترجمہ جب اس حکیم غیبی نے بیمار سے راز دریافت کرلیا اور اس درد و بلا کی اصل کو اچھی طرح سمجھ لیا۔

گفت کوئے او کدام ست و گذر	او سر پل گفت و کوئے غاتفر

ترجمہ (تو) کہا اس (زرگر) کا کوچہ اور گذرگاہ کونسی ہے۔ وہ کہنے لگی (گذرگاہ اسکی تو) پل پر ہے اور کوچہ غاتفر ہے۔

گفت آنگہ آں حکیم باصواب	آں کنیزک را کہ رستی از عذاب

ترجمہ جب اس حکیم باصواب نے اس کنیزک کو کہا کہ تو اب عذاب و تکلیف سے خلاص ہوگئی

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زود	در علاجت سحرہا خواہم نمود

ترجمہ چونکہ میں نے معلوم کرلیا ہے کہ تجھے کیا بیماری ہے۔ اس لئے اب بہت جلدی تیرے علاج میں مَیں طلسم دکھاؤں گا۔

مطلب یہ ہے کہ تیری بیماری کی تشخیص تو میں نے کرلی ہے اب ایسا علاج کروں گا جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو زود اثر ہونے میں جادو کی طرح ہوگا۔

آں کُنم با تو کہ باراں با چمن	شاد باش و فارغ و ایمن کہ من

ترجمہ خوش، فارغ از غم اور بے خوف ہو کہ میں تیرے ساتھ وہ سلوک کروں گا جو مینہ باغ کے ساتھ کیا کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے بارش سے چمن و کھیت سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں ایسے ہی تو بھی میرے علاج سے صحیح و تندرست ہو جائے گی۔

بر تو من مُشفق ترم از صد پدر	من غمِ تو مے خورم تو غم مخور

ترجمہ میں تیرا فکر کر رہا ہوں تو اب کوئی فکر نہ کر۔ میں تجھ پر سو باپ سے بھی زیادہ مہربان ہوں۔

اگرچہ از تو شہ کند بس جستجو	ہان و ہاں ایں راز را با کس مگو

لغات ہاں کلمہ تنبیہ ہے جسکے معنی ہیں خبردار۔ اس کا مکرر لانا تاکید کے لئے ہے

ترجمہ خبردار اس راز کو کسی سے نہ کہنا اگرچہ بادشاہ تجھ سے نہایت کرید کر پوچھے۔

بر کسے ایں در مکن زنہار باز	تا توانی پیش کس مکشائے راز

ترجمہ حتی المقدور کسی سے اپنا راز ظاہر نہ کرو۔ اور یہ دروازہ کسی پر نہ کھولو۔

مطلب یہاں سے اب مولانا اخفائے راز کے فوائد بتانے لگے ہیں۔

آں مرادت زود تر حاصل شود	چونکہ اسرارت نہاں در دل بود

ترجمہ جب تیرے راز دل میں پوشیدہ رہیں گے تو وہ مراد تیری بہت جلد حاصل ہوگی

زود گردد با مرادِ خویش جُفت	گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت

ترجمہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھا وہ بہت جلد اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے استعینوا فی الحوائج بالکتمان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دانہ چوں اندر زمیں پنہاں شود	سرِّ او سرسبزیِ بُستاں شود

لغات - سرّ - پوشیدہ ہو جانا -

ترجمہ دانہ جب زمین میں پوشیدہ ہو جاتا ہے تو اُس کا پوشیدہ ہونا باغ کی سرسبزی بنجاتا ہے

مطلب اس شعر میں مولانا اخفائے راز کا فائدہ تمثیلاً بیان کرتے ہیں کہ دیکھو دانہ جب پوشیدہ ہوتا ہے تو اُسے یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے کہ سرسبزیِ باغ کا سبب بن جاتا ہے -

زر و نقرہ گر نبودندے نہاں	پرورش کے یافتندے زیرِ کاں

ترجمہ (ایک اور مثال سنو) کہ سونا و چاندی اگر پوشیدہ نہ ہوتے تو کان کے نیچے یہ کس طرح پرورش پاتے (خلاصہ یہ ہے کہ ان کی ترکیب زمین کے اندر ہی ہوسکتی ہے باہر نہیں ہوسکتی)

وعدہا و لطفہائے آں حکیم	کرد آں رنجور را ایمن ز بیم

ترجمہ اُس حکیم کے وعدوں اور الطاف نے اس بیمار کو خوف سے بیخوف کر دیا (اب پھر اصل قصہ بیان فرمانے لگے ہیں)

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر	وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر

لغات تاسہ - بیقراری - رنج و اندوہ

ترجمہ سچے اور حقیقی وعدے دل پسند ہوا کرتے ہیں اور مجازی یعنی جھوٹے وعدے بے قراری و اضطراب بڑھاتے ہیں -

مطلب یہ شعر بھی مولانا کا مقولہ ہے - جو بتقریب وعدۂ حکیم وعدہ کی صفت میں بیان فرمایا ہے - فرماتے ہیں کہ سچے وعدوں سے تو دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے مگر جھوٹے وعدے بے قراری زیادہ کرتے ہیں - خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرشدِ کامل کے وعدوں سے تو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے - مگر ناقص پیر کے وعدے سے اُلٹی بے قراری بڑھتی ہے -

وعدۂ اہلِ کرم گنجِ رواں	وعدۂ نااہل شد رنجِ رواں

لغات - گنجِ رواں - رائج خزانہ -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ اہل کرم کا وعدہ گنج رائج ہوتا ہے مگر نا اہل کا وعدہ دائمی رنج ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اہل کرم کا وعدہ تو سچا ہوتا ہے اور خالص واصل سکوں کی طرح ہر جگہ چلتا ہے۔ مگر نا اہل لوگوں کا وعدہ وبالِ جاں ہوتا ہے۔

وعدہا باید وفا کردن تمام ‖ ورنخواہی کرد۔ باشی سرد وخام

ترجمہ سب کے سب وعدے پورے کرنے چاہئیں۔ اگر نہ کرو گے تو تم سرد وخام مشہور ہو گے (یعنی لوگ تمھیں سرد جوش والا اور ناپختہ کار کہیں گے) اور قیامت میں مواخذہ ہوگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَانَ الْعَهْدُ مَسْئُولًا۔

وعدہ کردن را وفا باشد چو جاں ‖ تا بہ بینی در قیامت فیضِ آں

ترجمہ وعدے کو جان کی طرح پورا کرنا چاہیئے۔ تاکہ قیامت میں تمہیں اس کا فیض وثواب ملے۔

دریافتن آں ولی رنج کنیزک را وعرضہ داشتن رنج ومرض کنیزک را پیش بادشاہ

ترجمہ اس طبیب الٰہی کا کنیزک کی بیماری کو معلوم کر کے بادشاہ سے بیان کرنا

آں حکیمِ مہرباں چوں راز یافت ‖ صورتِ رنجِ کنیزک باز یافت

ترجمہ جب اس حکیم مہربان نے راز دریافت کر لیا اور کنیزک کے بیمار ہونے کی وجہ دریافت کر لی

بعد ازاں برخاست عزمِ شاہ کرد ‖ شاہ را زاں شمّہ آگاہ کرد

لغات شمّہ۔ تھوڑا سا۔

ترجمہ تو بعد ازاں اٹھ کر بادشاہ کے پاس جانے کا قصد کیا اور کسی قدر حال سے بادشاہ کو بھی آگاہ کر دیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شاہ بگفت اکنوں بگو تدبیر چیست	در چنیں غم موجب تاخیر چیست

ترجمہ بادشاہ نے کہا اب بتائیے تدبیر کیا ہو۔ ایسے غم میں تاخیر کا کیا سبب ہے۔

گفت تدبیر آں بود کاں مرد را	حاضر آریم از پئے ایں درد را

ترجمہ طبیب کہنے لگا تدبیر اب یہ ہے کہ اس بیماری کے علاج کے لیے ہم اُس مرد کو حاضر کریں (جس پر کہ یہ عاشق ہے)۔

مردِ زرگر را بخواں زاں شہرِ دُور	با زر و خلعت بدہ او را غرور

لغات - غرور - دھوکا دینا، فریب دینا۔

ترجمہ اُس دُور دراز شہر سے زرگر بلائیے اور پھر اُسے مال و خلعت دیکر بھلائیے (کیونکہ قاعدہ ہے کہ آدمی مال کے دھوکے میں آہی جاتا ہے)۔

قاصدے بفرست کاخبارش کند	طالبِ ایں فضل وایثارش کند

لغات اخبار، خبر دینا۔ ایثار۔ منتخب کر لینا۔

ترجمہ قاصد بھیجیے کہ اُسے خبر کرے اور اُس کو بزرگی و انتخاب کا طلبگار بنا دے (یعنی اُس کو جاکر کہے کہ بادشاہ نے تجھے سب زرگروں سے منتخب کیا ہے اور بے شمار انعام تیرے لیے مقرر کیے ہیں اس لیے اب تجھے وہاں چلنا لازمی ہے)۔

تا شود محبوبِ تو خوش دل بدو	گردد آساں ایں ہمہ مشکل بدو

ترجمہ تاکہ تمہارا معشوق اُس سے خوش دل ہو جاوے اور یہ سب مشکلیں اُس کے ذریعے سے آسان ہو جائیں۔

مطلب یہ ہے اُس زرگر کے آنے سے تمہاری معشوقہ خوش ہو جائیگی اور اُس کا مرض دُور ہو جائے گا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چوں بہ بیند سیم و زر آں بینوا	بہر زر گردو ز خان و ماں جدا

لغات بینوا۔ مفلس، عاجز۔ خان و ماں۔ خویش و اقارب، اصل میں خان خانہ کا مخفف ہے اور ماں کے معنی اسباب کے آتے ہیں۔ یعنی گھر و اسباب۔

ترجمہ جب وہ مفلس سیم و زر دیکھیگا تو زر کے لیئے خویش و اقارب اور وطن سے جدا ہوجائیگا۔

زر خرد را والہ و شیدا کند	خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند

لغات والہ۔ شیفتہ و شیدا۔ خاصہ۔ خاص کر، خصوصاً۔ خوش کے معنی یہاں زیادہ کے ہیں۔

ترجمہ مال عقل کو شیفتہ و شیدا کر دیتا ہے۔ خصوصاً مفلس کو تو بہت ہی رسوا کرتا ہے

صحیح ہے اِنَّمَا اَموالکُم فِتنَۃٌ۔

زر اگرچہ عقل می آرد و لیک	مرد عاقل باید او را نیک نیک

لغات۔ نیک نیک۔ تکرار تاکید کے لیئے ہے یعنی بہت نیک۔

ترجمہ اگرچہ مال عقل بڑھاتا ہے مگر اس کے لیئے بڑے عاقل مرد کی ضرورت ہے

مطلب۔ مذکورہ بالا دونوں شعر مولانا کا مقولہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ مال ہر شخص کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ خاص کر مفلس کے ہوش تو بالکل ہی ٹھکانے نہیں رہنے دیتا۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ مال جب ملتا ہے تو عقل خود آجاتی ہے درست ہے مگر عقل اُن کو ہی آتی ہے جن کو پہلے بھی عقل ہو۔ تاکہ اس روپے کو اچھے موقع پر خرچ کر سکیں۔

چونکہ سلطاں از حکیم آں را شنید	پند او را از دل و جاں برگزید

ترجمہ۔ جب بادشاہ نے حکیم سے یہ بات سُنی تو اس کی نصیحت کو دل و جان سے اختیار کیا۔

گفت فرمانِ ترا فرماں کنم	ہر چہ گوئی آں چناں کن آں کنم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ اور کہا آپ کے حکم کا ہی اجرا کرونگا اور جسطرح آپ فرمائینگے اُسیطرح چلاؤنگا۔

فرستادن بادشاہ رسولاں را بہ سمرقند بہ آوردن زرگر

ترجمہ زرگر کو لانے کے لیئے بادشاہ کا سمرقند میں قاصد روانہ کرنا۔

پس فرستاد آں طرف یک دو رسول
حاذقان و کافیان و بس عدول

لغات - عدول - معتبر۔
ترجمہ پس بادشاہ نے اُس طرف ایک دو قاصد جو دانا اور اس کام کے لیئے کافی اور بہت معتبر تھے اُس طرف روانہ کیئے۔

تا سمرقند آمدند آں دو امیر
پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر

لغات - بشیر - خوشخبری لانے والا۔
ترجمہ وہ دونوں امیر یعنی قاصد بادشاہ سے خوشخبری لیکر سمرقند میں اُس زرگر کے پاس پہنچے

کاے لطیف اُستادِ کامل معرفت
فاش اندر شہرہا از تو صفت

لغات لطیف - لطافت اور باریکی سے کام کرنے والا - فاش - مشہور۔
ترجمہ (اور کہا) کہ اے لطافت سے کام کرنے والے اُستاد اور اپنے فن کے جاننے میں کامل اور اے وہ شخص جس کے اوصاف تمام شہروں میں مشہور ہیں۔

نک فلاں شہ از برائے زرگری
اختیارت کرد زیرا مہتری

لغات نک، اینک کا مخفف ہے زیرا، اصل میں دیرا کہ تھا۔
ترجمہ - اس وقت فلاں بادشاہ نے تجھے زرگری کے لیئے پسند کیا ہے کیونکہ اس کام میں تو سردار ہے۔

اینک ایں خلعت بگیر و زر و سیم
چوں بیائی خاص باشی و ندیم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ فی الحال یہ خلعت اور مال قبول کرے۔ اور جب وہاں تو آئیگا بادشاہ کا مصاحب ہمنشین بن جائے گا۔

مرد مال و خلعت بسیار دید	غرّہ شد از شہر و فرزندان بُرید

لغات۔ غرّہ شد۔ فریفتہ ہوگیا، لٹو ہوگیا۔

ترجمہ مرد زرگر نے جب خلعت اور بہت سا مال دیکھا تو فریفتہ ہوگیا اور اپنے وطن و اولاد کو چھوڑ دیا۔

اندر آمد شادمان در راہ مرد	بے خبر کاں شاہ قصد جانش کرد

ترجمہ وہ مرد زرگر خوش بخوش روانہ ہوا۔ مگر اس بات سے بے خبر تھا کہ بادشاہ نے اُس کی جان لینے کا قصد کیا ہے۔

اسپ تازی بر نشست و شاد تاخت	خونبہائے خویش را خلعت شناخت

لغات اسپ تازی۔ عربی گھوڑا۔ خونبہا خون کا عوض یعنی وہ زر یا مال جو قاتل مقتول کے وارثوں کو دیتا ہے۔

ترجمہ عربی گھوڑے پر سوار ہوگیا اور خوش بخوش چلا۔ اس خلعت کو اُسنے اپنا خونبہا ہی سمجھا
مطلب دوسرے مصراع کا مطلب ہے کہ اگر اُسے اپنے قتل کا حال معلوم ہوتا تو وہ اس خلعت کو ہی خونبہا تصور کرتا یعنی اگر غور کیا جائے تو حقیقت میں وہ خلعت اُس کی خونبہا تھی

اے شدہ اندر سفر با صد رضا	خود بپائے خویش تا سوء القضا

لغات۔ سوء القضا بری موت

ترجمہ (مولانا فرماتے ہیں کہ) اے لوگو! دیکھو وہ شخص اپنی ہزار خوشی سے اپنے پاؤں سے بری موت کی طرف جا رہا ہے۔

در خیالش ملک و عزّ و مہتری	گفت عزرائیل رو آرے بری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات عزّ۔ عزت - رو امر ہے جس کے معنی ہیں چل - آر ے، ہاں بری بر ون مصدر ہے صیغہ خطاب ہے - جس کے معنی ہیں لیجائے گا تو۔

ترجمہ اس زرگر کے خیال میں ملک، عزت اور سرداری بھری ہوئی تھی مگر عزرائیل بطور استہزاء کہہ رہے تھے کہ ہاں چل تو سہی یہ سب کچھ تجھے مل جائے گا۔

اندر آوردش بہ پیش شاہ طبیب	چوں رسید از راہ آں مردے غریب

لغات - غریب - مسافر -

ترجمہ جب وہ مسافر آدمی (یعنی زرگر) چلتے چلتے وہاں پہنچا تو طبیب اسے بادشاہ کے پاس اندر لیگیا

تا بسوزد بر سرِ شمع طراز	سوئے شاہنشاہ بُردش خوش بناز

لغات شمع طراز شمع کے مجازی معنی معشوق کے لیا کرتے ہیں کیونکہ جس طرح شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں اسی طرح معشوق کے گرد عاشق جمع ہوا کرتے ہیں اور طراز چینی ترکستان کا ایک حسن خیز شہر ہے - اور مراد شمع طراز سے وہ کنیزک ہے -

ترجمہ وہ طبیب اس زرگر کو خوشی اور ناز سے بادشاہ کے پاس لیگیا تاکہ اسے جلاکر ترکی معشوق یعنی کنیزک کے سر پر نثار کر دیا جائے (قاعدہ ہے کہ بیمار آدمی کے دیا جلاکر اکثر نثار کیا کرتے ہیں تاکہ صحت ہو جائے)

مخزنِ زر را بدو تسلیم کرد	شاہ دید اوراو بس تعظیم کرد

لغات مخزن - خزانہ -

ترجمہ بادشاہ نے جب اُسے دیکھا تو اُس کی بہت تعظیم کی اور سونے کا خزانہ اُسے سپرد کر دیا

از سوار و طوق و خلخال و کمر	پس بفرمودش کہ بر ساز د ز زر

لغات سوار - کنگن - طوق - گلے کے پہننے کا ایک زیور (ہنس) - خلخال - پازیب کمر - کمر بند - پٹکا -

ترجمہ بعد ازاں اس سے فرمایا کہ اس سونے سے کنگن، طوق، پازیب اور پٹکے بناؤ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہم زانواعِ اَوَانیِ بے عَدَد	کاچناں در بزمِ شاہنشہ سزد

لغات۔ انواع۔ نوع کی جمع ہے جس کے معنی قسم کے ہیں۔ اَوَانی۔ آنیہ کی جمع ہے جس کے معنی برتن کے ہیں۔

ترجمہ۔ ہر قسم کے بے شمار برتن بناؤ جو مجلس شاہی کے مناسب ہوں (یعنی تزئین و تجمّل کے لئے۔ یا ممکن ہے کہ اُن کی شریعت میں سونے چاندی کے برتن میں کھانا کھانا جائز ہو)

زر گرفت آں مرد و شد مشغولِ کار	بے خبر از حالتِ آں کارِ زار

لغات۔ کارِ زار۔ خراب کام۔

ترجمہ۔ اُس مرد زرگر نے سونا لیا اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اُسے اس خراب کام کی حالت سے اطلاع نہ تھی (یعنی اُسے یہ پتا نہ تھا کہ میرے مارنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں)

پس حکیمش گفت کاے سُلطانِ مِہ	آں کنیزک را بدیں خواجہ بدہ

لغات۔ مِہ بمعنے سردار، مہتر کا مخفف ہے۔

ترجمہ۔ پھر حکیم نے کہا اے بڑے بادشاہ۔ وہ کنیزک اس خواجہ زرگر کو بخش دیجئے یعنی اُس کا اس سے نکاح کر دیجئے۔

تا کنیزک در وصالش خوش شود	آبِ وصلش دفعِ آں آتش شود

ترجمہ۔ تاکہ کنیزک اُس کے وصال سے خوش ہو جاوے اور اُس کے وصل کا پانی ہجر کی آگ کو بجھاوے۔ (یعنی اُس کے وصل سے اُسے صحت حاصل ہو جائے)۔

شہ بدو بخشید آں مہ روئے را	جفت کرد آں ہر دو صحبت جوئے را

لغات۔ جفت کرد۔ یعنی نکاح کر دیا۔ صحبت جو وصال کا خواہاں۔

ترجمہ۔ بادشاہ نے وہ مہ رو اُس زرگر کو بخشدی اور اُن دونوں خواہانِ وصال کا نکاح کر دیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مدتِ شش ماہ می راندند کام	تا بصحت آمد این دختر تمام

لغات۔ کام۔ مقصود، مطلب۔

ترجمہ چھ ماہ تک وہ دونوں کامرانی کرتے رہے حتیٰ کہ اُس کنیزک کو کلیۃً صحت ہوگئی۔

بعد ازاں از بہرِ او شربت بساخت	تا بخورد و پیشِ دختر میگداخت

ترجمہ بعد ازاں حکیم نے زرگر کے لیئے ایک شربت بنایا جسے اُس نے کھالیا اور اُس کنیزک کے سامنے ہی لاغر ہونے لگا۔

مطلب یہ ہے طبیب نے ایسی دوا تیار کرکے اُس زرگر کو کھلادی جس نے اُس کو لاغر و کمزور کرنا شروع کردیا۔

چوں ز رنجوری جمالِ او نماند	جانِ دختر در وبالِ او نماند

ترجمہ جب بیماری کے باعث اس کا حسن وجمال نہ رہا تو اُس کنیزک کی جان اُسکے وبال سے چھوٹ گئی۔

چونکہ زشت و ناخوش و رُخ زرد شد	اندک اندک از دلِ او سرد شد

لغات از دل سرد شدن۔ کسی کی محبت کا دل سے اُٹھ جانا۔

ترجمہ جبکہ وہ بدشکل، بدرنگ، اور زرد چہرہ والا ہوگیا تو آہستہ آہستہ اُس کی محبت کنیزک کے دل سے جاتی رہی۔

عشقہائے کز پئے رنگے بُود	عشق نبود عاقبت ننگے بُود

ترجمہ عشق جو صرف رنگ پر ہی ہو۔ وہ حقیقت میں عشق نہیں ہوتا بلکہ محض ننگ و عار ہوتا ہے

مطلب یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ فرماتے ہیں جو شخص رنگ وصورت پر عاشق ہو جاتا ہے وہ عشق نہیں ہے بلکہ محض ہوس پرستی ہے۔ کیونکہ اس رنگ وصورت کے زوال سے وہ بھی زائل ہو جاتا ہے۔ اور عشق حقیقی وہ ہوا کرتا ہے جو کبھی بھی زائل نہ ہو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کاش کاں ہم ننگ بودے یکسری	تا نرفتے بروے آں بدؔ داوری

لغات یکسری تمام و کامل - بالکل - داوری - حکومت، سختی، عذاب -

ترجمہ کاش کہ یہ عشق کامل ننگ ہی ہوتا تاکہ اس بیچارے زرگر پر ایسی سختی (کہ جان سے ہی گیا) نہ جاری ہوتی -

مطلب - پہلے شعر میں مولانا نے عشق مجازی کی بابت فرمایا ہے کہ آخر کار اس سے عار و ننگ ہی حاصل ہوتا ہے - اب فرماتے ہیں کہ بعض وقعہ یہ عشق مجازی اس قدر سریع الزوال ہوتا ہے کہ اس سے ننگ بھی حاصل نہیں ہوتا - چنانچہ اس کنیزک کے معاملہ میں ایسا ہوا کہ اس زرگر کے بدصورت وضعیف ولاغر ہونے سے عشق کا زوال بھی شروع ہوگیا اور آخر اس بیچارے کی جان گئی - اگر وہ عشق زائل نہ ہوتا بلکہ اس کی بیماری سے کنیزک پر بھی اثر ہوتا تو اس زرگر کی جان کاہے کو جاتی -

خوں دوید از چشم ہمچوں جوئے او	دشمنِ جانِ وے آمد روئے او

ترجمہ اس زرگر کی آنکھ سے خون نہر کی طرح بہنے لگا - اس کا منہ یعنی حسن اسکی جان کا دشمن ہوگیا

مطلب یہ ہے کہ حسن اس کی جان کا وبال بن گیا اگر حسین نہ ہوتا تو کیوں اسطرح ہلاک ہوتا -

دشمنِ طاؤس آمد پرِّ او	اے بسا شہ را بکشتہ فرِّ او

لغات - فر - شان و شوکت -

ترجمہ مور کا دشمن اس کے پر ہوتے ہیں اور بہت سے بادشاہوں کو انکی شان و شوکت نے قتل کرایا ہے -

مطلب اس شعر میں مولانا مضمونِ بالا کی دو مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو پروں کی خوبصورتی کی بدولت مور کی جان جاتی ہے - اور شان و شوکت بادشاہوں کو قتل کراتی ہے - کیونکہ لوگوں کو انکی طرف سے خطرہ ہوتا ہے اسکو دور کرنے کے لیئے ان کو قتل کردیتے ہیں -

چونکہ زرگر از مرض بدحال شد	وز گداز شخصِ او چوں نال شد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات۔ شخص۔ جسم۔ نال۔ ریشۂ قلم۔

ترجمہ جب وہ زرگر بیماری سے بدحال ہوگیا اور گھلنے سے اسکا جسم ریشۂ قلم کیطرح باریک و کمزور ہوگیا

گفت من آں آہوم کز نافِ من   ریخت ایں صیاد خونِ صافِ من

ترجمہ تو کہنے لگا میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے اس صیاد نے خونِ صاف نکالا ہے۔

مطلب قاعدہ ہے کہ کستورے ہرن کو شکار کرکے اُس کی ناف سے خون نکال لیا کرتے ہیں کیونکہ وہی اُس کی کستوری ہوتی ہے۔ اب وہ زرگر قربِ موت کے وقت کہہ رہا تھا کہ گویا میں کستورا ہرن ہوں کہ اُس شکاری یعنی حکیم نے میرا خون نکال لیا ہے۔

اے من آں روباہ صحرا کز کمیں   سر بریدندم برائے پوستیں

ترجمہ اے لوگو! میں وہ صحرائی لومڑی ہوں کہ پوستین کی خاطر شکاریوں نے کمین سے نکل کر میرا سر قطع کردیا۔

اے من آں پیلے کہ زخمِ پیلباں   ریخت خونم از برائے استخواں

ترجمہ اے لوگو! میں ہاتھی ہوں ہوں کہ ہڈیوں کی خاطر پیلبان کے زخم نے میرا خون کیا ہے

آنکہ کشتستم پئے مادونِ من   مے نداند کہ نخسپد خونِ من

لغات۔ مادون۔ کم رُتبہ، گھٹیا۔

ترجمہ جس شخص نے مجھ سے کم رتبہ کے لیے قتل کیا ہے اُس کو خبر نہیں کہ میرا خون کبھی (چین سے) نہیں سوئے گا۔

مطلب یہ ہے کہ حکیم نے جو ایک کم رتبہ شخص یعنی بادشاہ کے فائدے کے لیے مجھے مار ڈالا ہے تو غالباً اُسے یہ خبر نہیں کہ میرا خون خاموش نہیں رہے گا ضرور اپنا رنگ دکھلائے گا۔

بر من است امروز فردا بر وے است   خونِ چوں من کس چنیں ضائع کے است

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ آج مجھ پر ہے توکل اُس پر ہے۔ میرے جیسے کا خون ضائع کب جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر آج مجھے ہلاک کیا جا رہا ہے تو کل یعنی عنقریب ہی قاتل بھی
ہلاک ہوگا یا یہ مطلب ہے کہ اگر آج مجھے یہ قتل کر رہے ہیں تو کل یعنی قیامت کے دن انھیں
بھی سزا بھگتنی پڑے گی۔ کیونکہ میرے جیسے شخص کا خون ضائع نہیں جا سکتا۔

باز گردد سوئے او آں سایہ باز	گرچہ دیوار افگند سایہ دراز

ترجمہ دیوار اگرچہ بڑا لمبا سایہ ڈالتی ہے۔ مگر آخر کار وہ سایہ پھر اسی کی طرف چلا جاتا ہے
مطلب یہ ہے کہ اپنا کیا ہوا خواہ کتنا ہی دور پھینکو وہ لوٹ کر اپنے ہی گلے کا پھندا

سوئے ما آید ندا ہا را صدا	ایں جہاں کوہ است و فعل ما ندا

لغات ندا۔ آواز، صدا۔ گونج یعنی وہ آواز جو پہاڑ یا گنبد وغیرہ سے گونج کر آتی ہے
ترجمہ یہ جہان پہاڑ کی مانند ہے اور ہمارے افعال آواز کی طرح ہیں اور آخر آواز
کی گونج ہماری طرف آیا ہی کرتی ہے۔

مطلب مذکورہ بالا دونوں اشعار میں مولانا نے مثال دیکر سمجھایا ہے کہ ہر کام کا
بدلہ ضرور ملا کرتا ہے خواہ وہ کام برا ہو یا اچھا۔ چنانچہ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ دیکھو گنبد
وغیرہ میں جیسی آواز کروگے ویسی ہی آواز سنائی دے گی۔ اسی طرح جیسا کام کروگے
ہی اُس کا بدلہ بھی مل جائے گا۔

آں کنیزک شد ز عشق و رنج پاک	ایں بگفت و رفت در دم زیر خاک

لغات۔ در دم۔ دم زدن میں، فوراً۔
ترجمہ یہ باتیں کرکے وہ زرگر زیر خاک چلا گیا یعنی مرگیا اور وہ کنیزک عشق و رنج سے با
بالکل پاک ہوگئی۔

چونکہ مردہ سوئے ما آیندہ نیست	زانکہ عشق مردگاں پایندہ نیست

ترجمہ کیونکہ مُردوں کے عشق کو بقا نہیں ہے اس واسطے کہ مُردہ پھر ہمارے پاس آنیوالا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب اس شعر میں مولانا پہلے شعر کی علت بیان فرماتے ہیں کہ وہ کنیزک عشق سے اس لیے پاک ہو گئی کہ مُردوں سے عشق کو بقا نہیں۔ اور یہ بقا اس لیے نہیں کہ مُردے کے واپس آنے کی امید نہیں ہوتی۔

عشق زندہ در روان و در بصر	ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر

ترجمہ زندہ کا عشق جان و بصر میں ہر وقت غنچے کی طرح طراوت و تازگی بخشتا ہے۔

عشق آں زندہ گزیں کو باقی است	وز شراب جانفزایت ساقی است

لغات۔ گزیں۔ اختیار کر۔

ترجمہ۔ اس لیے اس زندہ کا عشق اختیار کر جو ہمیشہ زندہ و قائم ہے اور شراب جانفزا سے تیرا ساقی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تمہیں عشق الٰہی اختیار کرنا چاہیے جو ہمیشہ زندہ ہے۔ اس لیے عشق کو کبھی زوال نہیں اور وہ ہمیشہ تجھے اپنے عشق کی لذت چکھاتا رہتا ہے۔

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیا	یافتند از عشق او کار و کیا

لغات۔ کیا۔ کار کے معنی ہیں خدمت، پیشہ، ہنر۔ کیا۔ کارروا، کارفرما۔ صاحب غیاث لکھتے ہیں کہ یہ لفظ مقلوب الاضافت ہے اصل میں کیا کار تھا جس کے لغوی معنی ہیں وہ شخص جس سے متعلق کام ہوں اور مراد اس سے بادشاہ ہوا کرتی ہے۔

ترجمہ اس ذات کا عشق اختیار کر جس کے عشق سے تمام انبیاء علیہم السلام باعزت و شرف ہوئے ہیں۔

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست	با کریماں کارہا دشوار نیست

ترجمہ اور یہ نہ کہو کہ ہماری اس بادشاہ تک رسائی نہیں۔ کیونکہ کریموں کے نزدیک کوئی کام دشوار نہیں ہوا کرتا۔

مطلب یہ ہے کہ اس تک پہنچنے کی کوشش کرو اور یہ کہہ کر ہمت پست نہ کرو کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہماری اُس کے دربار تک رسائی نہیں۔ کیونکہ وہ کریم ہے۔ اور کریموں کے نزدیک کوئی کام مشکل نہیں۔ وہ خود تمہیں رسائی عنایت کرے گا۔

دربیان آنکہ زہر دادن مرد زرگر را باشارتِ الٰہی بود نہ بہوائے نفس

ترجمہ اس بات کا بیان کہ اُس زرگر کو زہر دینا خدا کے حکم سے تھا نہ کہ خواہش نفسانی کے لیے

کشتنِ آں مرد بردستِ حکیم	نے پئے امید بود و نے ز بیم

ترجمہ اُس مرد زرگر کا حکیم کے ہاتھ سے کشتہ ہونا تو کسی امید کی غرض سے تھا اور نہ کسی خطرہ نے خوف سے۔

مطلب یہ ہے کہ حکیم نے نہ تو اس زرگر کو اس لیے قتل کیا تھا کہ مجھے اُس کے مارنے اور کنیزک کے تندرست ہونے سے انعام ملے گا اور نہ اس لیے کہ اگر میں ایسا نہ کروں گا تو مجھے بادشاہ سے کوئی نقصان پہنچے گا۔

او نہ کُشتش از برائے طبع شاہ	تا نیامد امر و الہام از آلہ

ترجمہ اس حکیم نے بادشاہ کی طبیعت کی رعایت کے لیے اس زرگر کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ جب تک کہ الہامِ الٰہی اُس کے پاس نہیں آیا اس نے یہ کام نہیں کیا۔

مطلب یہ ہے کہ یہ سب کچھ امرِ خداوندی کے باعث تھا۔

آں پسر را کش خضر ببرید حلق	سرِ آں را در نیابد عام خلق

ترجمہ۔ جس لڑکے کا حضرت خضر علیہ السلام نے گلا کاٹا تھا اُس کا راز عوام کے فہم میں نہیں آسکتا۔

مطلب یہ شعر مولانا تمثیلاً بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کے لڑکے کو قتل کرنے کی وجہ عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتی اسی طرح اس زرگر کے قتل کا راز عوام کی سمجھ سے بالا ہے۔ اس لڑکے کی بابت جسے حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا تھا مفسرین لکھتے ہیں کہ وہ لڑکا نہایت ہی بدسرشت تھا۔ اس کے ماں باپ نیک تھے خوف تھا کہ آسکی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محبت میں آکر وہ بھی کہیں کفر و سرکشی میں مبتلا نہ ہو جاویں اس لیے خدا کو منظور ہوا
کہ یہ مر جاوے اور اس کے بدلے ان کو اور اولاد ملے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس کے
بعد ان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو نہایت نیک سیرت تھی جس کے پیٹ سے ایک
نبی پیدا ہوا۔ اسی طرح ممکن ہے کہ اس طبیب غیبی کو بھی زرگر کی کسی آئندہ خرابی کی اطلاع
ہوئی ہو اور اس کے قتل کے لیے خدا کی طرف سے الہام ہوا ہو۔

آنکہ از حق یافت او وحی و خطاب ۔۔۔ ہر چہ فرماید بود عین صواب

ترجمہ جسے خداوند تعالیٰ کی طرف سے وحی و خطاب آتا ہو وہ جو کچھ فرمادے تو بالکل درست ہوا کرتا ہے

آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست ۔۔۔ نائب است و دست او دست خداست

ترجمہ جو جان دیتا ہے اگر مار دے تو جائز ہے (جس کے ہاتھ سے یہ قتل ہوا) وہ اس کا
نائب ہے۔ اور اس کا ہاتھ گویا خدا کا ہی ہاتھ ہے۔

مطلب یہ دونوں شعر زرگر کے قتل کے جواز کی دلیل ہیں۔ تقریر ان کی اس طرح ہے
کہ جن کو خدا کی طرف سے وحی آئے۔ یا خدا کی طرف سے اسے الہام ہو وہ جو کچھ کہے بالکل درست
ہوا کرتا ہے۔ پس ایسا شخص اگر کسی کو قتل کرے گا تو وہ بھی خدا تعالیٰ کے الہام و حکم سے ہی
ہوگا اور گویا خود خدا نے ہی اسے مارا ہوگا۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ خدا اگر کسی کو مار ڈالے تو
جائز ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس زرگر کا قتل جائز تھا۔ اس لیے اس میں شبہ نہ کرنا چاہیے۔

ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ ۔۔۔ شاد و خنداں پیش تیغش جان بدہ

ترجمہ حضرت اسمٰعیل کی طرح اس کے سامنے سر جھکا دے اور اس کی تلوار قضا کے سامنے
شاد و خنداں جان دے۔

مطلب یہ ہے کہ جب یہ جان خدا نے عطا کی ہوئی ہے اور اس کا اختیار ہے جب
چاہے لیلے تو تمہیں خدا کے حکم کے آگے حضرت اسمٰعیل کی طرح سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے اور خوش
بخوشی راضی بقضا ہو جانا چاہیئے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تا بماند جانِ خنداں تا ابد	ہمچو جانِ پاک احمدؐ با احد

ترجمہ تاکہ تیری جان ہمیشہ خنداں ہی رہے جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانِ پاک ہمیشہ خدا پر خوش ہی رہا کرتی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ ابدی خوشی تب ہی حاصل ہوتی ہے جب انسان راضی بالقضا ہو جیسے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم راضی بقضا رہتے تھے۔ کیونکہ یہ مرتبہ جب کسی کو عطا ہو جاتا ہے تو اُسے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ وہ ہر ایک تکلیف میں بھی خوش ہی رہتا ہے۔ نہ اُسے مرنے سے ڈر آتا ہے اور نہ کسی درد و تکلیف سے رنج محسوس ہوتا ہے۔

عاشقاں جامِ فرح آنگہ کشند	کہ بدستِ خویش خوباں شاں کشند

ترجمہ عاشق لوگ اسی وقت خوشی کا پیالہ پیتے ہیں۔ یعنی اس وقت خوش ہوتے ہیں جبکہ اُن کے معشوق انہیں اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیں۔

مطلب یہ ہے کہ عاشقوں کی تو آرزو یہی ہوا کرتی ہے کہ کاش ہمارے معشوق ہمیں اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں۔ کیونکہ اس بات میں بھی انہیں نہایت لطف آتا ہے تو اگر کسی شخص کو خدا نے مروا ڈالا یا خود مار دیا تو اس میں شبہ کی کیا گنجائش۔

شاہ آں خوں از پئے شہوت نکرد	تو رہا کن بد گمانی و نبرد

ترجمہ بادشاہ نے وہ خون شہوت نفسانی کیلیے نہیں کیا تھا تم بدگمانی اور لڑائی جھگڑا چھوڑ دو

مطلب یہ کہ تمہیں اس بات میں شبہ یا کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ خون نفسانی غرض کے لیے نہیں کیا گیا تھا۔

تو گماں کردی کہ کرد آلودگی	در صفا غش کے ہلد پالودگی

لغات غش کھوٹ، ملاوٹ۔ ہلدن چھوڑنا۔ باقی رہنے دینا۔ پالودگی۔ صفائی۔

ترجمہ کیا تو نے یہ وہم کر لیا ہے کہ اس بادشاہ نے گناہ سے آلودگی اختیار کی (یعنی اس قتل سے وہ گناہ میں آلودہ ہو گیا؟) یہ غلط ہے کیونکہ صفا چیز میں صفائی کھوٹ و ملاوٹ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کب رہنے دیتی ہے۔ (یعنی جس کا دل صاف ہو جائے اُس میں صفات ذمیمہ اور خواہشات نفسانی نہیں رہ سکتیں)۔

مطلب یہ ہے کہ وہ بادشاہ صاحب دل تھا اور ریاضات و مجاہدات سے اس کا دل صاف ہو گیا ہوا تھا۔ تو وہ ایسی خواہش کس طرح کر سکتا تھا۔

تا برآرد کورہ از نقرہ جفا	بہر آن ست ایں ریاضت ویں جفا

لغات جفا جو پہلے مصرع میں ہے اُس کے معنی سختی کے ہیں اور مراد اُس سے ریاضت ہے۔ اور دوسرے جفا کے معنی اس میل کچیل کے ہیں جو سونے چاندی وغیرہ کو پگھلانے سے علیحدہ ہوتی ہے۔ کورہ لوہاروں وغیرہ کی بھٹی۔

ترجمہ یہ ریاضت و مجاہدہ اس لیے ہوا کرتا ہے تاکہ بھٹی میل کچیل کو چاندی سے الگ کر دے۔

مطلب یہ ہے کہ ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی اگر نفسانی خواہشات یعنی صفات ذمیمہ باقی رہیں تو وہ ریاضت ہی کیسی۔ کیونکہ ریاضت تو اس لیے ہی ہوا کرتی ہے کہ تصفیہ قلب ہو جب یہ فائدہ نہ ہوا تو وہ ریاضت لاحاصل ہے۔ اسی طرح چاندی یا سونے وغیرہ کو صاف کرنے کے لیے کٹھالی میں پگھلاتے ہیں تو پھر اُن میں میل کس طرح رہ سکتا ہے۔ یہی حال ریاضت کا ہے کہ اس کے بعد خواہشات نفسانی یعنی صفات ذمیمہ باقی نہیں رہتیں۔

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ را بخواں	بگذر از ظنّ خطا اے بدگماں

ترجمہ اے بدگمان اِس بدگمانی کو چھوڑ دو۔ اور خدائے جل وعلا کے قول اِنَّ بعض الظَّنِّ اِثْمٌ (تحقیق بعض ظن گناہ ہوا کرتے ہیں) کو پڑھو۔

تا بجوشد بر سر آرد زر زبد	بہر آن ست امتحان نیک و بد

لغات زبد۔ جھاگ۔ یہاں مراد میل ہے۔

ترجمہ کھوٹے کھرے کا امتحان اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ سونا جوش کھا کر میل کچیل کو اوپر لے آوے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے کہ امتحان اسی واسطے کیا جاتا ہے تاکہ کھوٹا کھرا معلوم ہو جائے اگر کھوٹا ہوگا تو اُس پہ میل آجائے گا اگر نہ ہوگا تو اُس پر ذرا بھی میل نہ آئے گا۔

او سگے بودے درانندہ نہ شاہ	گر نبودے کارش الہامِ الٰہ

لغات - درانندہ - پھاڑنے والا۔

ترجمہ اگر اس بادشاہ کا کام الہامِ الٰہی کے موافق نہ ہوتا تو وہ ایک پھاڑنے والا کتا ہوتا نہ بادشاہ۔

نیک کرد او لیک نیکِ بدنما	پاک بود از شہوت و حرص و ہوا

ترجمہ وہ بادشاہ حقیقت میں شہوت اور حرص وہوا سے پاک تھا۔ اور اُس نے جو کام کیا اچھا کیا لیکن ظاہر میں بُرا معلوم ہوتا ہے (جو سمجھنے والوں کی سمجھ کا قصور ہے)۔

صد دُرستی در شکستِ خضر ہست	گر خضر در بحر کشتی را شکست

لغات - خضر- علمائے اسلام کے ان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ ولی تھے۔ بعض کہتے ہیں نبی تھے۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہ وہ نماز پڑھتے تھے وہ جگہ سرسبز ہو جاتی تھی اس لیئے انہیں خضر کہتے ہیں کیونکہ اس لفظ کے لغوی معنی سبز کے ہیں۔

ترجمہ اگرچہ خضر علیہ السلام نے سمندر میں کشتی کو توڑ پھوڑ دیا تھا مگر اُنکے توڑنے میں سو درستی تھی

مطلب یہ ہے کہ اُن کا کشتی میں چھید کر دینا حکمت پر مبنی تھا جسے اُنہوں نے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیان کر دیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

شد ازاں محجوب تو بے پر مپر	وہمِ موسیٰ با ہمہ نور و ہنر

لغات - وہم - خیال -

ترجمہ - (لیکن) موسیٰ علیہ السلام کا خیال باوجود کمال نور معرفت اور ہنر کے اس بات کی حقیقت دریافت کرنے سے محجوب رہا۔ اس لیے تو بے پر کی نہ اُڑا۔

مطلب یہ ہے کہ بعض وقت کسی بات کی حقیقت معلوم نہ ہونے پر جھٹ اس بات کا انکار نہیں کر دینا چاہیے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شبہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اُلو العزم رسول تھے۔ توریت انہیں عطا ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے پھر انہیں حضرت خضر علیہ السلام کے کاموں کی لِم کیوں معلوم نہ ہوئی۔

ازالہ۔ بعض نفوس ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے قوائے خیالیہ وحسیہ روحانی انوار ولمعان کے باعث ضعیف ہو جاتے ہیں اور اُن کی قوت ملکیہ اُن پر یہاں تک غالب ہو جاتی ہے کہ اگر ان کو طبقہ ملائکہ میں شمار کیا جائے تو کچھ بعید نہیں۔ ان کی روح علوم ومعارف الٰہیہ کے۔ بیے بمنزلہ ایک صیقل شدہ آئینہ کے ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں ان پر بلا واسطہ عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے ہیں جن کو علم لدنی کہتے ہیں۔ اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مگر اُن کے مراتب متفاوت ہوتے ہیں۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم کے باعث مخلوق کی طرف زیادہ توجہ تھی اس لیے اُن پر اُسے قسم کے علوم فائض ہوتے تھے۔ ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا اُن کے حق میں اُن کے مقاصد کے منافی تھا۔ بر خلاف حضرت خضر علیہ السلام کے کہ وہ ملکیت غالب آجانے کی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں مل گئے تھے۔ اِس لیے نظر سے غائب ہو جانا اور ہزاروں کوس دم مارتے میں چلا جانا، سمندروں پر سے پار اُتر جانا اُن کے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا۔ اب عام جاہل صوفیوں نے جو اس قصہ سے یہ سمجھ لیا ہے کہ باوا شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے نماز وروزہ حرام وحلال کے ہم پابند نہیں۔ ہم عالم غیب کے مختار ہیں جسکو جو چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر اس اعتقاد سے جہلا کا ان سے حاجات طلب کرنا۔ اور ان لوگوں کا شراب وغیرہ نشئی چیزیں استعمال کرنا اور معترض کو یہ کہنا کہ باوا موسیٰ نے بھی خضر پر ایسے ہی اعتراض کیے تھے یہ علم لدنی کی باتیں ہیں جو مرشدوں سے حاصل ہوتی ہیں وغیرہ ذلک من الخرافات۔ محض وسوسہ شیطانی اور دامِ تزویر ہے +

آں گلِ سرخ است تو خونش مخواں	مستِ عقل است او تو مجنونش مخواں

ترجمہ وہ بادشاہ گلسرخ ہے تم اُسے خون نہ کہو۔ اور وہ اپنی عقل میں مست ہے اُسے دیوانہ نہ کہو۔

مطلب۔ یہ شعر اس بات کی تمثیل ہے کہ بعض اچھے برے امور ہم شکل ہو کرتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو اِس بات سے اُن کا اتحاد لازم نہیں آتا۔ چنانچہ گُلِ سرخ اور خون کا رنگ ملتا جلتا ہے۔ تو اَب گُلِ سرخ کو جو لطیف و نظیف ہے خون جو نجس ہے نہیں کہہ دینا چاہیئے۔ اسی طرح جو شخص کمالِ عقل میں مست ہے اُسے دیوانہ نہیں کہنا چاہیئے۔

کافرم گر بُردمے من نامِ او	گر بُدے خونِ مسلماں کامِ او

ترجمہ اگر اس بادشاہ کا کام مسلمانوں کا خون کرنا ہوتا۔ تو بخدا میں کافر ہی ہوتا اگر اُس کا نام بھی لیتا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بادشاہ مسلمانوں کا خونریز ہوتا تو میں اُسکا کبھی نام تک بھی نہ لیتا

بدگماں گردد ز مدحش متقی	مے بلرزد عرش از مدحِ شقی

لغات۔ شقی۔ بدبخت۔

ترجمہ بدبخت کافر کی تعریف سے عرشِ الٰہی کانپتا ہے اور متقی اُسکی مدح سے بدگمان ہوجاتا ہے

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بادشاہ خونریز ہوتا تو اُسکی مدح کی مجھے کیا ضرورت تھی کیا میں اس حدیث کو نہیں جانتا کہ بدبخت کافر کی مدح سے عرشِ عظیم کانپ جاتا ہے اور متقی لوگ بھی اُس کی مدح سے مادح پر بدگمان ہو جاتے ہیں کہ یہ بھی اس خیال کا ہوگا جو اُس ظالم کی مدح کر رہا ہے۔

خاص بود و خاصۂ اللہ بود	شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود

لغات۔ آگاہ۔ واقف۔ عارف۔

ترجمہ وہ تھا تو بادشاہ مگر اعلےٰ درجے کا عارف بادشاہ تھا اور بندگانِ عالم کے لیے خاص تھا اور خدا تعالیٰ کا بھی خاص بندہ تھا۔

سوئے تخت و بہترین جائے کشد	آں کسے را کش چنیں شاہے کشد

ترجمہ۔ جس شخص کو ایسا بادشاہ مار ڈالے۔ تو اُسے خدا تخت اور بہترین جگہ کی طرف ہی کھینچے گا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطلب یہ ہے اس قتل میں مقتول کا بھی نفع تھا کہ وہ آیندہ گناہوں سے بچ گیا جیسے کہ وہ لڑکا جسے حضرت خضر نے مار ڈالا تھا۔ آیندہ گناہوں سے بچگیا اور جنتی ہوا۔

قہر خاصے از برائے لطف عام	شرع مے دارد روا بگذار گام

ترجمہ۔ عوام کی منفعت کے لیئے کسی خاص کو ضرر پہنچانا۔ شرع جائز رکھتی ہے راہ اعتراض میں قدم نہ بڑھا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی خاص شخص کے ضرر میں عوام کا نفع ہو تو شرعاً اُس خاص کو ضرر پہنچانا جائز ہے۔ یہاں بادشاہ کا مرنا عامہ خلائق کی مضرت کا باعث تھا۔ کیونکہ وہ بادشاہ دیندار اور عادل تھا۔ اس لیئے ایک خاص شخص یعنی زرگر کے ضرر کو اُس کے لیے جائز رکھا گیا۔ اس لیے اس میں اعتراض کی گنجایش نہیں۔

گر ندیدے سود او در قہر او	کے شدے آں لطفِ مطلق قہر او

لغات۔ لطف مطلق سے مراد حکیم۔

ترجمہ اگر وہ حکیم اس زرگر پر غضب کرنے میں فائدہ نہ دیکھتا تو وہ مجسم مہربانی (یعنی حکیم) اُس زرگر کے لیئے غضب کیوں بنتا۔

مطلب یہ ہے کہ اُس طبیب غیبی نے جو مجسم مہربانی تھا زرگر کا فائدہ اُس کے قتل میں سوچا ہوگا ورنہ اُسے کیا ضرورت تھی کہ ایک بے گناہ شخص کو مار ڈالتا۔

طفل مے ارزد زنیشِ احتجام	مادرِ مُشفق ازاں غم شاد کام

لغات۔ احتجام۔ پچھنے لگوانا

ترجمہ۔ بچہ پچھنے لگوانے کی تکلیف سے ڈرتا ہے۔ مگر ماں مہربان اُسکے غم سے خوش ہوتی ہے

مطلب یہ ہے کہ بچے کو چونکہ سمجھ نہیں ہوتی اس لیے وہ پچھنے لگوانے سے بہت ڈرتا ہے چیختا ہے۔ چلاتا ہے۔ مگر ماں اُس کے رونے کی پروا نہیں کرتی کیونکہ جانتی ہے کہ اس کا فائدہ پچھنے لگوانے میں ہی ہے۔ اسی طرح وہ زرگر اگرچہ اپنی موت کو برا سمجھتا تھا مگر طبیب جو اُس کے لیے بمنزل مادر مہربان تھا جانتا تھا کہ اسکی بھلائی موت میں ہی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آنچہ در وہمت نیایدآن دہد	نیم جاں بستاند وصد جاں دہد

لغات نیم جان سے مراد ضعیف وحقیر جان ہے۔ صد جان سے مراد کامل و اعلیٰ جان ہے
ترجمہ خدا تعالیٰ ضعیف وحقیر جان لیتا ہے تو اس کے عوض میں اعلےٰ جان دیتا ہے
یا کئی سو جان دیتا ہے اور جو تمہارے وہم وخیال میں نہیں آتا وہ عطا کرتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو ظاہری موت دیتا ہے تو اُسے حیات ابدی
سے جو اعلیٰ زندگی ہے سرفراز کرتا ہے اس لیے اُسکے مارنے پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

دُور دُور افتادہ بنگر تو نیک	تو قیاس از خویش میگیری ولیک

ترجمہ تو (خدا کے افعال کا) اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ لیکن اگر تو غور سے
دیکھے تو اُس سے بہت دور جا پڑا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اپنے افعال پر قیاس کر کے یہ نہ کہنا چاہیئے کہ جس طرح ہمارے
قہر وغضب میں سوائے مغضوض کے رنج وضرر کے کوئی فائدہ و آرام ملحوظ نہیں ہوتا
خدا کے قہر وغضب کا بھی یہی حال ہے۔ بلکہ خدا کے قہر میں ہزاروں فوائد مضمر ہوتے
ہیں۔ جنہیں ہماری ناقص عقلیں نہیں سمجھ سکتیں۔

بو کہ یابی از بیانم حصۂ	پیشتر آتا بگویم قصۂ

لغات بو، بود کا مخفف ہے جس کے معنی شاید کے ہیں۔
ترجمہ زیادہ نزدیک آ کہ میں تم سے ایک قصہ بیان کروں شاید کہ میرے
بیان سے تمھیں بھی حصہ مل جائے یعنی اسطرح کے واقعات کی حقیقت سے تمھیں بھی واقفیت ہو جائے

حکایت بقال وطوطی و روغن ریختن طوطی در دکان و اعتراض بقال و خاموش ماندن طوطی

ترجمہ۔ عطار وطوطی کی حکایت، اور اس طوطی کا دوکان میں روغن گرا دینا اور عطار کے
اعتراض کے جواب میں خاموش رہنا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ربط۔ یہ حکایت مذکورہ بالا شعر سے تو قیاس از خویش مگیری و لیک سے مربوط ہے اور اس حکایت کا خلاصہ و ماحصل یہ ہے کہ اہل اللہ کے افعال کو اپنے اوپر قیاس کرنا سخت غلطی ہے

بود بقالے مر اورا طوطیے	خوش نوائے سبز و گویا طوطیے

لغات۔ بقال۔ عطار، بنیا۔ طوطیے کی یا وحدت کے لیے ہے۔ خوش نوا۔ خوش آواز۔
ترجمہ ایک عطار یا بنیے کے پاس ایک خوش آواز، سبز رنگ والا طوطی تھا۔

بر دکاں بودے نگہبانِ دکاں	نکتہ گفتے با ہمہ سوداگراں

لغات۔ نکتہ کے اصلی معنی ہیں باریک و لطیف بات کے مگر یہاں مطلق کلام مراد ہے۔ سوداگران روزمرہ کے سودا لینے والے۔
ترجمہ دکان پر نگہبانی کے لیے رہا کرتا اور سودا خریدنے والوں سے باتیں کیا کرتا تھا۔

در خطابِ آدمی ناطق بُدے	در نوائے طوطیاں حاذق بُدے

لغات خطاب۔ کلام۔ ناطق۔ باتیں کرنے والا۔ نوا آواز۔ حاذق۔ ماہر۔
ترجمہ۔ انسانوں کی کلام میں بھی گفتگو کرتی اور طوطیوں کی آوازمیں بھی مہارت رکھتا تھا

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود	در دکاں طوطی نگہبانی نمود

لغات خواجہ۔ مالک۔
ترجمہ ایک دن صاحب دکان گھر کی طرف گیا ہوا تھا اور دکان میں طوطی نگہبانی کر رہا تھا

گربۂ برجست ناگہ از دکاں	بہرِ موشے طوطیک از بیم جاں
جَست از صدرِ دکاں سوئے گریخت	شیشہائے روغنِ گل را بریخت

ترجمہ ناگاہ ایک بلی چوہا پکڑنے کے لیے دکان میں کودی۔ تو طوطی جان کے خوف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے صدر دکان سے جست کرکے ایک طرف کو بھاگی اور گل روغن کے شیشوں کو گرا کر توڑ دیا۔

از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش	بر دکاں بنشست فارغ خواجہ وش

لغات وش کے معنی مانند و طرح کے آیا کرتے ہیں۔

ترجمہ اُس کا مالک جب گھر سے دکان پر آیا اور مالکوں کی طرح بے فکر ہو کر بیٹھ گیا۔

دید پُر روغن دکاں جامہ چرب	بر سرش زد گشت طوطی کل زضرب

لغات ۔ کل ۔ گنجا۔

ترجمہ تو کیا دیکھتا ہے کہ دکان روغن کے گرنے سے لتھڑ رہی ہے اور فرش وفروش سب چکنے ہو رہے ہیں (یہ دیکھتے ہی) طوطی کے سر پر اتنا مارا کہ وہ گنجا ہوگیا۔

روزکے چندے سخن کوتاہ کرد	مرد بقّال از ندامت آہ کرد

لغات روزکے ۔ چند روز، کاف تصغیر کے لیے ہے جو تحقیر و تعظیم دونوں کے لیے بن سکتا ہے۔ سخن کوتاہ کرد ۔ یعنی کلام نہ کیا۔

ترجمہ چند روز تک طوطی نے کلام کرنا چھوڑ دیا۔ جس کے باعث عطار حسرت سے آہ وزاری کرتا تھا کہ کیوں یہ کلام نہیں کرتا۔

ریش بر میکند و میگفت اے دریغ	کافتاب نعمتم شد زیر تیغ

ترجمہ داڑھی نوچتا تھا اور کہتا تھا ہائے افسوس میری نعمت کا آفتاب تہ تیغ ہوگیا (یعنی غروب ہوگیا)

دستِ من بشکستہ بودے آں زماں	چوں زدم من بر سرِ آں خوش زباں

ترجمہ ۔ افسوس جس وقت میں نے اُس خوش زبان کے سر پر مارا تھا میرا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہوتا (کہ مار نہ سکتا)۔

ہدیہ ہا مید اد ہر درویش را	تا بیابد نطقِ مرغِ خویش را

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ ہرایک فقیر کو خیرات دیتا تھا تاکہ اپنے جانور کی گویائی کو پھر حاصل کرے (یعنی تاکہ وہ جانور پھر بولنے لگے)۔

بعدِ سہ روز و سہ شب حیران و زار	بر دُکاں بنشستہ بُد نومید وار

ترجمہ تین رات دن کے بعد ایک دن عطار دُکان پر نا امید کی طرح حیران و زار بیٹھا ہوا تھا

باہزاراں غصہ و غم گشت جُفت	کاے عجب ایں مرغ کے آید بگفت

لغات - جُفت گشتن - ہمقرین ہونا - گفت گفتن کے معنی میں ہے -
ترجمہ نہایت غصہ اور غم میں بیٹھا (سوچ رہا) تھا کہ ہائے افسوس یہ جانور کب گفتگو کرے گا -

مے نمود آں مرغ را ہر گوں شگفت	وز تعجب لب بدنداں میگرفت

لغات - شگفت - شے عجیب - ہرگوں - ہر قسم -
ترجمہ اس جانور کو ہر طرح کی عجیب چیزیں دکھاتا تاکہ بولے اور اُس کے نہ بولنے پر) تعجب سے دانتوں میں لبوں کو دباتا تھا - (قاعدہ ہے کہ انسان تعجب کے وقت لبوں کو نچلے دانتوں میں دبایا کرتا ہے)

دمبدم میگفت با او ہر سخُن	تاکہ باشد اندر آید در سخُن

ترجمہ ہر لحظہ اُس سے نئی بات کرتا تھا کہ شاید بولنے لگے -

بر امیدِ آنکہ مرغ آید بگفت	چشمِ او را با صُور مے کرد جُفت

لغات صُوَر - صورت کی جمع ہے جس کے معنی تصویر کے ہیں - جفت کردن قریب کرنا - نزدیک کرنا -
ترجمہ - اس امید پر کہ جانور بولنے لگے اُس کی آنکھوں کے قریب طرح طرح کی تصویریں کرتا تھا -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو لقیے سر برہنہ مے گذشت	باسرِ بے موچو پشتِ طاس و طشت

لغات۔ جولقی۔ گدڑی پوش۔ قلندر۔
ترجمہ (کہ اس اثنا میں) ایک گودڑی پوش فقیر برہنہ سر جس کے سر پر سطح طشت کی طرح ایک بال بھی نہ تھا سامنے سے گذرا۔

طوطی اندر گفت آمد در زماں	بانگ بر درویش زد کہ ای فلاں

ترجمہ اُسکو دیکھتے ہی طوطی بول اُٹھا اور اُس فقیر پر آوازہ کس کر کہا کہ او فلانے!

از چہ اے کل با کلاں آمیختی	تو مگر از شیشہ روغن ریختی

لغات۔ کل۔ گنجا۔
ترجمہ اے گنجے تو کس لیے گنجوں میں شامل ہو گیا شاید تو نے بھی روغن کا شیشہ توڑا ہے۔

از قیاسش خندہ آمد خلق را	کو چو خود پنداشت صاحب دلق را

ترجمہ لوگوں کو اُس کے اس قیاس سے ہنسی آئی کہ اس نے گودڑی کو بھی اپنے جیسا ہی خیال کیا۔ (کہ اس نے بھی کہیں روغن گرایا ہوگا اور مار پیٹنے سے گنجا ہو گیا ہوگا۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و سیر

لغات ماند۔ مشابہ ہے، ملتا جلتا ہے۔ شیر۔ دودھ۔ سیر۔ لہسن۔
ترجمہ بزرگوں کے افعال کو اپنے افعال پر قیاس نہ کرو اگرچہ لکھنے میں شیر و سیر ملتے جلتے ہیں
مطلب یہ ہے کہ بزرگوں کے کام اپنے اوپر قیاس نہیں کرلینے چاہئیں۔ دیکھو شیر و سیر میں تجنیس خطی ہے یعنی لکھنے میں ملتے جلتے ہیں مگر حقیقت میں انکے درمیان بہت فرق ہے۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد	کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد

لغات۔ ابدال۔ ایک قسم کے اولیاء اللہ ہیں جو ہر وقت چالیس موجود رہتے ہیں جب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان میں سے ایک مرجاتا ہے تو کوئی اور اُس کی جگہہ لے لیتا ہو غرضکہ یہ عدد کسی وقت کم نہیں ہوتا
ترجمہ اکثر لوگ اس وجہ سے گمراہ ہوئے ہیں (کہ اُنھوں نے اولیاء اللہ کے افعال کو اپنے افعال پر قیاس کیا) وہ شخص تھوڑے ہیں جو اولیاء اللہ کے حالات سے آگاہ ہوئے ہیں

نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود	اشقیا را دیدہ بینا نبود

لغات - اشقیا - شقی کی جمع ہے جس کے معنی بدبخت کے ہیں -
ترجمہ بدبخت لوگوں کی آنکھیں بینا نہ تھیں - اسی لیے اُنکی نظر میں نیک بد یکساں دکھائی دیئے

اولیا را ہمچو خود پنداشتند	ہمسری با انبیا بر داشتند

ترجمہ (اور) انبیا علیہم السلام کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیا اور اولیاء اللہ کو اپنے جیسا خیال کرلیا -

ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور	گفت اینک ما بشر ایشاں بشر

ترجمہ (اور) کہنے لگے یہ دیکھیے ہم بھی آدمی اور یہ بھی آدمی - ہم اور یہ سب خواب و خورش کے پابند و مقید (پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق)
مطلب قرآن مجید میں بھی خدا تعالیٰ کفار کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (یعنی کفار انبیاء علیہم السلام سے کہتے تھے کہ تم بھی تو ہم جیسے ہی آدمی ہو) ایک اور جگہہ آیا ہے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ - یعنی اس پیغمبر کو کیا ہوگیا ہے کہ ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے) -

ہست فرقے درمیاں بے منتہا	ایں ندانستند ایشاں از عمٰی

لغات - عمٰی - اندھاپن - عدم بصیرت -
ترجمہ ان کفار کو کوریِ دل کے باعث یہ معلوم نہ ہوا کہ دونوں کے درمیان بے انتہا فرق ہے (کجا وہ اور کجا رسول)

لیک شد زیں نیش و زاں دیگر عسل	ہر دو یک گل خورد زنبور و نحل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات۔ نحل۔ شہد کی مکھی۔

ترجمہ بھڑ اور شہد کی مکھی دونوں ایک ہی قسم کے پھول چوستی ہیں۔ لیکن اس بھڑ کے چوسے ہوئے رس سے تو ڈنگ بنتا ہے اور شہد کی مکھی کے چوسے ہوئے رس سے شہد (جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے وَفِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ)

مطلب اب یہاں سے مولانا مضمون مذکورہ بالا کی چند مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ مضمون اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ فرماتے ہیں دیکھو خدا کی قدرت وہی پھول بھڑ چوستی ہے اور اسی کو شہد کی مکھی مگر وہ بھڑ میں زہر پیدا کرتا ہے اور شہد کی مکھی میں شہد۔

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب ‏ ‏ ‏ ‏ زیں یکے سرگیں شد و زاں مشکِ ناب

لغات۔ گوں۔ قسم۔ سرگین مینگنی۔ گوبر، لید۔ ناب۔ خالص۔

ترجمہ دونوں قسم کے ہرن ایک ہی قسم کا گھاس کھاتے اور پانی پیتے ہیں مگر ایک سے تو گوبر بنتا ہے اور دوسرے سے خالص کستوری پیدا ہوتی ہے۔

مطلب یہ دوسری مثال ہے۔ فرماتے ہیں دیکھو کستورا ہرن اور معمولی ہرن دونوں ایک ہی قسم کی خوراک کھاتے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت ایک میں اس خوراک سے گوبر پیدا ہوتا ہے اور دوسرے میں کستوری۔

ہر دو نے خوردند از یک آبخور ‏ ‏ ‏ ‏ آں یکے خالی و آں پُر از شکر

لغات۔ آبخور۔ پانی پینے کی جگہ یعنی گھاٹ۔

ترجمہ۔ دونوں قسم کے نے ایک گھاٹ سے ہی پانی پیتے ہیں۔ مگر ایک تو خالی رہتا ہے اور دوسرا پُر از شکر ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ گنا اور نرکل ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں مگر ایک میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے اور دوسرا خالی رہتا ہے۔

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں ‏ ‏ ‏ ‏ فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

لغات۔ اشباہ۔ شبہ کی جمع ہے جس کے معنی مثال کے ہیں۔ ہفتاد کے عدد سے زیادتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مقصود ہے نہ یہ مدت مخصوص۔
ترجمہ ایسی اور لاکھوں مثالیں دیکھ لو۔ اور ان میں بہت سا فرق ملاحظہ کر لو۔
مطلب یعنی اور لاکھوں مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی امر میں شریک ہونے سے ضروری نہیں کہ نتیجہ دونوں میں ایک ہی ہو۔

ایں خورد گردد پلیدی زو جدا	واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

ترجمہ یہ کھاتا ہے تو اس سے نفسانی خواہشات کی پلیدی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ دوسرا کھاتا ہے تو وہ سب کا سب نورِ خدا بنتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ عوام اور اولیا ایک قسم کا ہی کھانا کھاتے ہیں۔ مگر ایک میں پلیدی بنتی ہے اور دوسرے میں نور۔

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد	واں خورد زاید ہمہ عشقِ احد

ترجمہ شقی کے کھانے سے بخل و حسد اور تقی کے کھانے سے عشقِ خدا پیدا ہوتا ہے (اس شعر میں گویا پلیدی اور نورِ خدا کی تفسیر ہے)

ایں زمین پاک و آں شور است و بد	ایں فرشتہ پاک و آں دیو است و دد

لغات دد۔ چارپایہ ہا درندہ۔
ترجمہ دشقی اور تقی دونوں کا فرق بیان کرتے ہیں) کہ ایک (یعنی تقی) تو پاک زمین کی طرح ہے اور وہ دوسرا (یعنی شقی) زمین شور و بد ہے (کہ جس میں کچھ اگتا ہی نہیں) یہ (یعنی تقی) فرشتہ پاک نہاد ہے اور وہ (یعنی شقی) دیو اور درندہ۔

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست	آبِ تلخ و آبِ شیریں را صفاست

ترجمہ۔ (ظاہر میں) اگر دونوں صورتیں ملجائیں تو جائز ہے۔ دیکھو میٹھا اور کڑوا پانی دونوں صاف ہوتے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ ظاہری صورت ایک ہونے سے خواص و خصائل ایک نہیں بنا یا کرتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آخر کڑوے اور میٹھے پانی کی صورت تو ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔

جز کہ صاحب ذوق نشناسد شراب	او شناسد آب خوش از شورہ آب

لغات۔ صاحبِ ذوق۔ جس کی قوتِ ذائقہ درست ہو۔

ترجمہ صاحب ذوق کے سوا اشیائے نوشیدنی کو کوئی پہچان نہیں سکتا۔ اور وہی کڑوے اور میٹھے پانی میں تمیز کر سکتا ہے

مطلب یہ ہے کہ میٹھی اور کڑوی چیزیں یا باقی ذائقوں میں وہی تمیز کر سکے گا جس کی قوت ذائقہ درست ہوگی۔

جز کہ صاحب ذوق نشناسد طعوم	شہد را ناخوردہ کے داند ز موم

لغات۔ طعوم۔ ذائقے۔

ترجمہ صاحبِ ذوق کے سوا ذائقوں کو کون پہچان سکتا ہے۔ جس نے شہد نہ کھایا ہو وہ اُسے موم سے کس طرح تمیز کر سکتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب تک انسان کا ذوق باطنی صحیح نہ ہو نیک و بد میں امتیاز مشکل ہے۔ کیونکہ اکثر ظاہر میں اُن کی صورت و شکل ایک جیسی ہوتی ہے۔

سحر را با معجزہ کردہ قیاس	ہر دو را بر مکر پندارد اساس

لغات۔ اساس۔ بنیاد۔ نیو۔

ترجمہ (فرعون نے) جادو کو معجزہ کے ساتھ قیاس کر کے دونوں کی بنیاد مکر پر تصور کی ہے

مطلب۔ ظاہر پرستوں کی غلطی کا بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو فرعون نے معجزہ اور سحر کو جو وہ ظاہری شکل میں ملتے تھے ایک ہی تصور کر کے کہہ دیا کہ اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيْمٌ اور سمجھ لیا کہ بس دونوں کی بنیاد مکر پر ہی ہے۔ حالانکہ اُن میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔

ساحراں با موسیٰ از استیزہا	بر گرفتہ چوں عصائے او عصا

لغات استیزہا۔ ستیزہ کی جمع ہے جس کے معنی لڑائی کے ہیں۔ یہاں مراد مقابلہ ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ (اسی طرح) ساحر مقابلہ کے لیے موسٰی علیہ السلام کے عصا کی طرح عصا لائے۔
مطلب یہ ہے کہ چونکہ ان ساحروں نے حضرت موسٰی علیہ السلام کے عصا کو اپنے عصا جیسا ہی خیال کر لیا تھا اسی واسطے مقابلہ کے لیئے آمادہ ہو گئے تھے حالانکہ ان دونوں عصاؤں میں بہت فرق ہے

زین عمل تا آں عمل راہے شگرف	زین عصا تا آں عصا فرقیست ژرف

لغات ژرف۔ گہرا، عمیق۔ شگرف۔ قوی۔ بڑا۔
ترجمہ اس عصا اور اس عصا میں بہت گہرا فرق ہے اور اس عمل میں اس عمل تک بعید مسافت ہے
مطلب یہ ہے کہ ان ساحروں نے تو دونوں عصا کو ایک سمجھا تھا حالانکہ ان دونوں میں بہت فرق تھا اور عمل ساحرین و عمل موسوی کے مابین بُعد المشرقین کی مسافت تھی۔

رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا	لعنت اللہ این عمل را در قفا

لغات قفا۔ پیچھے۔ وفا۔ پورا کرنا۔
ترجمہ اس عملِ ساحرین کے پیچھے خدا کی لعنت ہی اور اس عمل کے پورا کرنے میں رحمت خداوندگار ہے
مطلب یہ ہے کہ حضرت موسٰی نے چونکہ وہ کام امر ربی سے کیا تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہی کہ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ۔ اس لیئے اُن کے عمل کے قرین تو رحمت خدا تھی اور جادو کا عمل چونکہ کفر ہے اس لیئے اُس کے ساتھ لعنت خدا تھی۔

آفتے آمد درونِ سینہ طبع	کافراں اندر مِرے بوزینہ طبع

لغات مِرے بکسر تین و یائے مجہول) برابری کرنا۔ مقابلہ کرنا۔
ترجمہ کافرینکوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں بندر کی سی طبیعت رکھتے ہیں اور یہ طبیعت بھی انسان کے اندر ایک آفت ہے (کہ طرح طرح کے کام کرنے پر ابھارتی ہے۔
مطلب یہ ہے کہ کافروں کی طبیعت تو بندروں کی طرح ہے کہ ہر چیز کی نقلیں اتارنے لگ جاتے ہیں یعنی جس طرح بندروں کے کام اور انسانوں کے کام میں فرق ہوا کرتا ہے اسی طرح کافروں اور مسلمانوں و دینداروں کے کام میں بھی فرق ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ یہ طبیعت آدمی کے لیے بڑی بلا ہے کہ طرح طرح کی برائیوں پر ابھارتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرے مصراع میں لفظ طبع کے معنی مہر کے لیے جائیں تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ اعمال بد کرتے کرتے سینہ پر مُہر کفر لگ جانا بھی ایک آفت ہے کہ اس سے پھر کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کی قابلیت انسان میں نہیں رہتی اسی لیئے فرعون معجزہ کو سحر کہتا تھا کیونکہ وہ قابلیت جس سے وہ معجزے اور سحر میں فرق کر سکتا گناہوں کے باعث زائل ہو چکی تھی

ہر چہ مردم میکند بوزینہ ہم ۔۔۔ آں کند کز مرد بیند دمبدم

ترجمہ جو کچھ انسان کرتا ہے بندر بھی کر سکتا ہے اور جو کام آدمی سے دیکھتا ہے دمبدم وہی کرنے لگتا ہے (یعنی آدمی کی نقل اُتار لیتا ہے)

اوگماں کردہ کہ من کردم چو او ۔۔۔ فرق را کے داند آں استیزہ جو

ترجمہ بندر بھی خیال کرتا ہے کہ میں نے انسان کی طرح کام کر لیا۔ لیکن وہ ستیزہ جو یعنی مقابلہ کرنے والا اس فرق کو کب سمجھ سکتا ہے (جو ان دونوں کاموں میں ہے)

مطلب یہ ہے کہ انسان اور بندر کے فعل میں بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے انسان تو اُسے کسی مصلحت کو سوچ کر کرتا ہے۔ مگر بندر صرف نقّال ہے اس کی غرض و غایت کو نہیں سمجھتا جیسے انسان تو کسی چیز کی غرابت دیکھ کر تعجب سے ہنستا ہے مگر بندر صرف ہنسی کی نقل ہی اُتارتا ہے

ایں کند از امرِ و آں بہر ستیز ۔۔۔ بر سرِ استیزہ رویاں خاک ریز

ترجمہ یہ یعنی انسان تو کام کسی علت یا حکمِ خداوندی کے باعث کرتا ہے لیکن وہ یعنی بندر محض مقابلہ و نقل کے لیئے (اب مولانا فرماتے ہیں کہ) تم ان ستیزہ رو ضدی لوگوں کے مُنہ پر خاک ڈالو۔ (جنھیں اوصاف حمیدہ اور افعال ذمیمہ یکساں نظر آتے ہیں)۔

آں مُنافق باموافق در نماز ۔۔۔ از پئے استیزہ آید نے نیاز

لغات مُنافق وہ شخص جو اوپر سے مسلمان اور دل سے کافر ہو موافق سے مراد وہ شخص ہے جو دل اور ظاہر سے مسلمان ہو یعنی سچّا ایماندار۔ نیاز حضوری دل۔

ترجمہ منافق جو مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو محض مقابلہ کے لیئے نہ عاجزی اور حضوری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دل کے لیئے - یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لفظ ستے کی جگہ بے پڑھا جائے تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ وہ منافق مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے آتا ہے چونکہ صرف مقابلہ کے لیئے آتا ہے اور نقال ہوتا ہے۔ اس لیئے حضوری دل سے حاصل نہیں ہوتی - اور اگرچہ وہ عمل میں مسلمانوں سے بڑھ جائے مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔

در نماز و روزہ و حج و جہاد	با منافق مومناں در بُرد و مات

لغات بُرد جیت - سبقت - مات - ہار -

ترجمہ نماز، روزے اور حج وجہاد میں منافقوں کے ساتھ مومن جیت و ہار میں رہتے ہیں

مطلب یہ ہے کہ منافقین جو مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی غرض سے نماز روزہ پڑھتے تھے تو اس میں کبھی منافق بڑھ جاتے تھے اور کبھی مسلمان آگے نکل جاتے تھے۔

گرچہ ہر دو بر سرِ یک بازی اند	لیک باہم مروزی درازی اند

لغات مروزی باشندۂ مرو جو خراسان میں ایک شہر ہے رازی - باشندۂ رے جو عراق میں ایک شہر ہے -

ترجمہ اگرچہ وہ دونوں ایک ہی کام پر جھکے ہوتے ہیں لیکن اُن میں باہم ایسی نسبت ہے جیسی باشندۂ مرو اور باشندہ رے کے درمیان -

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ مسلمان اور منافق ایک طرح کا ہی کام کر رہے ہوتے ہیں مگر حقیقت میں اُن کے کاموں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا دونوں کے درمیان مسافت ہے یعنی بہت فرق ہے -

مومناں را بُرد باشد عاقبت	بر منافق مات اندر آخرت

ترجمہ انجامِ کار مومنوں ہی کی جیت ہوگی اور قیامت کے دن منافقوں پر ہار کی پھٹکار پڑے گی -

ہر یکے سوئے مقام خود رود	ہر یکے بر وفق نام خود رود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ ہر ایک اپنے مقامِ مقررہ میں چلا جائے گا۔ اور ہر ایک کے ساتھ اُس کے نام کے موافق معاملہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ مومن بہشت میں چلے جائیں گے اور کافر دوزخ میں قرار پکڑینگے

مومنش خوانیش جانش خوش شود	ور منافق تند و پر آتش شود

ترجمہ اگر کسی کو مومن کہو تو اُس کا دل خوش ہو جاتا ہے اور اگر اُسے منافق کہو تو غضب ناک و تند ہوتا ہے۔

مطلب۔ یہاں سے مولانا یہ بیان فرمانے لگے ہیں کہ حقائق و معانی کا ایسا اثر ہوا کرتا ہے کہ لفظ میں جو ایک ناقابل اعتبار شے ہے اس کا اثر آجاتا ہے۔ چنانچہ ذیل کے شعر میں اس کی مثال دیتے ہیں۔

نامِ آں محبوب از ذاتِ وے است	نامِ ایں مبغوض از آفاتِ وے است

لغات محبوب سے مراد مومن ہے اور مبغوض سے مراد کافر ہے۔

ترجمہ اس محبوب یعنی مومن کا نام اُس کی ذات کے باعث ہے اور اس مبغوض یعنی منافق کا نام اس کی آفات کے باعث ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مومن کا نام جو مومن رکھا گیا ہے تو اُس کی صفات حمیدہ کے باعث ہے اور اسی طرح منافق کا نام اُس کے افعالِ ذمیمہ کے باعث ہے۔

میم و واؤ میم و نون تشریف نیست	لفظِ مومن جز پئے تعریف نیست

لغات تشریف بزرگی۔ تعریف۔ جان پہچان کرانا۔ پہچنوانا۔

ترجمہ حرف میم واؤ، میم و نون میں کوئی بزرگی نہیں لفظ مومن تو صرف پہچنوانے کو ہے

مطلب یہ ہے کہ لفظ مومن و منافق اپنے معانی و حقائق کے باعث محبوب مبغوض ہیں نہ بہ اعتبار الفاظ کے کیونکہ مومن کے حروف (م و م ن) میں تو کوئی بزرگی و فضیلت نہیں۔ یہ تو صرف شناخت کے لئے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گر منافق خوانیش این نامِ دوں | ہمچو کژدم مے خلد در اندروں

ترجمہ۔ (اسی طرح اگر کسی کو منافق کہو تو یہ بُرا نام اُس کے اندر بچھو کی طرح خلش کرتا ہے
مطلب یہ ہے کہ جس طرح لفظ مومن کا حال ہے ویسا ہی منافق کا حال ہے کہ اسکے حروف میں کوئی بُرائی نہیں بلکہ جس حقیقت و معنی پر یہ دال ہے وہ بُرے ہیں۔

گر نہ ایں نام اشتقاقِ دوزخ است | پس چرا در وے مذاقِ دوزخ است

ترجمہ اگر یہ نام دوزخ سے مشتق نہیں ہے تو پھر اس میں دوزخ کا مذاق کیوں ہے۔
مطلب یہ ہے کہ یہ نام (یعنی منافق) ان افعال سے پیدا ہوا ہے جو دوزخ میں جانے کا باعث ہیں اس لیئے اس میں دوزخ کا مذاق پایا جاتا ہے کہ اس کے کہنے سے جھٹ حرارتِ غضب پیدا ہو جاتی ہے۔

زشتی ایں نامِ بد از حرف نیست | تلخی آں آبِ بحر از ظرف نیست

ترجمہ اِس نامِ بد کی بُرائی حروف کے باعث نہیں (جیسے کہ) سمندر کے پانی میں تلخی برتن سے نہیں آتی (بلکہ وہ خود کڑوا ہوتا ہے)
مطلب یہ ہے کہ حروف کو کسی نام کی بُرائی یا اچھائی میں دخل نہیں جیسے کہ برتن کو سمندر کے پانی کی تلخی میں دخل نہیں۔ کیونکہ وہ خود کڑوا ہوتا ہے۔

حرف ظرف آمد درو معنی چو آب | بحرِ معنی عندہٗ اُمُّ الکتاب

ترجمہ حرف بمنزلہ برتن کے ہے اور معنی بمنزلہ پانی کے ہیں اور بحرِ معانی تو وہ ذات پاک ہی ہے جس کے پاس اُمّ الکتاب یعنی لوح محفوظ ہے۔

بحرِ تلخ و بحرِ شیریں ہمعناں | در میاں شاں برزخٌ لایبغیان

لغات ہمعناں وہ دو سوار جو باگ سے باگ ملا کر چلیں۔ مراد برابر ہے۔
ترجمہ کڑوا اور میٹھا سمندر دونوں ساتھ ساتھ جاری ہیں اور اُن کے درمیان ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پردہ حائل ہے جس کے باعث وہ مختلط نہیں ہوتے۔

مطلب یہ ہے کہ افعال ذمیمہ اور اوصاف حمیدہ دو سمندر ہیں اور برابر ساتھ ساتھ جاری ہیں۔ اور بظاہر یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر ان کے مابین ایک ایسا پردہ حائل ہے جس کے باعث وہ آپس میں مختلط نہیں ہو سکتے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ افعال ذمیمہ وحمیدہ کے مابین ایک فارق پردہ ہوتا ہے۔ اگرچہ بظاہر ان میں فرق معلوم نہیں ہوتا مثلاً سخاوت واسراف، خرچ میں دونوں مشترک ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ سخاوت تو اس خرچ کا نام ہے جس میں زیادہ اہتمام دوسروں کے فوائد کا ہو۔ اور اسراف وہ خرچ ہے جس میں اپنی نفسانی خواہشات کا زیادہ اہتمام ہو۔ یہی حال باقی صفات ذمیمہ وحمیدہ کا ہے۔ چنانچہ کتب اخلاق میں یہ باتیں بالتفصیل مذکور ہیں۔

واں کہ ایں ہر دو ز یک اصلے رواں	برگذر زیں ہر دو رو تا اصل آں

ترجمہ اور چونکہ یہ دونوں ایک اصل سے جاری ہیں اس لیے ان دونوں سے گذر کر اصل کی طرف توجہ کرو۔

مطلب ۔ مضمون بالا سے انتقال کر کے مولانا توحید کی طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ یہ دونوں تلخ وشیریں دریا ایک اصل سے نکلے ہیں تم ان کو نہ دیکھو بلکہ اس اصل یعنی ذات خداوندی کو دیکھو۔ جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔

زرِ قلب و زرِ نیکو در عیار	بے محک ہرگز ندارد اعتبار

لغات ۔ زر کی را کو ضرورت شعری کے لئے مشدد کیا گیا ہے۔ قلب ۔ کھوٹا۔ عیار ۔ پرکھنا۔ محک ۔ کسوٹی۔

ترجمہ کھوٹا اور کھرا سونا پرکھنے میں بغیر کسوٹی کے معتبر نہیں ہوا کرتا۔

مطلب ۔ اب پھر مضمون سابق کی طرف رجوع فرماتے ہیں کہ جس طرح کھرا کھوٹا سونا کسوٹی پر پرکھنے سے ہی معلوم ہوتا ہے اور دیکھنے میں کچھ فرق نظر نہیں آتا۔ اسی طرح اوصافِ ذمیمہ وحمیدہ بظاہر یکساں نظر آتے ہیں مگر پرکھنے سے ان میں فرق بین نظر آنے لگتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

هر کرا در جان خدا بنهد محک | مر یقیں را باز داند او ز شک

لغات۔ محک سے مراد یہاں نورِ بصیرت ہے جس سے نیک و بد میں تمیز ہوتی ہے۔

ترجمہ۔ جس شخص کی جان میں خدا تعالیٰ کسوٹی یعنے نورِ بصیرت رکھ دیتا ہے تو وہ شخص یقین اور شک میں تمیز کر سکتا ہے۔

مطلب۔ پہلے شعر میں فرمایا تھا کہ کھرا کھوٹا سونا کسوٹی سے معلوم ہوتا ہے۔ اب اس شعر میں اوصافِ ذمیمہ کو اوصافِ قبیحہ سے تمیز دینے کی کسوٹی بتاتے ہیں اور وہ نورِ بصیرت ہے کہ جس سے یقینی اور شکی اوصاف میں تمیز ہو جاتی ہے۔

آنکه گفت استفت قلبک مصطفیٰ | آں کسے داند کہ پُر بُود از وفا

ترجمہ۔ اور یہ جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے دل سے فتوے پوچھ لیا کرو تو اُسے وہی شخص جانتا ہے جو وفا سے پُر ہو۔

مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے اِستَفتِ قَلبَکَ یعنی جب امور مشکوک پیش آئیں اور کوئی شرعی واضح دلیل اس حکم کی تحقیق کے لیئے نہ ملے تو اپنے دل سے ہی فتویٰ پوچھ کر عمل میں لایا کرو۔ تو یہ ایسے اشخاص کے لیئے فرمایا ہے جو پُر وفا ہو یعنی اس نے احکام الٰہی پورے کیئے ہوں اور اُن سے اُسے نورِ بصیرت عنایت ہوا ہو۔ ہر شخص کے لیئے یہ حکم نہیں ہے۔

در دہانِ زندہ خاشاکے جہد | آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد

ترجمہ۔ زندہ آدمی کے منہ میں اگر کوئی تنکا چلا جاوے تو اُسے آرام اُسی وقت آتا ہے جب اُسے باہر نکال پھینکے۔

مطلب۔ یہ مضمون بالا کی تمثیل ہے۔ یعنی اگر کھانے وغیرہ کے ساتھ تنکا منہ میں چلا جائے تو جب تک اُسے نہ نکالا جائے طبیعت کو آرام نہیں آتا۔ اسی طرح جنہیں احکامِ الٰہی کا پابند ہونے سے نورِ بصیرت عطا ہوتا ہے وہ فوراً مشتبہ امر کو معلوم کر لیتے ہیں اور اُس کے کرنے سے اجتناب کرتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چوں در آمد حسِّ زندہ پے بِبُرد	در ہزاراں لقمہ یک خاشاک خورد

ترجمہ ہزاروں لقموں میں ایک تنکا کھا گیا تھا مگر جب اندر گیا تو حس زندہ نے اُس کا پیچھا کیا۔

مطلب یہ ہے کہ ہزاروں لقموں میں ایک چھوٹے سے تنکے کی کیا حقیقت ہے مگر قوت حسیہ زندہ تھی اُس نے فوراً مطلع کر دیا۔ کہ تنکا اندر آیا اُسے نکالو اسی طرح صاحبانِ بصیرت پر بھی ذرا سا مشتبہ امر بھی پوشیدہ نہیں رہتا۔ نورِ بصیرت اُنھیں فوراً آگاہ کر دیتا ہے۔

حسِّ عقبےٰ نردبانِ آسماں	حسِ دنیا نردبانِ ایں جہاں

ترجمہ دنیاوی حس اس جہان کی سیڑھی ہے اور اُخروی حس آسمان تک پہنچنے کی سیڑھی ہے

مطلب یہ ہے کہ حِسِ دنیا سے تو اس جہان کے معلومات معلوم ہو سکتے ہیں مگر حِسِّ عقبےٰ یعنی نورِ معرفت عالمِ علوی کی سیڑھی ہے وہاں کے اسرار اسی سے منکشف ہوتے ہیں

صحت آں حس بجوئید از حبیب	صِحتِ ایں حس بجوئید از طبیب

لغات۔ حبیب سے مراد مرشد کامل ہے۔

ترجمہ اس (دنیاوی) حس کی صحت تو طبیب سے طلب کرو اور اُس اُخروی حس کی صحت مرشدِ کامل سے طلب کرو۔

صحتِ آں حس زتخریبِ بدن	صحتِ ایں حس زمعموریِ تن

ترجمہ اس حس جسمانی کی صحت تو بدن کی تندرستی پر موقوف ہے۔ مگر اُس حس روحانی کی صحت بدن کے تخریب سے حاصل ہوتی ہے۔

مطلب۔ بدن کے تخریب سے یہ مطلب ہے کہ طرح طرح کی ریاضات شاقہ اُس سے لی جائیں۔ نفسانی لذات کو کم کیا جائے۔

بعدِ ویرانیش آباداں کند	شاہ جاں مرجسم را ویراں کند

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ جان کا بادشاہ یعنی خدا تعالیٰ پہلے جسم کو ویران کریگا اور اُسکی ویرانی کے بعد پھر اُسے آباد کرے گا۔

مطلب یہ ہے کہ خدا کے حکم سے مرشد جو ریاضات و مجاہدات تمہیں بتلائے گا اُن سے پہلے تو تمہارے جسم کو ضرر پہنچے گا۔ اور مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کے معنی متحقق ہونگے مگر بعد ازاں اُسے حقیقی آبادی نصیب ہوگی اور حیاتِ روحانی حاصل کرے گا۔

اے خنک جانے کہ در عشقِ مآل
بذل کرد او خانمان و ملک و مال

لغات - مآل - انجام، مقصود۔

ترجمہ - وہ جان کیا ہی ٹھنڈی اور خوش ہے جس نے اپنے مقصد اصلی کے عشق میں اپنا ملک و مال اور گھر بار سب خرچ کر دیا۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے حیاتِ اُخروی حاصل کرنے کے لیئے اپنا مال و ملک سب کچھ خرچ کر ڈالا وہ بہت ہی خوش نصیب آدمی ہے۔

کرد ویراں خانہ بہرِ گنجِ زر
وز ہماں گنجش کند معمور تر

لغات - معمور - آباد

ترجمہ اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص نے خزانہ کی تلاش میں گھر کو ویران کر دیا اور پھر اُس خزانے سے اس کو پہلے سے بھی زیادہ آباد کیا۔

مطلب اب مولانا بدن کو ریاضات و مجاہدات سے ویران کر کے پھر اُسے آباد کرنے کی توضیح کے لیئے چند مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ اس کی ایسی مثال ہے جس طرح ایک شخص کو یہ معلوم ہوا کہ اس کے گھر میں خزانہ مدفون ہے۔ اُس نے تمام گھر کو کھود کر خزانہ نکال لیا۔ اور پھر اس خزانہ سے اُسکو پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ عمدہ بنایا۔

آب را ببرید و جُو را پاک کرد
بعد ازاں در جُو رواں کرد آبخورد

لغات - جُو - نہر۔ آبخورد - چشمہ۔ آب را ببریدن - یعنی پانی کو بند کر دینا۔

ترجمہ دیا اُس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص نے نہر کے پانی کو بند کر دیا اور پھر اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہر کو (غلاظتوں اور مٹی وغیرہ سے) پاک کیا۔ بعد ازاں اُس نہر میں چشمہ کا پانی جاری کیا۔
مطلب یہ کہ جسم کو خراب کر کے روح کو آباد کرنے کی دوسری مثال ہے۔

پوست را بشگافت پیکاں را کشید	پوست تازہ بعد ازانش بر دمید

لغات۔ پیکان۔ تیر یا برچھے کا پھل۔
ترجمہ (یا اُس کی مثال ایسی ہے) کہ کسی شخص نے کھال کو پھاڑ کر پیکان کو نکالا
اور بعد ازاں نیا پوست وہاں جم آیا۔
مطلب۔ یہ مضمون سابق کی تیسری مثال ہے۔ یعنی بدن کو ویران کر کے پھر
اسے آباد کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کے جسم میں تیر کا پیکان چبھ گیا جو کسی طرح نہیں
نکلتا تو آخر اس جگہ کو چیر پھاڑ کر اُسے نکالا گیا۔ اگرچہ اُس وقت تکلیف ہوئی مگر بعد ازاں وہ زخم
اچھا ہو گیا۔

قلعہ ویراں کرد وازکافر ستد	بعد ازاں بر ساختش صد برج و سد

لغات۔ سد۔ دیوار، فصیل۔
ترجمہ کسی نے قلعہ کو ویران کر کے کافر سے لیا اور بعد ازاں اُس میں کئی سو برج
اور فصیل بنا دی۔
مطلب۔ یہ چوتھی مثال ہے کہ یا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی مسلمانوں کے
بادشاہ نے کافروں کے قلعہ کا محاصرہ کر کے بارود وغیرہ سے اُنکی فصیل کو اُڑا کر فتح کر لیا۔ مگر بعد
ازاں اُسے پہلے سے مضبوط بنا دیا۔

کارِ بیچوں را کہ کیفیت نہد	اینکہ گفتم از ضرورت مے جہد

لغات۔ بیچون، بے مثل۔ مراد خداوند تعالیٰ ہے۔ کہ کدامیہ ہے۔
ترجمہ۔ خدا تعالیٰ کے کاموں کی جو بے مثل و بے مانند ہے کون کیفیت بیان کر سکتا ہے
اور یہ جو میں کہہ رہا ہوں صرف ضرورت کے واسطے بیان کر رہا ہوں۔
مطلب پہلے بیان سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وصول الی اللہ کا طریقہ ریاضت و مجاہدہ،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب فرماتے ہیں کہ بندہ کے لیئے تو وہی یہ ضروری امر ہے کہ ریاضت ومجاہدہ کرے مگر خداوند جلّ وعلا اس کا پابند نہیں کہ جو ریاضت ومجاہدہ کرے صرف اسی کو حیات روحانی عطا فرمائے بلکہ بعض اوقات وہ اپنے فضل وکرم سے ویسے ہی یہ دولت عطا فرمادیتا ہے۔ اور ہم اُس کے کاموں کی کیفیت اور طریقہ معین نہیں کر سکتے کہ صرف اسی طریقہ سے عنایت فرماتا ہے اور کسی طریق سے نہیں دیتا۔ اور یہ ریاضت ومجاہدہ کا طریقہ جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے محض ضرورت کے لیئے بیان کیا ہے۔ کہ سالک اس میں مشغول ہوں۔ کیونکہ محبت کا حق اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔

گہ چنیں بنماید وگہ ضد ایں | جز کہ حیرانی نباشد کارِ دیں

ترجمہ کبھی کوئی امر ایک طرح معلوم ہوتا ہے اور کبھی دوسری طرح۔ دین کے کام میں بجز سوائے حیرانی کے کچھ نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ کبھی تو ریاضت ومجاہدہ سے وصول الی اللہ حاصل ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وصول الی اللہ سے ریاضت ومجاہدہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ (صوفیوں کی اصطلاح میں پہلے طریقے کو سلوک کہتے ہیں اور دوسرے کو جذب اور پہلے طریقہ والے کو سالک اور دوسرے طریقہ والے کو مجذوب کہتے ہیں) پھر فرماتے ہیں کہ کارِ دین یعنی وصول الی اللہ حیرت کے سوا اور ہوتا ہی کیا ہے۔ اب اس حیرت سے مراد وہ حیرت نہیں جو ناواقفیت کے باعث ہوتی ہے بلکہ وہ حیرت مراد ہے جو واقفیت کے بعد کسی چیز کی حقیقت کا پورا احاطہ نہ کرنے سے ہوتی ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حیرت کی خوب توضیح کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ بوئے گل چنانم مست کرد کہ دامنم از دست برفت۔

کاملاں کز سرِ تحقیق آگہند | بیخود وحیران ومست ووالِہ اند

لغات۔ والہ۔ حیران وششدر

ترجمہ۔ کاملین جو تحقیق کے راز کے آگاہ ہوگئے ہیں وہ بیخود اور مست دیوانے ہورہے ہیں

مطلب یہ ہے کہ چونکہ وصول الی اللہ میں حیرت ہوا کرتی ہے یہی باعث ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کامل لوگ جو زمانۂ حقیقت سے آگاہ ہوئے ہیں سب بیخود و مست ہو رہے ہیں کچھ بیان نہیں کر سکتے کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جو اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے وہ حیرت سے ایسا بے خود ہو جاتا ہے کہ کچھ بتلا نہیں سکتا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

این مدعیان در طلبش بیخبر انند — آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

بل چنیں حیراں کہ غرقِ و مستِ دوست	نے چناں حیراں کہ پشتش سوے اوست

ترجمہ یہ اِن سے ہماری مراد ایسا حیران نہیں جس کی پشت اُس کی طرف ہو۔ بلکہ ایسا حیران مراد ہے جو دوست کے خیال میں حیران و مست ہو رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حیران سے وہ حیران نہ سمجھ لینا جو کسی چیز سے غافل ہوا کرتا ہی کیونکہ ایسا شخص عارف کس طرح کہلا سکتا ہے اور دوسرے کو کیا بتلا سکتا ہے۔ بلکہ ہماری مراد حیران سے وہ شخص ہے جو ذاتِ الٰہی کے خیال میں مستغرق و بیخود ہو رہا ہو۔

ویں یکے را روئے او خود روئے اوست	آں یکے را روے او شد سوے دوست

ترجمہ ایک تو وہ حیرت زدہ ہے جس کی توجہ دوست کی طرف ہو رہی ہے اور دوسرا وہ ہے جس کی توجہ عین دوست کی توجہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بعض سالکوں کو استغراق کم ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ سے بے خود نہیں ہوتے۔ اور بعض ایسے مستغرق ہوتے ہیں کہ اُن کی صفت توجہ بھی نہیں رہتی بلکہ توجہ حق میں فنا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی حال میں اُن سے بعض ایسے کلمات سننے میں آتے ہیں جو بظاہر شریعت کے مخالف ہوتے ہیں حسینؓ بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے اَنَا الحق اور بایزید بسطامی رحمۃ نے سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِیْ اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لَیْسَ فِی جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ ایسی حالت میں ہی کہا تھا۔

بو کہ گردی تو ز خدمت رو شناس	روئے ہر یک مے نگر مے دار پاس

لغات۔ بو بُوَد کا مخفف ہے۔ پاس۔ لحاظ و ادب۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ ہر ایک کی زیارت کر اور ادب کا لحاظ رکھ۔ شاید کہ اُن کی خدمت کی برکت سے تو بھی فقرا کا روشناس ہو جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اہل اللہ کی اوپر جو دو قسمیں مذکور ہوئی ہیں۔ یعنی ایک تو وہ جنھیں کم استغراقی کے باعث اپنے آپ کا ہوش ہے اور دوسرے وہ جو کمال استغراق کے باعث بالکل بے خود اور فنا فی اللہ ہیں۔ اُن کی زیارت کیا کرو۔ اور اُن کا ادب ملحوظ رکھا کرو۔ شاید کہ اُن کی زیارت کی برکت سے تمہیں بھی اس بات کا سلیقہ آ جائے کہ ولی وغیر ولی میں فرق کر سکو۔

دیدنِ دانا عبادت ایں بُود	فتحِ اَبوابِ سعادت ایں بُود

ترجمہ ایسے داناؤں کا دیکھنا ہی عبادت ہے اور یہی بات ابواب سعادت کی مفتاح ہے

مطلب یہ ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ زیارتِ مرداں کفارہ گناہ۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَنْ زَارَ عَالِمًا فَقَدْ زَارَنِیْ وَمَنْ زَارَنِیْ فَقَدْ زَارَ اللّٰہَ۔ تو اِس سے مراد اہل اللہ اور ولی ہیں کیونکہ حقیقی مرد اور عالم وہی ہیں۔

در فرق میان مُحقق و مُدّعی و مُحِق و مُبطل

ترجمہ۔ سچے اور جھوٹے اور صادق و کاذب میں فرق کا بیان

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست	پس بہر دستے نباید داد دست

ترجمہ چونکہ بہت سے شیطان آدمیوں کے لباس میں ہیں۔ اس لیئے بیعت کے لیئے ہر ایک ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیدینا چاہیئے۔

مطلب۔ پہلے فرمایا تھا کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں جا کر اُن سے فیض اُٹھایا کرو اب فرماتے ہیں کہ اتنے نسادہ لوح بھی نہ بن جانا کہ ہر شخص سے بلا تحقیق بیعت کرنے لگو۔ کیونکہ بہت سے لوگ انسانی صورت میں شیطانی کام کر رہے ہیں۔ اس لیئے بلا تحقیق بیعت نہ کرنا چاہیئے۔

زانکہ صیاد آورد بانگِ صفیر	تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات - صیاد - شکاری - صفیر - منہ سے سیٹی بجانا - جانوروں کی سی آواز نکالنا۔
ترجمہ کیونکہ شکاری جانوروں کی سی آواز نکالتا ہے تاکہ وہ مرغ گیر اس سے اُس جانور کو فریب دے کر پکڑ لے۔
مطلب - مضمون بالا کی توضیح کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ شکاری کا قاعدہ ہے کہ وہ ویسی ہی آواز نکالا کرتا ہے جو ہو بہو اس سے جانور سے ملتی ہو جسے وہ پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے تاکہ اپنے ہم جنس کی آواز سن کر وہ جانور جال میں آپھنسے۔

بشنود آں مرغ بانگِ جنسِ خویش	از ہوا آید بیابد دام و نیش

لغات - نیش کے اصلی معنی ڈنگ کے ہیں مگر مراد اس سے تکلیف و عذاب ہے۔
ترجمہ وہ جانور اپنے ہم جنس کی آواز سن کر ہوا سے اُترتا ہے اور آ کر جال و تکلیف میں پھنس جاتا ہے۔

حرفِ درویشاں بدزدد مردِ دُوں	تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں

لغات - سلیم - سانپ کا ڈسا ہوا - سادہ لوح - یہاں یہی آخری معنی مراد ہیں۔
ترجمہ کمینے مرد یعنی مکار درویشوں کے اقوال چرا لیتے ہیں تاکہ سادہ لوح پر اُن کا منتر پڑھیں۔
مطلب یہ ہے کہ مکار فقیر درویشوں کے کلمات یاد کر کے لوگوں کو سناتے ہیں اور اس طریق سے سادہ لوح شخصوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ہیں۔ اور آج کل تو لوگوں نے پیشہ ہی یہ اختیار کر رکھا ہے کہ اور کوئی سبیل روزگار نہیں تو چلیئے پیر ہی بن جائیں کہ بن محنت و مشقت روٹی ملتی جائے گی۔

کارِ مرداں روشنی و گرمی است	کارِ دُوناں حیلہ و بے شرمی است

ترجمہ - کامل مرشدوں کی پہچان روشنی ایمان اور گرمیِ عشق ہے اور کمینوں یعنی مکاروں کی پہچان حیلہ اور بے حیائی سے کام لینا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل میں تو روشنی ایمان کی جھلک اور گرمیِ عشق پائی جاتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر جو کمینے یعنی مکار ہوتے ہیں ان سے سوائے حیلہ سازی اور بے حیائی کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا
اس تقریب پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ نے مرشد کے
جو شروط قول الجمیل میں بیان فرمائی ہیں ۔ مختصر طور سے بیان کر دوں ۔

شرط اول ۔ علم قرآن و حدیث سے واقف ہو یعنی کم سے کم اتنا ہو کہ تفسیر مدارک
یا جلالین یا کسی اور متوسط تفسیر کو اچھی طرح ضبط کر چکا ہو ۔ اور قرآن مجید کی لغات مشکلہ، شان نزول
اعراب و قصص وغیرہ امور سے بخوبی واقف ہو ۔ اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ مصابیح
یا مشارق جیسی کتاب نہایت اچھی طرح ضبط کر چکا ہو ۔ اور اس کے لغات غریب اور اعراب
مشکل سے بخوبی واقف ہو ۔ اور متشابہات کی تاویل فقہائے دین کے طریقہ کے موافق جانتا ہو

شرط دوم ۔ متقی ہو ۔ یعنی ایسا ہو کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغائر پر مصر نہ ہو ۔

شرط سوم ۔ دنیا کا تارک اور آخرت کا راغب ہو ۔ اور طاعات مؤکدہ اور اذکار
ماثورہ پر ہمیشگی کرنے والا ہو ۔ اور ہر وقت دل کا تعلق خدا سے رکھتا ہو ۔

شرط چہارم ۔ مشروع کام کا لوگوں کو حکم کرتا ہو اور خلاف شرع کام سے روکتا ہو
مستقل رائے والا ہو ۔ تاکہ مریدوں کا اس پر اعتماد کامل ہو جائے ۔

شرط پنجم ۔ مرشدان کامل کی صحبت میں رہا ہو ۔ اور زمانہ دراز تک اُن سے
ادب سیکھا ہو ۔ اور اُن کے فیض باطنی سے مستفیض ہوا ہو ۔

شیر پشمیں از برائے گد کنند	بو مسیلم را لقب احمد کنند

لغات ۔ گد ۔ گداگری ۔ بو مسیلم ۔ مسیلمہ کذاب جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے عہد میں دعوۂ نبوت کیا تھا ۔

ترجمہ پشمینہ کا شیر گداگری کے لیئے بناتے ہیں ۔ اور عوام مسیلمہ کذاب کو احمد مختار
صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں ۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح گداگر پشمینہ وغیرہ کا شیر بنا کر لوگوں کو دکھاتے اور بھیک
مانگتے پھرتے ہیں جس طرح عوام یا جھوٹے کو سچے کا لقب دیدیتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کو احمد مختار
کہنے لگتے ہیں ۔ اسی طرح جھوٹے پیر نیک لوگوں کی شکل میں تحصیل دنیا کرتے پھرتے ہیں ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بو مسیلم را لقب کذّاب ماند	مر محمد را اولوالالباب ماند

ترجمہ مسیلمہ کا لقب کذّاب رہ گیا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لقب صاحب عقل رہا۔
مطلب یہ ہے کہ اگرچہ جھوٹے نیکوں کی شکل بنا لیا کرتے ہیں مگر آخر کار جھوٹے رسوا ہوتے ہیں اور نیک باعزت ومنصور بنتے ہیں۔ چنانچہ مسیلمہ نے نبوت کا جھوٹا دعوے کیا اور آخر اس کا لقب کذّاب ہوا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا سچا دعوے کیا تو آخر منصور ومؤید من اللہ ہوئے۔ ایسا ہی جھوٹے اور سچے پیروں کا حال ہوتا ہے۔

آن شراب حق ختامش مشکناب	بادہ را ختمش بود گند وعذاب

لغات۔ ختام۔ مہر۔ مشکناب۔ خالص کستوری۔
ترجمہ۔ وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) شراب حق ہیں جس کی مہر خالص کستوری ہے اور مسیلمہ کے شراب کی مہر گندگی اور عذاب ہے۔
مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تکلم سے تو انوار وبرکات پھیلتے ہیں اور کستوری جیسی خوشبو مہکتی ہے جس سے سارا جہان معطر ہو جاتا ہے اور مسیلمہ کذّاب کے منہ سے صرف گمراہی کی باتیں نکلتی ہیں جن سے گندگی وعذاب پھیلتا ہے۔ اب مولانا جھوٹے پیروں کے مطابق حال ایک حکایت بیان کرتے ہیں۔

داستان آں بادشاہ جہود کہ نصرانیاں را میکشت از تعصب

ترجمہ اُس یہودی بادشاہ کی حکایت جو تعصب سے نصرانیوں کو قتل کرتا تھا۔

بود شاہے در جہوداں ظلم ساز	دشمن عیسیٰ ونصرانی گداز

ترجمہ یہودیوں میں ایک ظالم بادشاہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن اور نصاریٰ کو قتل کیا کرتا تھا۔

عہد عیسیٰ بود ونوبت آن او	جان موسیٰ او وموسےٰ جان او

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ۔ حضرت عیسیٰؑ کی شریعت کا وقت تھا۔ اور اُس کے دین کا دورہ تھا اور حضرت عیسےٰؑ موسیٰؑ کی جان ہیں اور حضرت موسیٰؑ عیسیٰؑ کی جان ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ یہ داستان اس وقت کی ہے جبکہ حضرت عیسیٰؑ کے دین کا دور دورہ تھا اور لوگ اُن کی شریعت کے مکلف تھے۔ پھر فرماتے ہیں حضرت موسیٰ و عیسیٰ تو یک جان دو جسم ہیں یعنی وہ دونوں رسالت میں متحد ہیں۔

شاہ احول کرد در راہِ خدا	آں دو دمسازِ خدائی را جُدا

لغات۔ اَحول جس کو ایک کے دو دکھائی دیں۔ بھینگا۔

ترجمہ اس بادشاہ احول نے دین کے معاملہ میں ان دونوں کو جو دین حق میں متفق تھے جدا کر رکھا تھا

مطلب یہ ہے وہ بادشاہ چونکہ باطنی احول تھا اس لیئے اُس نے ان دونوں حضرات کو جدا سمجھ رکھا تھا۔ حالانکہ وہ دونوں دین حق یعنی توحید میں متفق تھے۔

گفت اُستا احولے را کاندر آ	رو برو آر از وثاق آں شیشہ را

لغات۔ وِثاق۔ گھر محلسرائے۔

ترجمہ ایک اُستاد نے اپنے اَحول شاگرد سے کہا کہ ادھر آؤ اور گھر کے اندر سے فلاں شیشہ اُٹھالاؤ۔

مطلب۔ مولانا اس حکایت میں بطور تمثیل کے ایک اَحول ظاہری کا قصہ بیان کرتے ہیں۔

چوں دروں رفت احول اندر خانہ زُو	شیشہ پیشِ چشمِ او دو می نمود

ترجمہ جب وہ اَحول تعمیل کے لیئے جلدی سے اندر گیا تو وہ ایک شیشہ اُسکی نظر میں دو دکھائی دیئے تو

گفت احول زاں دو شیشہ تو کدام	پیشِ تو آرم بگو شرحش تمام

ترجمہ احول نے کہا کہ آپ واضح طور سے فرما دیں کہ اِن دو شیشوں میں سے کونسا خدمت میں لاؤں

گفت اُستاد آں دو شیشہ نیست رَو	اَحولی بگذار و افزوں بیں مشو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ اُستاد نے کہا کہ وہاں دو شیشے نہیں ہیں (صرف ایک ہی ہے) بھینگاپن کو چھوڑ دو
اور حقیقت سے زیادہ دیکھنے والا نہ ہو۔ (کیونکہ حقیقت میں تو صرف ایک ہی تھا)

گفت اے اُستا مرا طعنہ مزن
گفت اُستا زاں دو یک را در شکن

لغات۔ اُستا۔ اُستاد کا مخفف ہے۔
ترجمہ شاگرد نے کہا اے اُستاد آپ مجھے طعنہ نہ دیں (وہاں تو دو ہی ہیں) اُستاد نے
کہا اچھا پھر ان دونوں سے ایک کو توڑ دو۔

چوں یکے بشکست و ہر دو شد ز چشم
مرد احول گردد از میلان و خشم

لغات۔ میلان۔ خواہش یعنی شہوت۔ خشم۔ غصہ۔
ترجمہ جب اُس نے ایک کو توڑ دیا تو دونوں نظر سے غائب ہو گئے (اب مولانا فرماتے ہیں
کہ) ایسا ہی حال آدمی کا شہوت و غصے سے ہو جاتا ہے (کہ روح کی استقامت جاتی رہتی ہے)

شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود
چوں شکست او شیشہ را دیگر نبود

ترجمہ شیشہ ایک تھا مگر اُسے دو دکھائی دیئے۔ جب ایک توڑا تو اور کوئی شیشہ نہ رہا
مطلب یہ ہے جس طرح اس احول کو ایک کے دو شیشے دکھائی دیئے تھے اور ایک
کے توڑنے سے کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا۔ یہی حال اُس بادشاہ کا تھا کہ حضرت موسیٰ ؑ و عیسیٰ ؑ
جو حقیقت میں یک جان تھے اُسے دو دکھائی دیئے اور ایک کی تکذیب سے دوسرے کی
تکذیب لازم آئی جس طرح ایک شیشے کو توڑنے سے دوسرا بھی ٹوٹ گیا۔

خشم و شہوت مرد را احول کند
ز استقامت روح را مبدل کند

ترجمہ غصہ اور شہوت آدمی کو احول کر دیتے ہیں اور روح کی استقامت کو بدل دیتے ہیں
مطلب یہاں سے یہ بیان فرمانے لگے ہیں کہ شہوت و غضب کس طرح مرد کو احول کر دیتے ہیں

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ جب غرض درمیان میں آجاتی ہے تو سب ہنر پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور سینکڑوں پردے دل کی آنکھوں پر پڑ جاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ غرض ایسی بری بلا ہے کہ جب یہ درمیان آجاتی ہے تو ہنر اور اصلی امر پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اور دل پر اُس کا اثر ہونے کے باعث آنکھ پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور وہ اپنے ادراک میں غلطی کرنے لگتی ہے۔ اب اگلے شعر میں اُس کی مثال دیتے ہیں۔

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار	**کے شناسد ظالم از مظلوم زار**

ترجمہ جب قاضی دل میں رشوت کی ٹھان لے تو وہ ظالم اور مظلوم زار میں کسطرح تمیز کر سکتا ہے

مطلب یہ ہے کہ جب قاضی رشوت لیلیوے تو وہ ظالم و مظلوم میں فرق نہیں کر سکتا کیونکہ رشوت کا پردہ اُسے حقیقت حال کی تحقیق سے روکیگا۔ اور بلا تحقیق رشوت دینے والے کے موافق فیصلہ کر دے گا۔

شاہ از حقدِ جہودانہ چناں	**گشت احول کالاماں یا رب اماں**

لغات۔ حقد۔ کینہ، بغض۔

ترجمہ بادشاہ جہودانہ کینہ اور بغض کے باعث ایسا احول ہو گیا تھا کہ خدا کی پناہ۔

صد ہزاراں مومنِ مظلوم کشت	**کہ پناہم دینِ موسیٰ را و پشت**

ترجمہ لاکھوں اہل ایمان مظلوم قتل کر ڈالے (اور اِس بات کے کرنے میں وہ سمجھتا تھا کہ میں موسوی دین کا پشت و پناہ ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ اس بادشاہ نے یہ خیال کر کے کہ میں دین موسوی کی حمایت و مدد کر رہا ہوں بے شمار نصرانی کہ اُس وقت وہی مومن تھے بے گناہ قتل کر ڈالے۔

آموختن وزیر مکر شاہ گمراہ را
ترجمہ۔ وزیر کا اُس بادشاہ گمراہ کو مکر سکھانا

اں وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ	**کو بر آب از مکر بر بستے گرہ**

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات - راہزن سے مراد چالاک ہے۔ عشوہ دہ - فریبی۔ مکار - کو اصل میں کہ ابھا

ترجمہ اس بادشاہ کا ایک نہایت چالاک اور فریبی وزیر تھا - جو مکر سے پانی پر بھی گرہ لگاتا تھا - (یعنی نہایت مکار اور چالاک تھا) -

گفت ترسایاں پناہِ جاں کنند	**دینِ خود را از ملک پنہاں کنند**

لغات ترسایان ترسا کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نصرانی، آتش پرست - یہاں پہلے معنی مراد ہیں

ترجمہ وہ وزیر بادشاہ سے کہنے لگا کہ نصرانی اپنی جان کو بچائیں گے (اس طرح کہ) اپنے دین کو ملک سے پوشیدہ کریں گے -

مطلب یہ کہ وزیر نے کہا نصرانیوں کے قتل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں کیونکہ وہ اپنی جان بچانے کے لیئے اپنا دین پوشیدہ رکھیں گے اور بظاہر موسائی بن جائیں گے -

کم کش ایشاں را کہ کشتن سود نیست	**دیں ندارد بوئے مُشک و عود نیست**

ترجمہ ان کو نہ قتل کر کیونکہ قتل سے کچھ فائدہ نہیں - دین کوئی مُشک و عود نہیں (کہ خود بخود) اس کی خوشبو پھیلے اور ظاہر ہو جاوے) -

سرّ پنہاں است اندر صد غلاف	**ظاہرش با تست باطن بر خلاف**

ترجمہ (بلکہ) دین تو ایک ایسا راز ہے جو سو غلاف میں پوشیدہ ہے - ظاہر اس کا تیرے ساتھ ہے اور باطن بر خلاف -

مطلب یہ ہے کہ دین یعنی عقیدہ تو دل میں پوشیدہ ہوتا ہے - ممکن ہے کہ کوئی شخص اوپر سے تو تمھارے ساتھ ہو اور باطن میں تمھارے بر خلاف ہو - اس لیئے نصرانیوں کے قتل کرنے سے ان کا مذہب نابود نہیں ہو سکتا - وہ تمھارے خوف سے ظاہر میں تو موسائی بن جائیں گے مگر دل میں اپنے اصلی مذہب پر قایم رہیں گے -

شاہِ گفتش پس بگو تدبیر چیست	**چارۂ ایں مکر و ایں تزویر چیست**

ترجمہ بادشاہ نے کہا اچھا تم بتلاؤ کہ پھر اس کی تدبیر کیا ہو اور اس مکر و فریب کا علاج کس طرح کیا جائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تا نماند در جہاں نصرانیئے	نے ہویدا دین و نے پنہانیئے

ترجمہ تاکہ دنیا میں کوئی نصرانی ظاہر دین والا اور پوشیدہ دین والا باقی نہ رہے۔

گفت اے شاہ گوش و دستم را ببُر	بینیم بشگاف و لب در حکمِ مُر

لغات۔ بُر۔ بریدن سے۔ صیغہ امر ہے۔ مُر۔ کڑوا۔ تلخ۔ مراد سخت شدید ہے۔
ترجمہ وزیر نے کہا اے بادشاہ ایک سخت دیکر میرے کان و ہاتھ کاٹ دو اور ناک و لب پھاڑ دو۔

بعد ازاں در زیر دار آور مرا	تا بجو اہد یک شفاعت گر مرا

ترجمہ ـ بعد ازاں مجھے دار (سولی) کے نیچے لاکھڑا کر تا کہ لوگ سمجھیں اسے اب سولی دیا جائے گا) پھر کوئی شفاعت یعنی سفارش کرنے والا مقرر کر جو مجھے تجھ سے مانگ لے۔

بر منادی گاہ کن ایں کار تو	بر سرِ راہے کہ باشد چار سو

ترجمہ یہ کام مجھے منادی گاہ اور چوراہہ میں کرنا چاہیئے (تاکہ سب لوگ اسے دیکھیں)۔

آنگہم از خود براں تا شہرِ دور	تا در اندازم در ایشاں صد فتور

ترجمہ پھر مجھے اپنے پاس سے نکال کر کسی دور دراز شہر میں بھیج دے تاکہ میں ان میں ہزاروں فتور ڈالوں (کہ بن مارے ہی مر جائیں)۔

چوں شوندآں قوم از من دیں پذیر	کارِ ایشاں بر سرِ شوریدہ گیر

لغات۔ شوریدہ۔ پریشان۔
ترجمہ یعنی جب وہ لوگ مجھ سے دین قبول کرنے لگیں گے۔ تو سمجھ لینا کہ ان کا کام پریشان اور ابتر ہو گیا

درمیاں شاں فتنہائے افگنم	کاہرمن حیراں بماند از فنم

لغات۔ اہرمن۔ شیطان۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ میں اُن کے درمیان ایسے فتنے ڈالونگا کہ شیطان بھی میرے اس فن سے حیران و ششدر رہ جائیگا

آنچہ خواہم کرد با نصرانیاں ۔۔ آں نمے آید کنوں اندر بیاں

ترجمہ جو کچھ میں نصرانیوں کے ساتھ کرونگا وہ اس وقت بیان نہیں ہو سکتا۔

مطلب یعنی جو فساد اور فتنے میں اُن میں اس وقت ڈالوں گا وہ بیان سے باہر ہیں۔

چوں شمارندم امین و مُقتدا ۔۔ دام دیگر گوں نہم شاں پیش پا

لغات۔ مُقتدا۔ پیشوا۔

ترجمہ جب وہ مجھے امین و پیشوا شمار کرنے لگینگے تو اُس وقت میں اُنکے پاؤں کے سامنے اور طرح کا جال پھیلاؤنگا

وز حِیَل بفریبم ایشاں را ہمہ ۔۔ واندر ایشاں افگنم صد دمدمہ

لغات۔ حِیَل۔ حیلہ کی جمع ہے جس کے معنی مکر و فریب کے ہیں۔ دَمدمہ۔ فریب۔

ترجمہ اور طرح طرح کے حیلوں سے ان سب کو دھوکے میں ڈالونگا۔ اور اُنکے درمیان سینکڑوں فریب پھیلاؤنگا

تا بدستِ خویش خونِ خویشتن ۔۔ بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن

ترجمہ حتے کہ اپنا خون اپنے ہاتھوں سے ہی زمین پر گرائیں گے۔ قصہ مختصر یہ ہے۔

پس بگویم من بہ سِر نصرانیم ۔۔ اے خدائے رازداں من دانیم

لغات۔ سِر۔ پوشیدہ، باطن میں۔

ترجمہ تو میں نصرانیوں سے کہونگا کہ میں دل سے نصرانی تھا۔ اے خدائے رازداں تو میرا حال جانتا ہی ہے

شاہ واقف گشت از ایمانِ من ۔۔ وز تعصب کرد قصدِ جانِ من

ترجمہ بادشاہ (کسی طرح میرے ایمان سے واقف ہوگیا اور تعصب سے میری جان لینے کا قصد کیا۔

خواستم تا دیں ز شہ پنہاں کنم ۔۔ آنچہ دینِ اوست ظاہر آں کنم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترجمہ میں (بہتیرا چاہا)، کہ بادشاہ سے اپنا دین پوشیدہ رکھوں، و جو اُس کا دین ہے وہی ظاہر کروں۔

شاہ بوئے بُرد از اسرارِ من — متہم شد پیشِ شہ گفتارِ من

ترجمہ (لیکن) بادشاہ کو میرے اندرونی خیالات کی بو آگئی اور میری گفتگو بادشاہ کے پاس متہم ہو گئی (یعنی اُس نے میرے کلام کو غیر معتبر سمجھا)

گفت گُفتِ تو چو در ناں سوزن است — از دلِ من تا دلِ تو روزن است

ترجمہ بادشاہ کہنے لگا تیری گفتگو ایسی ہے جیسی روٹی میں سوئی اور میرے دل سے تیرے دل تک ایک دریچہ و سوراخ ہے
مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے اس سے کہا تیری باتیں دل میں ایسی چبھتی ہیں جس طرح روٹی میں اگر سوئی ہو تو وہ منہ میں چبھتی ہے اور بموجب دل را بہ دل رہے ہست میں تیری نیت تاڑ گیا ہوں۔

من ازاں روزن بدیدم حالِ تو — حالِ تو دیدم ننوشم قالِ تو

ترجمہ میں نے اس روزن سے تیرا حال دیکھ لیا ہے۔ اور اب جبکہ میں نے تیرا اصلی حال دیکھ لیا ہے تیری گفتگو نہیں سنتا

گر نبودے جانِ عیسےٰ چارہ ام — او جہودانہ بکردے پارہ ام

ترجمہ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح میری چارہ ساز نہ ہوتی تو وہ یہودیوں کی طرح میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا (یعنی جیسے یہودی عیسائیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ویسا ہی معاملہ وہ بھی میرے ساتھ کرتا)

بہرِ عیسےٰ جاں سپارم سر دہم — صد ہزاراں منتش بر سر نہم

ترجمہ میں تو حضرت علیہ السلام کے لیئے جان اور سر دینے کو تیار ہوں (اور اگر وہ میری جان قبول کریں) تو ان کے لاکھوں احسان اپنے ذمے سمجھوں۔

جاں دریغم نیست از عیسےٰ ولیک — واقفم بر علم دینش نیک نیک

لغات - نیک نیک - نہایت اچھی طرح۔
ترجمہ مجھے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جان نذر کرنے میں دریغ نہیں ہے (بلکہ بات یہ ہے کہ میں اُنکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دین سے نہایت اچھی طرح واقف ہوں۔

جیف مے آید مرا کاین دینِ پاک ‖ درمیانِ جاہلاں گردد ہلاک

لغات۔ جیف۔ افسوس۔
ترجمہ مجھے صرف یہ افسوس آتا ہے کہ یہ دین پاک جاہلوں کے ہاتھ سے برباد و ہلاک نہ ہو۔

شکر ایزد را و عیسیٰ را کہ ما ‖ گشتہ ایم ایں دینِ حق را رہنما

ترجمہ خدا اور حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا شکریہ ہے کہ ہم اس دینِ حق کے راہ نما ہوئے ہیں۔

از جہوداں وز جہودی رستہ ایم ‖ تا بہ زنارے میاں را بستہ ایم

لغات زنار سے مراد وہ اُونی یا ریشمین ڈورا ہے جسے پادری لوگ کمر میں باندھتے ہیں۔
ترجمہ جب سے ہم نے زنار کمر پر باندھ لیا ہے۔ یہودیوں اور یہودیت سے خلاصی پائی ہے۔

دور دورِ عیسیٰ است اے مردماں ‖ بشنوید اسرارِ کیشِ او بجاں

لغات کیش۔ مذہب۔
ترجمہ اے لوگو! یہ دین عیسوی کا دور دورہ ہے (اس لیئے) اُن کے دین کے اسرار دل و جان سے سنو

کایں شہ بیدین ظالم بس عدوست ‖ مے نداند ہیچ دشمن راز دوست

ترجمہ کیونکہ یہ بیدین ظالم بادشاہ اُن کے دین کا پکا دشمن ہے اور کسی دشمن کو دوست سے تمیز نہیں کر سکتا۔

ایں نسق میگفت با نصرانیاں ‖ لیک بودش دل بسوئے شہ کشاں

لغات۔ نسق۔ طریقہ۔ روش۔
ترجمہ اور یہ کلام وزیر نصرانیوں کے اعتبار سے کہ رہا تھا اور اصل میں تو اُس کا دل بادشاہ کی طرف ہی مائل تھا
مطلب مولانا فرماتے ہیں کہ وزیر اس کلام کی نقل کر رہا تھا جو نصاریٰ کو جا کر کہنی تھی اسی لیے بادشاہ کو ظالم اور بددین کہ رہا تھا۔ ورنہ حقیقت میں تو وہ بادشاہ کا ہی طرفدار تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گفت شہ را کاے شہنشہ صبر کُن	تا من ایشاں را کنم از بیخ و بُن

ترجمہ (پھر) بادشاہ سے کہنے لگا کہ اے بادشاہ آپ صبر کیجئے حتّٰی کہ میں اِن کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دوں

قبول کردن نصاریٰ مکر وزیر را

ترجمہ۔ نصرانیوں کا وزیر کے مکر کو قبول کر لینا

چوں وزیر ایں مکر را بر شہ شمرد	از دلش اندیشہ را کُلّی ببرد

ترجمہ جب وزیر نے یہ مکر بادشاہ کو سنایا تو گویا اُسکے دل سے فکر کو کلیتہً دُور کر دیا (یعنی بادشاہ مطمئن ہوگیا)

کرد با وے شاہ آں کارے کہ گفت	خلق حیراں ماندزاں رازِ نہفت

ترجمہ بادشاہ نے اُس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو اُسنے کہا تھا۔ تمام لوگ اُس پوشیدہ راز سے حیران رہ گئے

کرد رُسوا ایش میانِ انجمن	تا کہ واقف شد بحالش مرد و زن

ترجمہ بادشاہ نے اُسے مجمع عام میں رسوا کیا تاکہ مرد عورت سب اُس کے حال سے واقف ہو جائیں

راند اورا جانبِ نصرانیاں	کرد در دعوت شروع او بعد ازاں

ترجمہ بادشاہ نے اُسے نصرانیوں کی طرف نکال دیا اور اُس نے وہاں پہنچکر دین کی تبلیغ شروع کی۔

حالِ عالم ایں چنیں است اے پسر	از حسد مے خیزد اینہا سر بسر

ترجمہ اے لڑکے جہان کا ایسا ہی حال ہے اور حسد سے یہ سب باتیں پیدا ہوتی ہیں۔
مطلب۔ یہ شعر مولانا کا مقدمہ ہے کہ اس جہان کا یہی حال ہے کہ حسد کے باعث اس میں طرح طرح کے فریب کیئے جاتے ہیں خواہ اُس میں اپنا ہی نقصان ہو۔

صد ہزاراں مردِ ترسا سوئے او	اندک اندک جمع شد در کوئے او

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات۔ ترسا۔ نصرانی۔

ترجمہ۔ آہستہ آہستہ لاکھوں نصرانی اُس کے کوچہ یعنی محلہ و فرودگاہ میں جمع ہو گئے ہیں۔

مطلب یعنی جب اُس یہودی وزیر نے دعوت شروع کی تو تھوڑے تھوڑے کر کے لاکھوں عیسائی اُس کی فرودگاہ میں آحاضر ہوئے۔

او بیاں میکرد با ایشاں براز	سرِ انگلیوُن و زُنّار و نماز

لغات۔ اَنگلیوُن بروزن عنبر گون۔ انجیل اسی کا معرّب ہے۔ براز یعنی خلوت میں۔

ترجمہ وہ اُن سے خلوت میں انجیل، زُنّار اور نماز کے اسرار بیان کرتا تھا۔

او بیاں مے کرد با ایشاں فصیح	دائما ز افعال و اقوالِ مسیح

لغات۔ افعال کا ہمزہ ضرورتِ شعری کے لیئے پڑھنے میں نہیں آتا۔

ترجمہ اور وہ ہمیشہ بفصاحت زبان ان سے حضرتِ مسیح علیہ السلام کے افعال و اقوال بیان کرتا تھا۔

چوں چناں دیدند ترسا یانش زار	مے شدند اندر غمِ او اشکبار

ترجمہ جب نصاریٰ اُس کی یہ حالتِ زار دیکھتے تو اُس کے غم سے آٹھ آٹھ آنسو روتے۔

مطلب یہ ہے کہ سب نصرانی اُس کی حالتِ زار دیکھتے کہ اُسکے کان ناک وغیرہ کاٹ دیئے گئے ہیں تو زار زار روتے۔

او بظاہر واعظِ احکام بُود	لیک در باطن صفیر و دام بود

ترجمہ۔ وہ ظاہر میں احکام کا واعظ تھا۔ لیکن حقیقت میں جال کا بلارا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں تو اُنھیں وعظ و نصیحت کرتا رہتا تھا مگر درحقیقت وہ بلارا یعنی وہ پرندہ تھا جسے شکاری پنجرے میں بند کر کے جال کے پاس بٹھلا دیتے ہیں کہ اُس کی آواز سن کر اُس کے ہمجنس پرندے اُتر آئیں اور جال میں پھنس جائیں۔ چنانچہ بٹیرے پکڑنے والے اسی طرح کرتے ہیں۔

بہرِ ایں بعضے صحابہ از رسُول	مُلتمس بودند مکرِ نفسِ غول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لغات۔ مُلتَمِس۔ پوچھنے والا۔ التماس اصل میں تو دو مساوی شخصوں کے باہم سوال کرنے کے لیے مستعمل ہے۔ مگر فارسی میں ادنیٰ کے اعلیٰ سے سوال کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ غول شیطان بھوت وغیرہ مگر یہاں اس کے لازمی معنی گمراہ کرنے والا مراد ہیں۔
ترجمہ اس واسطے بعض صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گمراہ کرنے والے نفس کے مکروفریب پوچھا کرتے تھے
مطلب یہ ہے کہ جس طرح دشمن کے مکروفریب کی اطلاع مشکل سے ہوا کرتی ہے چنانچہ نصاریٰ کو وزیر کے مکر کی اطلاع نہ ہوئی۔ اسی طرح ہمارے دشمن نفس امّارہ کی شرارتوں کا پتا بھی مشکل سے لگتا ہے۔ اسی لیئے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نفس کے مکروں کی تحقیق کیا کرتے تھے کہ اس کے پھندے میں نہ آجائیں۔

کوچہ آمیزد ز اغراض نہاں	در عبادتہا و در اخلاص جاں

لغات۔ اغراض، خواہشات۔
ترجمہ کہ (دیکھیں) وہ کیا کیا نفسانی خواہشات عبادات اور اخلاص دل میں شامل کر دیتا ہے۔

فضل طاعت را نہ جُستندے ازو	عیب باطن را بجُستندے کہ گو

لغات۔ فضل، بزرگی، فضیلت۔
ترجمہ وہ آپ سے عبادات کے فضائل نہ دریافت کرتے (بلکہ) عیوب نفس کی بابت کہتے کہ فرمایئے۔
مطلب یہ ہے کہ عبادات کے فضائل پوچھنے میں اتنی سرگرمی کا اظہار نہ کرتے تھے جتنا کہ عیوب کو دریافت کرنے کے لیئے اہتمام کرتے تھے۔

مو بمو و ذرہ ذرہ مکرِ نفس	مے شناسیدند چوں گل از کرفس

لغات۔ کرَفس۔ اجوائن خراسانی جس کی بو نہایت تیز اور ناخوش ہوتی ہے۔
ترجمہ (اسی لیئے) نفس کے ذرہ ذرہ اور بال جیسے باریک مکروں کو بھی پہچانتے تھے جس طرح کہ انسان پھول کی خوشبو اور اجوائن خراسانی کی بدبو میں فرق کر لیتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گفت زاں فضلے حذیفہ با حسن | تابداں شد وعظ و تذکیرش حسن

لغات۔ فضلے۔ تھوڑا سا اندک۔ حذیفہ۔ بڑے جلیل القدر صحابی ہوئے ہیں کہ واقفِ اسرارِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حسن سے مراد حسن بصری رح ہیں جو مشہور واعظ تھے۔ تذکیر یاد دلانا، وعظ کہنا۔

ترجمہ انہی مضامین سے کچھ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حسن بصری رض سے کہہ دیئے تھے جن سے اُن کا وعظ وپند نہایت عمدہ ہوگیا تھا۔

مطلب حضرتِ حسن بصری رحمہ اللہ جو وعظ گوئی میں مشہور ہوئے ہیں وہ بھی اسی واسطے مشہور ہوئے ہیں کہ حضرتِ حذیفہ رض نے ان سے نفس کے کئی ایک مکر بیان کر دیئے تھے۔

خدشہ۔ علمائے محدثین کے نزدیک حضرتِ حذیفہ اور حضرت حسن بصری کی ملاقات نہیں ہوئی تو مولانا کا یہ مضمون کس طرح درست ہو۔

جواب بتلانا سے مراد بالواسطہ ہے نہ کہ بلاواسطہ۔ یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے وہ مکائدِ نفس اُن صحابہ سے سُنے ہوں جنھوں نے حضرت حذیفہ سے سُنے تھے۔

مو شگافانِ صحابہ جملہ شاں | خیرہ گشتندے دراں وعظ و بیاں

لغات۔ موشگافان یعنی بال کی کھال اُتارنے والے۔ محقق۔

ترجمہ کہ بڑے بڑے موشگاف ومحقق صحابہ اُن کے وعظ وبیان کو سُن کر متعجب ہوتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ صحابہ کو اِس بات سے تعجب آتا تھا کہ اپنے ہم مرتبہ اشخاص میں یہ کس پایہ کا شخص ہے۔

کتبہ غلام رسول کاتب سکنہ جنڈیالہ ڈھاب الہ ڈاکخانہ گکھڑ

पुस्तकालय गुरुकुल काँगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar